انه لقول فصل وما هو بالهزل ط انهم يكيدون كيدا واكيد كيدا ط فمهل

الكافرين امهلهم رويدا ١ - وان تنتهوا فهو خير لكم وان تعودوا نعد ولن

تغني عنكم فئتكم شيئا ولو كثرت وان الله مع المومنين ط قل للذين

كفروا ان ينتهوا يغفر لهم ما قد سلف وان يعودوا فقد مضت

الاولين تا دعوا شهداءكم من دون الله ان كنتم صادقين

جواب حقانی

قادیانی

از تازہ افادات و انتخابات و تصنیفات فاضل زمانہ کامل یگانہ عالم مشہور نزدیک و دور زاہد خوش نقا متوکل بر خدا صاحب تصنیفات وجیہہ ماہر علوم عقلیہ و نقلیہ مولانا قاضی غلام گیلانی صاحب متوطن ملک پنجاب ضلع کیمبلپور علاقہ چھچھ موضع شمس آباد

... عبدالواحد خطیب ... ملک پنجاب ...

فہرست بعض مضامین جواب حقانی

از تصنیف عالم باعمل فاضل اکمل معروف دربر گونہ فقہ دریست تعنی از تصنیف و تالیف مولانا قاضی غلام گیلانی صاحب شمس آبادی سنی حنفی پنجابی کیمبلپوری عفی عنہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ حمد الشاکرین کحمد اہل السموات والارضین من الجنۃ والناس اجمعین والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین اللھم اغفر لنا ولوالدینا ولاستاذینا ولاحبائنا ولاساتذتنا ولتلامذتنا ولاقربائنا ولمن لہ حق علینا ولجمیع المومنین والمومنات والمسلمین والمسلمات۔ الاحیاء منہم والاموات انک سمیع قریب مجیب الدعوات یا خالق الارضین والسموات آمین ثم آمین ثم آمین الی یوم الدین بجاہ سید المرسلین۔ **اما بعد**

بخدمت اہل اسلام عموماً واہل بنگال ضلع پٹنہ مقام برہمن بڑیہ خصوصاً عرض ہے۔ کہ ملک پنجاب موضع قادیاں ضلع گورداسپور میں مسمی غلام احمد پیشہ کشت کاری قوم مغل نے پہلے بزرگی کا دعوے کیا رفتہ رفتہ مہدی مطلق ہوا بعد کو یہ کہا۔ کہ میں وہ مہدی موعود ہوں۔ جس کا تم لوگ انتظار کر رہے ہو۔ اور حضرت عیسیٰ بن مریم مرگیا۔ اب وہ دنیا میں نہ آئیگا۔ بلکہ اس کی روح میرے اندر آگئی ہے۔ غرض کہ کبھی کچھ بکا اور کبھی کچھ۔ جیسا موقع اور ڈھنگ دیکھے بکتا رہا۔ اور اپنی زبان اور تحریر میں ایسے کفریات بکتا رہا۔ کہ قبیطلہ پر بھی سبقت لے گیا۔ عیسیٰ علیہ السلام کو گالیاں دیں۔ حضرت مریم علیہا السلام وغیرہ پروردگار کے محبوبوں کو گالیاں دیں۔ عجب یہ کہ جس کا مثیل بننا چاہتا ہے۔ اس میں طرح طرح کے ناشائستہ گناہ کے کام اپنے گمراہ اعتقاد کے موافق ثابت کرتا ہے۔ علما نے ہر طرف سے سمجھایا بجھایا۔ مگر وہ باز نہ آیا۔ آخر الامر علمائے ربانیین نے مجبور اً ایسے الفاظوں پر کفر کا حکم دیا۔ خود تو وہ مرگیا مگر بعض جگہ اس کے تعلیم یافتہ گمراہ جیسے ان خلیفے اور چیلے رہ گئے ہیں جو کہ مسلمانوں کو کافر کرنا چاہتے ہیں۔ معاذ اللہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم

کے دین متین کے خراب کرنے کے درپے ہوا۔ مگر الحمدللہ نتیجہ برعکس ہوتا جاتا ہے۔ چنانچہ اہل اسلام کے علماء کے وعظ و نصیحت کی تاثیر سے صدہا قادیانی مسلمان ہو گئے۔ اور اب بھی ہمیشہ توبہ کر کر مسلمان ہوتے جاتے ہیں۔ اور قادیانی چونکہ اپنے دعوی کو ثابت نہیں کر سکتے۔ اور قیامت تک بھی ثابت نہ کر سکینگے کیونکہ باطل چیز کا ثبوت ہی کیا ہو گا۔ لہذا علماء نے ان کو لاجواب جان کر ان سے خطاب و عتاب ترک کر دیا تھا ع جواب جاہلاں باشد خموشی۔

لیکن ملک بنگالہ ضلع پتره مقام برہمن بڑیہ میں ایک ملا عبد الواحد نامی مسجد کا خطیب قدرے اردو و فارسی لکھا پڑھا ہوا نصیب کی شامتوں سے قادیانی ہو کر دائرہ اسلام سے خارج ہو کر مسلمانوں کو گمراہ کرنے کے لئے آمادہ ہوا۔ اور مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی کہنے لگا۔ اور جن باتوں کے سبب سے اس پر علماء نے کفر کا حکم دیا تھا۔ انہی باتوں کو برحق کہنے لگا۔ اور اسی اپنے پیر کی کتابوں سے چند باتیں چرا کر نکال کر ایک رسالہ بنایا۔ اور اس کا نام ہدایۃ المہتدی رکھا۔ ع برعکس نہند نام زنگی کافور۔ اس رسالہ کا نام ضلالۃ المہتدی ہونا چاہئے اور جاہل نے اتنا نہ سوچا۔ کہ ان باتوں کا جواب دنداں شکن بارہا دیا گیا ہے۔ جس کے سبب سے قادیانی بحر خموشی اور چاہ مرگ میں غرق ہو چکے ہیں۔ مگر برہمن بڑیہ اور اطراف کے بعض جاہل بے وقوف لوگوں کو گمراہ کرنے کے لئے بظاہر ایک صورت نکالی۔ کہ کتاب کا نام سن کر عوام الناس دام فریب میں آئینگے۔ اور اہل اسلام کے علماء اس کی کتاب کو قابل جواب نہ سمجھ کر اپنے دین و اسلام کی اشاعت میں سرگرم رہتے ہیں۔ اس طرف قادیانیوں کو بے علم لوگوں کے ورغلانے کا خوب موقع ہاتھ آیا۔ گاؤں بہ گاؤں بکتے ہیں۔ کہ اگر اس رسالے کی باتوں کا کوئی جواب ہوتا۔ تو مسلمان علماء جواب کیوں نہ دیتے۔ معلوم ہوا کہ قادیانیوں کا اعتقاد حق ہے اور کل روئے زمین کے مسلمانوں کا اعتقاد باطل ہے۔ چونکہ اس میں بعض بعض سیدھے سادے مسلمانوں کے گمراہ ہو جانے کا احتمال ہے۔ لہذا میں نے اس ملا عبد الاحد خطیب کے رسالہ کے بعض موٹی موٹی غلطیوں کا رد لکھا۔ تاکہ اگر پروردگار اپنا فضل کرے تو لوگ اس کے

ہم کے دام میں نہ آئیں۔ اور وہ مغالطہ خوردہ اور اس کے ہم مذہب لوگ مگر بغور اس
کتاب کو اور میری دوسری کتاب کو جس کا نام **شیخ غلام گیلانی بیچ گردن**
قادیانی ہے۔ مطالعہ کریں اور کسی مسلمان عالم ذہین سمجھدار سے پڑھیں۔ تو
امید ہے۔ کہ اپنے کفری اعتقاد سے توبہ کریں اور کم از کم اتنا تو ہو۔ کہ اپنی بے علمی
اور جہالت پر خبردار ہو ویں +

لفظ **قولہ** کے بعد عبدالواحد برہمن بڑیہ کے خطیب کی عبارت ہے۔ اور
لفظ **الجواب** کے بعد اس فقیر کا جواب ہوگا +

قولہ۔ ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر دنیا میں آئے اھ **الجواب** انبیاء
علیہم السلام کی تعداد میں مشہور ہے۔ کہ روایات مختلفہ وارد ہیں۔ ایک روایت
میں ایک لاکھ چوبیس ہزار۔ دوسری روایت میں دو لاکھ چوبیس ہزار۔ تیسری
روایت میں بائیس لاکھ رواہ کعب الاحبار۔ چوتھی روایت میں دس لاکھ چوبیس
ہزار ہیں۔ رواہ مقاتل رح۔ پس درست بات یہی ہے۔ کہ کوئی تعداد مقرر نہ
کرنی چاہیے۔ بلکہ پروردگار کے علم پر سپرد کرے۔ اور کہے کہ سب انبیاء پر
میرا ایمان ہے۔ جس قدر بھی ہوں۔ کیونکہ اگر خاص ایک عدد اور ایک مقدار
کو لے لیا۔ تو یہ خرابی لازم آئیگی۔ کہ کسی غیر نبی کو نبی کہنا ہوگا یا نبی کو غیر نبی کہنا
ہوگا۔ واقعی مقدار سے اگر تھوڑے کہے۔ تو بعض انبیاء کو نہ مانا۔ اور اگر
واقعی عدد سے زائد کہدیئے تو جو نبی نہ تھے۔ اُن کو نبی کہا۔ اور یہ دونوں باتیں
کہ نبی کو غیر نبی کہے یا غیر نبی کو نبی کہے۔ کفر کی ہیں۔ بناء علی ان اسم العدد
اسم خاص فی مدلولہ لا یحتمل الزیادۃ والنقصان (دیکھو شرح عقائد
نسفی وغیرہ) مگر مرزائیوں کے لئے یہ دونوں باتیں سہل معلوم ہوتی ہیں۔ کہ اگر
کسی موقع میں کسی نبی اللہ کو درجۂ نبوت سے نکال کر عدد کو درست کرنا ہوا تو
حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مثلاً طرح طرح کے طعن کذب اور زنا اور مکاری
و دغابازی و شراب خواری کے اس میں ثابت کر کے نکال دینگے اور کسی غیر نبی
کو نبی بنانا ہوا واسطے پورا کرنے کسی خاص عدد کے تو مرزا غلام احمد قادیانی۔ یا
اس کے کسی خلیفہ کو حضرت عیسے علیہ السلام کا مثل کر کے پیغمبر کر دینگے اور

قرآن شریف کی آیات اُس کے حق میں فوراً نازل کر لینگے - اور جو نہ مانے اُس
کو کافر اور مردود اور زندیق کہدینگے - کیونکہ مرزا خود اپنی کتاب توضیح المرام صفحہ ۱۸
میں لکھتا ہے - کہ باب نبوت کا من کل الوجوہ مسدود نہیں - اور نہ ہر ایک طور
سے وحی پر مہر لگائی گئی ہے - دیکھو تیغ غلام گیلانی کا صفحہ ۲۹ نعوذ باللہ من
ذلک القول کالبول ؛

قولہ - اور کتب آسمانی بھی بہت نازل ہوئیں - کہ سب سے اکمل قرآن
کریم ہے - **الجواب** ارے منلاجی کیا کہتے ہو - تم تو اپنے پیغمبر قادیانی سے
مخالف ہو گئے - اور تمہارے نزدیک قادیانی کا مخالف اسلام سے خارج ہے
تم قرآن کریم کو اکمل کہتے ہو - تمہارا نبی تو اپنی کتاب ازالہ اوہام میں لکھتا ہے
کہ قرآن شریف میں گندی گالیاں بھری ہیں - اور قرآن شریف سخت
زبانی کے طریق کو استعمال کر رہا ہے - قرآن شریف کے معجزات مسمریزم اور
شعبدے ہیں - اور اُسی ازالہ میں ہی حضرت ابراہیم علیہ السلام کا چار پرندوں
کے معجزے کا ذکر جو قرآن شریف میں ہے - وہ بھی اُن کا مسمریزم کا عمل تھا -
تو پھر قرآن شریف تو انقص بلکہ اس سے بھی زیادہ نکما ہوا - معاذ اللہ -
دیکھو تیغ غلام گیلانی کا صفحہ ۲ وغیرہ مقاموں کو کہ قادیانی نے کیسے کیسے اعتراض
اور نقصان قرآن شریف میں نکالے ہیں :-

معلوم ہوتا ہے - کہ لفظ اکمل کا مقابل انقص ہے - یعنی سوائے قرآن
کریم کے سب آسمانی کتابیں انقص ہیں - مرزا نے اپنی کتاب دافع البلاء
کے ٹائیٹل پیج کے صفحہ ۴ میں لکھا ہے - عیسٰے کوئی کامل شریعت نہ لایا تھا -
اور ظاہر ہے - کہ حضرت علیہ السلام پر شریعت کی کتاب انجیل تھی - یعنی انجیل
کامل نہ تھی - بلکہ ناقص تھی - اور فقہ کا یہ مسئلہ ہے کہ جو کوئی پروردگار کی شریعت
کو ناتمام اور ناقص سمجھے گا - وہ کافر ہے اگر منلاجی کا یہ اعتقاد ہے - جو کہ اس
کے پیغمبر کا ہے تو یہ تو صاف کفر ہے - اور اگر وہ کتب آسمانی اور انبیاء علیہم
السلام کی شریعتوں کو کامل اور اکمل جانتا ہے - تو اس کے نزدیک پھر بھی
کفر ہے - کیونکہ وہ اپنے نبی قادیانی سے مرتد ہوا - **بیت**

دو گونہ رنج وعذاب است جان مجنون را
بلائے صحبت لیلی و فرقت لیلی

قولہ - صفحہ ۳۲ میں کیونکہ موعود کے صفات من قبیل پیشین گوئیوں کے ہیں - اور پیشین گوئیوں کی حقیقت قبل وقوع کے کھل جانا ضروری نہیں ہے - اکثر وقت وقوع کے ان کی حقیقت کھلتی ہے ا ہ **الجواب** جو مہدی موعود ہوگا اس میں وہ ساری نشانیاں جو صحیح طور پہ وارد ہیں - ضرور پائی جائینگی - اور مرزا کی زندگانی میں تو خود وقت پیشین گوئیوں کی وقوع کا تھا - کیوں واقع نہ ہوئیں - یقیناً معلوم ہوا - کہ مرزا ہرگز ہرگز سچا مہدی موعود نہ تھا - بلکہ کذاب مکار مہدیوں میں سے ایک مہدی تھا - کہ اتنی عمر دراز میں دعوی مہدویت کا کیا - اور اقوال وافعال اس کے اکثر شرع شریف کے برخلاف تھے - ع برعکس نہند نام زنگی کافور ہ

قولہ صفحہ ۴۲ ہر ایک کو ایک مدت معینہ عمر انسانی پاکر ضرور پیالہ موت کا نوش جان کرنا ہے - اگر کسی فرد بشر کو یہ مرتبہ حاصل ہو سکتا - کہ زمین میں کیا بلکہ آسمان پر جاکر برخلاف دوسرے افراد بشر کے ہزاروں برس زندہ رہ سکے تب ضرور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو یہ مرتبہ حاصل ہوتا الخ صفحہ ۴۲

الجواب - اس عبارت سے قادیانی ملا کو کوئی فائدہ نہیں - ہم خود سب مسلمان لوگ مدت معینہ عمر انسانی پہ موت کے قائل ہیں نہ ایک ساعت آگے ہوگی - نہ ایک ساعت پیچھے ہوگی - قرآن شریف میں خود موجود ہے - اِذَا جَاءَ اَجَلُهُمْ لَا يَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّلَا يَسْتَقْدِمُوْنَ - مگر یہ تو تصریح کے ساتھ کسی آیت یا حدیث میں مذکور نہیں کہ زید کی عمر بیس برس اور بکر کی تیس برس اور خالد کی سو برس کی ہوگی - باقی یہ امر کہ جس کا مرتبہ زیادہ ہو - جیسے کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم اس کی عمر بھی زیادہ ہونی چاہیئے - یہ کوئی شرع کی بات نہیں - البتہ قادیانیوں کی نئی شریعت میں ہوگی - دیکھو خیال کرو - کہ قرآن پاک میں خبر ہے - کہ اصحاب کہف جو کہ تین آدمی مع ایک کتے کے یا چار آدمی مع ایک کتے کے یا اس سے زیادہ ہیں ۳۰۹ برس تک

غار میں سوئے اور یہ خبر آنے سے اب اس وقت تک اور تیرہ سو چھبیس برس گزر چکے ہیں۔ مجموعہ سولہ سو پینتالیس برس ہو گئے۔ اور حضرت نوح علیہ السلام کی عمر ایک ہزار چار سو برس تھی۔ حضرت آدم علیہ السلام کی عمر ۹۳۰ (نو سو تیس) سال تھی (اور حضرت شیث علیہ السلام کی عمر ۹۱۲ سال اور حضرت ادریس علیہ السلام کی عمر ۳۶۵ (تین سو پینسٹھ) برس کی ہوئی۔ تو آسمان چہارم پر اٹھائے گئے۔ اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی عمر ۲۲۳ برس اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی عمر ۱۲۰ برس کی تھی۔ کیا اس بات سے ان کا مرتبہ زائد اور حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا کم ہو جائیگا۔ نہیں ہرگز نہیں۔ بلکہ جمیع انبیاء علیہم السلام کو جو کچھ عطا ہؤا وہ بذریعہ سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کے ہؤا۔ ان کے کمالات اور مراتب سب کے سب ظلی اور طفیلی تھے۔ پس اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اس قدر درازیٔ حیات واسطے ارشاد اور ہدایت دین محمدی صلے اللہ علیہ وسلم کے عطا ہوئی تو اس میں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا شان اور بھی اعلیٰ ہو جاتا ہے کما لایخفیٰ بلکہ بعض کافروں کو بھی پروردگار نے درازیٔ عمر دی ہے۔ شرعۃ الاسلام صفحہ ۵۴۸ میں ہے۔ کہ صمصام بن عوق بن عنق کی عمر ایک ہزار سات سو برس کی تھی۔ یاجوج ماجوج کے ہر ایک فرد بشر کی اتنی عمر ہوتی۔ کہ ہر ایک کی ہزار اولاد ہوتی ہے۔ جب مرنا شروع ہوتا ہے۔ دیکھو تیغ کا صفحہ (۱۲۰)۔

مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنی کتاب ایام الصلح میں علمائے اہل اسلام پر یہ سوال کیا ہے۔ کہ آیت وَمَنْ نُعَمِّرْهُ نُنَكِّسْهُ فِي الْخَلْقِ دال ہے۔ وفات عیسےٰ ع پر کیونکہ حسب مفاد اس آیت کے جو شخص اسی یا نوے سال کو پہنچتا ہے۔ اس کو نکوس اور واژگونی بہ نسبت پہلی حیاتی کے پیدا ہو جاتی ہے تو کیا حال ہوگا اس شخص کا (یعنی عیسیٰ علیہ السلام کا) جو دو ہزار سال تک زندہ ہے۔ اس بیہودے جواب سے اس سوال کا جواب بھی ہو گیا۔ مرزا کی جہالت کہ اسی نوے برس کی عمر کو اس آیت قرآنی کا مفاد سمجھ رہا ہے۔ افسوس جہالت بھی لاعلاج بیماری ہے ۔

قولہ ۔ صفحہ میں ہے اور وفات عیسےٰ علیہ السلام کی قرآن کریم سے ایسی

ثابت ہے۔ کہ کسی دوسرے پیغمبر کی وفات ابھی ثابت نہیں۔ چنانچہ حضرت
مسیح موعود و مہدی آخر زمان علیہ السلام نے تیس آیتوں سے وفات عیسوی پر
استدلال فرمایا ہے۔ اور دوسرے علما سلسلہ حقہ احمدیہ نے تو پچاس ساٹھ آیت
تک پیش کیئے ہیں۔ اور ان میں ایسی آیات بھی موجود ہیں جن میں خاص لفظ
توفی کے مشتقات جس میں صریح وفات کا مادہ وارد ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام
کی نسبت وارد ہوئی ہیں۔ اور عیسیٰ علیہ السلام کی حیات کا مفید معلقاً" ایک لفظ
بھی قرآن پاک میں نہیں ہے۔ چہ جائیکہ مادہ حیات پر کوئی لفظ کوئی شخص دکھا
سکے۔ الخ **الجواب** لعنۃ اللہ علی الکذبین۔ بالکل دروغ بیفروغ ہے
جس قدر آیات سے قادیانی موت کی دلیل لاتا ہے اُنہی آیات سے حیات عیسےؑ
کی ثابت ہوتی ہے۔ جمیع احادیث شہادت حیات کی دے رہی ہیں۔ ہر چہار
اماموں کا مذہب بلکہ جمہور اہل اسلام بلکہ مخالف فرقوں کا بھی یہی اعتقاد ہے۔
کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمانوں میں زندہ گئے۔ اور اب تک زندہ ہیں۔ قرآن
کریم کی ایک آیت سے بھی عیسیٰ علیہ السلام کی موت کا ثبوت نہیں ملتا۔ مگر جب
کہ کسی کو حیا نہ ہو۔ تو جو چاہے سو کہے۔ اذا لم تستحی فافعل ما تشاء۔ وہ
تیس آیتیں فقط قادیانیوں کو معلوم تھیں۔ اور حضرت رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وسلم کو معلوم نہ تھیں۔ اور نہ بعد کے صحابہ وتابعین وائمہ کبار و علمائے
اخیار کو معلوم تھیں۔ جو انہوں نے قرآن شریف کے مخالف اعتقاد رکھا۔ اگر
قرآن کریم میں اتنی آیات سے موت عیسیٰ علیہ السلام کی ثابت ہوتی ہے۔ تو
حضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کبار اور تابعین و تبع تابعین وغیرہ جمیع مذاہب
اسلام سے عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان پر جانے اور وہاں رہنے اور اُترنے
اور دجال کو قتل کرنے کی صحیح حدیثیں اور اقوال کیسے وارد ہوتے۔ معلوم ہوا۔ کہ
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور ان سب علماء نے قرآن کریم کے مطلب کو نہیں
سمجھا۔ اور معاذ اللہ یہ سب غلط ہیں۔ پس مرزائی لوگوں کا ایمان تو ایسی ہی
باتوں سے اُڑا ہوا ہے۔ صحیح بخاری وغیرہ کتب احادیث میں ہے۔ کہ صحابہ کرام
دس آیتوں کو جب پڑھتے تو آگے نہیں گزرتے تھے۔ جب تک کہ اُن دس آیات

کے معانی اور اُن پر عمل کا طریقہ نہیں سیکھ لیتے تھے۔ عن ابن مسعود
رضی اللہ تعالےٰ عنہ قال کان الرجل منا اذا تعلم عشر ایات لم یجاوزھن
حتی یعرف معانیھن والعمل بھن۔ وقال عبد الرحمن
السلمی حدثنا الذین کانوا یقرؤننا انھم کانوا یستقرؤن من النبی
صلی اللہ علیہ وسلم وکانوا اذا تعلموا عشر آیات لم یخلفوھا حتی یعمل
بما فیھا من العمل فتعلمنا القرآن والعمل جمیعا اھ غرض کہ سب صحابہ
سے حیات عیسوی مذکور ہے۔ اور خود معلوم ہے۔ کہ صحابی کی تفسیر غیر کی تفسیر
پر مقدم ہے۔ دیکھو اللہ تعالی کا قول وَاِنْ مِّنْ اَھْلِ الْکِتٰبِ اِلَّا لَیُؤْمِنَنَّ
بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ۔ یہ آیت صاف طور پر حیات عیسوی کو مثل دیگر آیات کے ثابت
کر رہی ہے۔ ولکن التعصب اذا تملک اھلک اور لفظ متوفی کے مشتقات
سے مرزائیوں کی سند لانی باطل ہے۔ کیونکہ یہ مادہ موت کے معنی میں خاص نہیں
کیونکہ توفی کا معنی قبض کرنا بھی ہے۔ اور قبض موت سے بھی ہوتا ہے۔ اور
صعود سے بھی جلالین کے حاشیہ میں ابن حزم کا قول جو کہ موت کا نقل کیا ہے
اسی حاشیہ میں دوسرا معنی بھی موجود ہے۔ اور موت کا قول ضعیف لکھا ہے۔
سو وہ بھی وہ موت ہے۔ جو کہ قبل چلے جانے عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان پر بعض علماء
کا اعتقاد ہے ظاہر لفظ توفی کو دیکھ کر وہ عبارت یہ ہے۔ التوفی ھو القبض یقال
وفانی فلان دراھمی واوفانی وتوفیتھا منہ غیر ان القبض یکون بالموت
وبالاصعاد۔ فقولہ ورافعک الی من الدنیا من غیر موت تعیین للمراد
وفی البخاری قال ابن عباس متوفیک ممیتک ای ممیتک فی وقتک
بعد النزول من السماء ورافعک الان قال شیخ الاسلام ابن حجر
قد اختلفوا فی موت عیسیٰ قبل رفعہ فقیل علی ظاھر الآیۃ انہ مات
قبل رفعہ ثم یموت ثانیا بعد النزول وقال متوفی نفسک بالنوم اذ
روی انہ رفع نائما (کرمانی) دیکھو توفی کے مشتقات کا استعمال قرآن شریف
میں غیر معنی موت میں ثُمَّ تُوَفّٰی کُلُّ نَفْسٍ مَّا کَسَبَتْ۔ یُوَفُّوْنَ بِالنَّذْرِ۔ اس
میں بھی مادہ وفات کا موجود ہے۔ حالانکہ موت کا معنی نہیں لیا گیا۔ وَاِنَّمَا تُوَفَّوْنَ

الصَّابِرُوْنَ بِغَیْرِ حِسَابٍ دیکھو تیغ غلام گیلانی کو غور سے۔ کہ کیسے حیات عیسیٰ
علیہ السلام کی ثابت ہوتی ہے۔ اور سب سے بڑا فیصلہ تو الحمد للہ کہ مرزا قادیانی
نے خود کر دیا ہے۔ کہ وہ خود ہی براہین احمدیہ میں لکھتا ہے۔ هُوَ الَّذِیْ اَرْسَلَ
رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّهٖ۔ یہ آیت جسمانی اور
سیاست ملکی کے طور پر حضرت مسیح کے حق میں پیشگوئی ہے۔ اور جس غلبہ کاملہ دین
اسلام کا وعدہ دیا گیا ہے۔ وہ غلبہ مسیح کے ذریعہ سے ظہور میں آوے گا۔ اور جب
حضرت مسیح علیہ السلام دوبارہ اس دنیا میں تشریف لاوینگے۔ تو ان کے ہاتھ سے
دین اسلام جمیع آفاق اور اقطار میں پھیل جائیگا۔ بلفظہٖ قادیانی کے سب کلمہ گو
امتی یہی پکار رہے ہیں۔ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام مر گئے اور اپنے نبی کا خیال نہیں
کرتے۔ کہ اس کا ایسا نکما حافظہ ہے۔ کہ اگلی پچھلی بات اس کو یاد ہی نہیں رہتی
دیکھو اس عبارت بالا میں کیسا صاف امر حق کا اقرار کر لیا ہے۔ مرزائیوں کو ضرور
اس پر ایمان لانا چاہیئے۔ ورنہ راندۂ درگاہ نبی اپنے کے ہونگے۔ اور کم از کم مرزا کو
عیسیٰ علیہ السلام کی موت و حیات میں تردد تو ضرور ہی ہے۔ دیکھو رسالہ تیغ صفحہ ۱۲۰
و صفحہ ۱۲۱ وغیرہ کو۔ پس جبکہ موت پر یقین اس کو نہ ہوا تو محض مبہوت اور پریشان ہی
رہا۔ فَبُهِتَ الَّذِیْ کَفَرَ۔

قوله صفحہ ۵ میں ہے۔ مخالف مولویوں میں سے بھی جس جس کو کسی قدر فہم و
درایت سے حصہ ملا ہے۔ ہرگز عند المقابلہ اس مسئلہ میں بحث کرنا قبول نہیں کرتا۔

الجواب کاذب لوگوں پر اللہ تعالےٰ کی لعنت ہے۔ ارے کاذب کمبخت خود
لاہور کی بحث میں تمہارا پیغمبر حاضر ہی نہ ہوا۔ اور امرتسر سے مرزائیوں کو سخت
شکست ہوئی۔ اور تمہارا نبی ایسا فرار کر گیا۔ کہ خواب کے اندر بھی ڈرتا رہا۔ خود تم
ہی شرماؤ اور گریبان ندامت میں منہ ڈال کر سوچو۔ کہ تمنے بحث مقرر کی اور مدت دراز
تک لوگوں کو اپنا فخر اور شان دکھاتا رہا۔ آخر الامر بہمن برہ و دیگر ملکوں سے مولوی
لوگ جمع ہوئے۔ اور یہ فقیر بھی گیا۔ اور تم اپنی بیت الخلاء سے باہر ہی نہ نکلے جب
تمہارے ساتھ بحث کرنے کے لئے یہ فقیر دولت خاں وکیل کے مکان پر گیا
تو تم وہاں سے بھی لرزاں و ہراساں ہو کر ایسے بھاگ گئے کہ تمہارا پتہ نہ چلا۔

اور معمولی عبارت خوانی ہیں چند غلطیاں تم سے ایسی ہوئیں - کہ جس سے حاضرین مکان عام وخاص جان گئے - کہ ابتدائی علوم صرف ونحو میں بھی تمہاری استعداد نہیں - پھر اسی ناز پر بحث کا نام لیتے ہو - واہ - واہ - واہ -

قولہ، ص۶ میں یٰعِیسیٰ اِنّی مُتَوَفِّیکَ وَرَافِعُکَ اِلَیَّ الجواب

مفصل اگر دیکھنا چاہتے ہو تو تیغ غلام گیلانی کے صفحہ ۶۹ و ۷۰ وغیرہ میں دیکھو - مختصراً اب بھی لکھے دیتا ہوں - کہ اس کا معنی یہ ہے "کہ اے عیسیٰ تحقیق میں تم کو وفات دینے والا ہوں اور بلند کرنے والا ہوں تم کو طرف اپنی" یعنی بعد نزول من السماء کے تم کو تیری طبعی موت دے کر اپنے پاس مکرم کرونگا - اور قتل یہود سے جو ذلت کی موت ہے بچاؤنگا - پس متوفیک میں وعدہ وفات ہے - کہ میں تم کو ماروں گا - یہ تو نہیں - کہ میں نے تم کو مار دیا - اسم فاعل کا صیغہ ہے - ماضی نہیں ہے اور حضرت ابن عباس جن کی روایت پر تم کو بہت ناز ہے - وہ ممیتک کا معنی متوفیک سے نہیں لیتے کما ھو مذکور مفصلاً فی کتابی تیغ غلام گیلانی فلیطالع ثمہ - اور اگر ان کی رائے یہی مانی جائے - کہ وہ متوفیک کا معنی ممیتک لیتے ہیں - تو اس بنا پر وہ آیت میں تقدیم وتاخیر کا قول کرتے ہیں - اخرج اسحٰق بن بشر وابن عساکر من طریق جویبر عن الضحاک عن ابن عباس فی قولہ تعالیٰ انی متوفیک ورافعک الی یعنی رافعک ثم متوفیک فی آخر الزمان تفسیر در منثور وتفسیر عباس - اور مواضع تقدیم وتاخیر کے قرآن شریف میں تیغ غلام گیلانی سے معائنہ کرو - متوفیک کا لفظ کچھ اسی بات کی خواہش نہیں کرتا - کہ جس وقت متوفیک فرمایا گیا اسی وقت میں عیسیٰ علیہ السلام کو وفات دے دیتا - بلکہ اگر بعد ہزار دو ہزار چار ہزار دس ہزار لاکھ برس کے ہو تو بھی متوفیک کے معنی صادق آتے ہیں - اللہ تعالےٰ نے یہ تو نہیں فرمایا - کہ یٰعیسیٰ انی متوفیک الآن او بعد سنۃ وغیر ذلک اللہ تعالےٰ نے یہ نہیں فرمایا کہ اے عیسیٰ میں تم کو مارنے والا ہوں - اب یا برس دس برس سو برس کے بعد بلکہ مطلق فرمایا ہیں جب اللہ تعالےٰ ان کو مارے گا متوفیک صادق ہو جاویگا - اور اگر یہ معنی لو - کہ اے عیسیٰ میں ابھی تم کو مارنے والا ہوں اور اٹھانے والا ہوں طرف اپنے اور قبل

بعثت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عیسیٰ علیہ السلام کی موت متحقق ہو چکی - تو اور
آیات واحادیث واقاویل ائمہ عظام وعلمائے کرام کا جواب کیا دو گے - جو حیات
کو باواز بلند ثابت کر رہے ہیں - ان سب کو ترک کرتا ہوگا - اور تطبیق ہاتھ سے
جاتی رہیگی - اسی واسطے علمائے مفسرین اور خود حضرت ابن عباس رحمہم اللہ
اجمعین تقدیم وتاخیر کے آیت مذکورہ میں قائل ہوئے ہیں - کیونکہ ظاہر تر ہے - کہ
کوئی باعث قول تقدیم وتاخیر کا آیت مذکورہ میں سوائے تطبیق کے مابین نصوص
کے نہیں - اور بھی سنو متوفیک میں ضمیر خطاب کا مرجع حضرت عیسیٰؑ ہیں - اور
رافعک میں بھی مخاطب وہی عیسیٰ علیہ السلام ہونگے - کیونکہ معطوف بحکم معطوف
علیہ ہوا کرتا ہے - اور ظاہر ہے - کہ عیسیٰؑ نام جسم مع روح کا ہے - اور خطاب
بھی اس عبارت میں عیسیٰ علیہ السلام ہی کو ہے اور وہ زندہ ہے وقت مخاطبہ
کے تو جیسے کہ موت عیسیٰ علیہ السلام پر یعنی اس کے جسم پر آئی ہے رفع بھی اسی کے
لیئے ثابت ہوا - تو معنی یہ ہوا - کہ ای عیسیٰ میں تیرے بدن کو مار کر پھر تم کو مع بدن
اور روح کے اٹھانے والا ہوں حالانکہ جسم کے مرفوع ہونے کا کوئی قادیانی قائل
نہیں - بلکہ مرزائیوں کے مطابق یہ معنی ہے - کہ ای عیسیٰ میں نے تجھ کو مار کر تیری
روح کو سوائے بدن کے اٹھالیا - اور یہ پورا معنی خود اس عبارت کا مطلب ہرگز
نہیں ہوسکتا - کما مر - اور اگر معطوف میں ضمیر خطاب سے مراد روح لیا جاوے -
بعلاقہ ذکر کل اور مراد اس سے جزء ہے کما ہو مذہب الجمہور تو کیا وجہ ہے کہ اسم
فاعل کو اپنے معنی میں نہیں لیتا اور ظاہر نصوص آیات واحادیث وکلام علماء
میں مجاز در مجاز اور تاویل علی التاویل کا بھروسہ لیتا ہے - شاید کہ قادیانی مثلاً
میری بات کو تحکم جانے اب میں وہی معنی پیش کر دوں - جو اس آیت کا اس کے نبی
اور نبی کے مددگار فاضل نور الدین نے لکھے ہیں - حکیم نور الدین نے کتاب تصدیق
براہین احمدیہ صفحہ ۸ میں لکھا - اذ قال اللہ یٰعیسیٰ انی متوفیک ورافعک
الی الخ جب اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے عیسیٰؑ میں لینے والا ہوں تجھ کو اور بلند کرنے
والا ہوں اپنی طرف - اب خیال کرو - کہ اس عبارت میں موت کا ذکر بھی نہیں -
بلکہ لینے کا ذکر ہے - اور لینے کا معنی درست یہی ہے کہ میں تجھ کو آسمانوں پر اٹھا کر

تیرا درجہ بلند کرنے والا ہوں۔ اور مرزا خود براہین احمدیہ میں لکھتا ہے۔ اِنّی مُتَوَفِّیکَ وَرَافِعُکَ اِلَیَّ۔ اے عیسیٰ میں تجھے کامل اجر بخشونگا یا وفات دونگا اور اپنی طرف اُٹھاؤنگا۔ بلفظہ صفحہ ۵۵۷ اور اوسی کتاب کے صفحہ ۵۱۹ میں لکھتا ہے:۔ اِنّی مُتَوَفِّیکَ وَرَافِعُکَ اِلَیَّ۔ میں تجھ کو پوری نعمت دونگا۔ اور اپنی طرف اُٹھاؤنگا۔ بلفظہ یہ دونوں معنے مرزا نے الہام کی برکت سے کیئے ہیں اول معنی میں موت یقینی نہیں محض احتمال ہے اور مرزا مقام استدلال میں ہے مستدل کو لزوم چاہیے احتمال سے کام نہیں چلتا۔ جب احتمال پیدا ہوا دلیل باطل ہوئی اذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال اور دوسرے معنی میں موت کا ذکر بھی نہیں کیا۔ بلکہ پوری نعمت کا اور پوری نعمت دینا جب ہی ہے۔ کہ عیسیٰ ع کو مع اُس کے جسد کے آسمانوں پر اُٹھا کر معزز کیا جائے۔ پس مرزا نے تو خود ہی فیصلہ کر دیا ہے۔ کہ اس کو عیسیٰ علیہ السلام کی موت پر ہرگز جزم اور یقین نہیں ہے۔ مولوی نورالدین کا معنی اور مرزا کا دوسرا معنی ہم اہل سنت وجماعت کے اعتقاد کے موافق ہے۔ ہم اسی کو مانتے ہیں اور قادیانیوں کو بھی یہ معنی ماننا چاہیے ورنہ منکر ہونگے۔ اپنے دھرم اور دین سے۔ اصل میں بات یہ ہے۔ کہ باطل کی طرف کتنا ہی کوئی شخص اگرچہ زور لگا دے۔ مگر حق بات گاہے گاہے اُس کی زبان سے بلا اختیار یا بلا اختیار نکل ہی جاتی ہے۔ مرزا نے چند سال سے موت عیسیٰ علیہ السلام پر بہت اندھا زور لگایا۔ مگر آخر یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور علمائے اہل سنت وجماعت کی کرامت دیکھو۔ کہ کیسا صاف موافق مذہب مسلمانوں کے معنی کر گیا۔ اوسی براہین احمدیہ میں موجود ہے۔ عیسیٰ علیہ السلام آسمانوں میں ہیں۔ میرے بعد ایک دوسرا آنے والا ہے۔ وہ سب باتیں کھول دیگا۔ اور هو الذی ارسل رسوله بالهدیٰ کے متعلق مرزا کا ترجمہ گزر چکا ہے۔ اس کو دیکھو۔ کہ حیات فی السماء کا عیسیٰ علیہ السلام کے لئے اقرار کیا ہے:۔ اور اگر متوفیک کا معنی ممیتک لیا جاوے۔ تو بھی اہل سنت والجماعۃ کو مضر نہیں ہے کیونکہ اس کا معنی یہ ہے کہ اے عیسیٰ ع میں ہی تجھ کو مارنے والا ہوں۔ اس سے ثبوت موت بالفعل تو نہیں ہوا بلکہ وعدہ موت ثابت ہوا ہے۔ اور اس میں

کیا نقصان ہے مطلب یہ ہے کہ جب کہ یہود نے عیسیٰ علیہ السلام کو قتل کرنے کا ارادہ کیا۔ اور عیسیٰ علیہ السلام کو خوف گزرا تو پروردگار نے فرمایا کہ اے عیسیٰ میں ہی تم کو مارنے والا ہوں۔ تمہاری موت کے وقت میں یہود کے قتل سے تم مت ڈرو۔ دیکھو رسالہ تیغ کو اس آیت سے بھی موت عیسیٰ علیہ السلام کی ثابت نہ ہوئی +

قولہ۔ بَل رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَیْهِ الآیۃ۔ الجواب۔ اس آیت سے تو خود حیات عیسیٰ علیہ السلام ثابت ہوتی ہے۔ دیکھو رسالہ تیغ کو یعنی عیسیٰ علیہ السلام کو یہود کے ہاتھ سے قتل نہ ہونے دیا۔ بلکہ زندہ آسمانوں پر اٹھا لیا۔ رفعہ کی ضمیر کا مرجع عیسیٰ نام روح اور بدن دونوں کا ہے۔ اور مرجع اس کا روح عیسیٰ نہیں جیسا مرزا کہتا ہے۔ کہ مراد اس سے رفع تکریمی روح عیسیٰ کا ہے۔ جیسے کہ شہداء کے لئے رفع تکریمی ہے۔ کیونکہ اس بنا پر عبارت قرآنی اس طرح ہونی چاہئے تھی کہ بل رفع روحہ اس میں ایک تو یہ کہ بلاضرورت حذف ماننا پڑتا ہے۔ و المذکور راجح من المحذوف دوسرا یہ کہ کل امت مرحومہ کے اعتقاد کے مخالف ہو جاتا ہے۔ اس سے بھی موت عیسیٰ علیہ السلام کی ثابت نہ ہوئی +

قولہ وَمَا جَعَلْنَا لِبَشَرٍ مِّنْ قَبْلِكَ الْخُلْدَ۔ الآیۃ الجواب

اس آیت کے ذکر کرنے میں نہ ہمارا کوئی نقصان اور نہ قادیانی کا کوئی فائدہ یعنی اس کا نہیں سوچتا۔ خلود کا ایک معنی مکث طویل یعنی ٹھیرنا بہت عمر تک بلا کسی مقدار معین کے سو یہ معنی تو اس مقام میں کسی صورت سے درست نہیں ہو سکتا ہے۔ کیونکہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے پہلے صدہا ہزار لوگوں کو پروردگار نے مکث طویل اور عمر دراز میں بلا کسی مقدار معین کے دنیا میں رکھا اور دوسرا معنی خلود کا ہمیشہ ابد الاباد رہنا۔ سو یہ معنی درست ہے۔ کیونکہ آیت کریمہ کا یہ معنی ہوا۔ کہ کسی شخص کے لئے قبل آپ کے اے محمد صاحب ہم نے ہمیشہ کا رہنا دنیا میں مقرر نہیں کیا۔ پس کیا اگر آپ فوت ہو جائیں تو وہ لوگ ہمیشہ رہینگے۔ یعنی ہمیشہ کوئی نہ رہیگا۔ سو جملہ اہل اسلام اس امر کے معتقد ہیں۔ کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام ہمیشہ نہ رہینگے۔ بلکہ جب ان کی موت کی تاریخ ہوگی۔ ضرور

وفات پائینگے - پس اس آیت سے بھی موت عیسیٰ علیہ السلام ثابت نہ ہوئی۔

قولہ اَلَمْ نَجْعَلِ الْاَرْضَ كِفَاتًا اَحْيَاءً وَّ اَمْوَاتًا - **الجواب** مطلب

اس آیت کریمہ کا یہ ہے - کہ پروردگار نے زمین کو زندہ اور مردہ لوگوں دونوں کے لئے کافی کیا ہے - زندہ لوگ زمین کے اوپر اور مُردے لوگ زمین کے پیٹ میں رہیں گے - اس کا مطلب یہ تو نہیں - کہ کوئی زندہ شخص عارضی طور پر بھی آسمان پر نہ جائے گا - کیا اعتقاد ہے تمہارا اے قادیانی فرقہ کے لوگو - کہ حضرت ادریس علیہ السلام آسمان پر گئے ہیں یا نہیں - اور اب تک موجود ہیں یا نہیں اور حضرت سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کا معراج مبارک جو اجماعاً ثابت ہے اور جابجا احادیث صحاح کی موجود ہیں - مگر معلوم ہوتا ہے - کہ معراج سے بھی تم لوگ منکر ہو - جیسے کہ تمہارا نبی اس کا انکار کرتا ہے - ولیس ھذا بمصادرۃ علی المطلوب - یہ سوال بھی منلا عبدالواحد خطیب نے اپنے پیغمبر کی کتابوں سے نکالا ہے اور اس آیت سے بھی موت عیسیٰ علیہ السلام کی ثابت نہ ہوئی - اور مرزا قادیانی کی کتابوں میں ایک اور سوال بھی ہے - وہ یہ ہے

سوال پروردگار نے قرآن پاک میں فرمایا فِيْهَا تَحْيَوْنَ وَفِيْهَا تَمُوْتُوْنَ اسی زمین میں تم لوگ زندہ رہو گے اور اسی میں تم مرو گے - مرزا اسی حصر سے سمجھا ہے - کہ کوئی فرد بشر کسی صورت سے نہ آسمان پر زندہ رہ سکتا ہے - اور نہ وہاں پر مریگا - یہ بڑی دلیل ہے - اس بات کی کہ بغیر کرہ زمین کے نوع انسانی کا مستقر اور مستودع یعنی قرارگاہ اور نہیں - تو پھر مسیح بن مریم آسمان پر کس طرح بقیہ ایام حیات بسر کر رہا ہے۔

الجواب - یہ بیان بطریق اصالت ہے یعنی اصل تو یہ ہے - کہ اسی زمین میں زندگانی بسر کرینگے - اور اسی میں مرینگے اس میں یہ تو نہیں فرمایا - کہ کبھی کسی امر عارضی کے سبب سے بھی کسی دوسرے کرہ میں نجائینگے - بلکہ اگر کوئی زمین پر پیدا ہوتے ہی آسمانوں پر اُٹھایا جائے اور دو ہزار سال یا دس ہزار سال تک وہاں زندہ رہ کر پھر وقت موت کے زمین پر آکر مرجائے - تو اُس پر بھی یہ آیت صادق آئیگی - بوجہ اس کے کہ اُس کی حیات کچھ قدر اور موت دونوں علی الارض اور فی الارض پائی گئیں۔

ولکم فی ھذا اظاھر جدا۔ غرض کہ کرۂ ارضی کا قرارگاہ اور سکونت
کی جگہ ہونا بطریق اصالت کے یہ منافی نہیں۔ اس کے کہ بعض افراد بشری
کو عارضی طور پر کسی اور کرہ میں رکھا جاوے۔ دیکھو جیسا کہ ملائکہ کے لیئے
موطن اصلی اور قرارگاہ طبعی افلاک ہیں۔ پھر بھی باوجود اس کے زمین پر
عارضی طور پر سکونت اور آمد و رفت رکھتے ہیں۔ جیسے کہ ہر قطرۂ بارش کے ساتھ
ملائکہ کا آنا۔ جنگ بدر میں ملائکہ کا آنا واسطے امداد اہل اسلام کے۔ خود حضرت
جبرئیلؑ کا آنا حضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر فتاوی غیاثیہ صہ۱۸۳ میں ہے کہ جبرئیلؑ
چوبیس ہزار بار رسول اللہ پر نازل ہوا ہے اور ایسا ہی بکثرت نزول ہوا
ہے جمیع پیغمبروں پر اور ہر انسان کے ساتھ جو کثیر ملائکہ مقرر ہیں ہاتھ پاؤں
ناک کان آنکھ وغیرہ سوراخوں پر متعین ہیں۔ خود منہ پر ایک فرشتہ مقرر
ہے۔ جب کوئی مسلمان درود شریف پڑھتا ہے۔ فوراً حضرت صلے اللہ
علیہ وسلم کی دربار میں لے جاتا ہے۔ دن کے اعمال رات کو اور رات کے
دن کو فرشتے لے جاتے ہیں۔ خود کرام کاتبین جو ہر انسان کے دائیں بائیں
مونڈھے پر مقرر ہیں کیا مرزا کو یاد نہیں۔ بعد موت مسلمان کی اس کے ہمراہی
فرشتے اس کی قبر پر استغفار اور تسبیح و تہلیل پڑھتے رہتے ہیں۔ اور قیامت
تک پڑھتے رہینگے۔ مسجد اور خانہ کعبہ کے گرداگرد جو ہزارہا فرشتے محافظ رہتے
ہیں۔ وقت خروج دجال کے مدینہ منورہ اور مکہ معظمہ اور بیت المقدس اور
طائف کے گرداگرد فرشتے دیوار باندھ کر دجال کو روک لینگے۔ اگر ساری مثالیں
لکھوں تو دفتر عظیم ہوگا۔ مسلمان منصف کو اس قدر کافی ہیں۔ اور بد مزاج
بے دین عدو المسلمین کو قرآن شریف بھی کافی نہیں۔ اور فیھا تحیون و
فیھا تموتون میں تقدیم ظرف سے جو کہ حصر پایا جاتا ہے کہ اسی زمین ہی
میں زندہ ہوگے۔ اور اسی زمین ہی میں تم مروگے۔ سو وہ حصر حقیقی نہیں
بلکہ اضافی ہے۔ بہ نسبت استقرار اصلی کے۔ و انما الاختصاص المستفاد
من اللام فی قولہ تعالی ولکم فی الارض مستقر ومتاع الی حین۔
فھو اثر للجعل التکوینی الذی لہ المجعول الیہ عارض غیر لازم

وفی هذہ الصورۃ یتصور لا انفکاک بین المجعول والمجعول الیہ کما فی قولہ تعالےٰ وجعل اللیل لباساً وجعل النہار معاشا - اذا کان زید یحصل وجہ المعاش فی اللیل وینام فی النہار - وبیل عارضی ہونے مجعول الیہ یعنی حیوۃ فی الارض کے قصہ اترنے ابلیس کا اور بعد ازاں پھر چڑھ جانا اس کا بدلیل فوسوس لہما الشیطان فاخرجہما مما کانا فیہ ہے جب کہ ابلیس ملعون نے بعد امر نزول کے پھر آسمان پر جا کر حضرت آدم علیہ السلام کو وسوسہ ڈالا - تو بعض افراد نوع انسانی جن کا مادہ پیدائشی جو فطرتی نفخ روح القدس کا ہو یعنی جو آدمی کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام کی پھونک مارنے سے پیدا ہوا ہو - جیسے کہ عیسیٰ علیہ السلام تو اُن کا آسمان پر جانا کیسے نا درست ہو سکتا ہے - پس اس آیت سے بھی موت ثابت نہ ہوئی :

قولہ والی غیر ذلک من الآیات **الجواب** وہ آیات مثلاً جی کے شکم ہی میں پوشیدہ رہ گئیں - اگر ذکر کرتا - تو اُن کا جواب بھی دندان شکن دیا جاتا اور بارہا علماء اہل اسلام نے ایسے جواب دیئے ہیں - کہ اب تک ۱۳ سو مرزائیوں سے اُس کا غلط جواب بھی نہ ہو سکا - جس شخص نے مسلمانوں کی کتابیں دیکھی ہیں وہ اس کو خوب جانتا ہے :

قولہٗ - اور احادیث میں بھی حیات عیسوی کا ذکر کہیں نہیں ہے - اگر ہے تو وفات کا ثبوت پایا جاتا ہے - **الجواب** - لعنۃ اللہ علی الکذابین الدجالین - عیسیٰ علیہ السلام کی حیات کی احادیث متواتر المعنی ہیں - یہ اجماعی مسئلہ ہے - جمیع علمائے امت و ائمہ ملت نے تسلیم کیا ہوا ہے - روز روشن سے زیادہ واضح ہے - مگر جن پر اللہ تعالےٰ کا قہر ہے - اور جو شقی ازلی اور قرآن و حدیث کے دشمن اور انبیاء علیہم السلام سے اپنے آپ کو بلاف وگزاف شیطانی فوق جانتے ہیں - وہ اندھے ہو گئے ہیں - **بیت**

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم -
چشمۂ آفتاب را چہ گناہ

رسالہ تیغ کو دیکھو - تا کہ جہالت کا پردہ اُٹھ جائے - اور کچھ قدر تمہارے ہی

تردید کے ضمن میں اس کتاب میں بھی مذکور ہے۔
قولہ۔ چنانچہ ذیل میں بطور نمونہ کے تین حدیث کے ٹکڑے ہم نقل کرتے ہیں۔ قال صلے اللہ علیہ وسلم فاقول کما قال العبد الصالح۔ وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا مَّا دُمْتُ فِيهِمْ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي كُنتَ أَنتَ الرَّقِيبَ عَلَيْهِمْ۔ یہ حدیث بتمامہ صحیح بخاری میں ہے۔ (۲) قال صلی اللہ علیہ وسلم فاخبرنی ان عیسی بن مریم عاش عشرین ومائۃ سنۃ۔ یہ حدیث بروایت حضرت عائشہ صدیقہ مستدرک حاکم و طبرانی میں موجود ہے۔ (۳) قال صلے اللہ علیہ وسلم لوکان موسی و عیسی حیین لما وسعہما الا اتباعی۔ یہ حدیث بایں لفظ بہت کتابوں میں موجود ہے۔ مثل تفسیر ابن کثیر و فتوحات مکیہ والیواقیت والجواہر وغیرہ وغیرہ
اقول بے علمی بھی بڑی بلا ہے۔ ملاجی فقط عبارت کتابوں کی سوائے فہم مطلب کے لکھ مارتا ہے۔ اور وہی عبارت اس کے منہ پہ الٹی ماری جاتی ہے۔ ملاجی نے تین ٹکڑے تین حدیث کے بیان کئے ہیں۔ پس ہم بھی باترتیب یکے بعد دیگرے جواب دیتا ہوں۔ اور انہی کتابوں سے حیات عیسے علیہ السلام کی ثابت کرتا ہوں۔ ناظرین بغور و انصاف سے ملاحظہ فرمانا چاہئے
اول ٹکڑے کا جواب مفصل تیغ غلام گیلانی بر گردن قادیانی میں ہے۔ یہاں بقدر کفایت بیان کرتا ہوں اول قادیانی کا مطلب بیان کرتا ہوں وہ یہ ہے کہ بخاری کی حدیث کے اس اول ٹکڑے سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ عیسی علیہ السلام قبل رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے فوت ہوگیا ہے۔ کیونکہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ کہ جب روز قیامت کے پروردگار مجھ سے میری امت کے اعمال کی نسبت دریافت فرمائے گا۔ تو میں جواب میں وہ بات عرض کرونگا جو کہ بندہ صالح یعنی عیسی علیہ السلام نے اللہ تعالے کی دربار میں کہی ہے۔ یعنی جبکہ عیسی علیہ السلام سے اللہ تعالے نے فرمایا۔ کہ اے عیسی تم نے کہا تھا کہ نصاری تم کو اور تمہاری ماں کو خدا مانیں۔ تو عیسی علیہ السلام نے کہا۔ وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا مَّا دُمْتُ فِيهِمْ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي كُنتَ أَنتَ الرَّقِيبَ عَلَيْهِمْ اور تھا میں ان پر حاضر اور ان کا نگہبان جب تک کہ میں ان کے اندر تھا۔

اور جب کہ وفات دی تو نے مجھ کو یا اللہ تو تو ہی تھا نگہبان اُن پر۔ رسول اللہ
فرماتے ہیں۔ کہ میں بھی ایسا ہی کہوں گا۔ اپنی امت کے ناجائز افعال کی نسبت
جو انہوں نے میرے بعد کیئے ہونگے۔ مرزا اس طور پر ترجمہ کرتا ہے۔ اس وجہ
سے کہ فاقول کما قال العبد الصالح میں لفظ قال صیغہ ماضی کا ہے۔ رسول
اللہ سے قبل یہ واقعہ ہو چکا ہے۔ یہ واقعہ روز قیامت کا نہیں۔ بلکہ دنیا ہی کا ہے
اور عیسیٰ علیہ السلام کے مرنے کے بعد اس کے روح نے اللہ تعالےٰ کے دربار میں
یہ عرض کی ہے۔ پس قال کی ماضویت بہ نسبت زمانہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم
کے لیتا ہے۔ اور توفیتنی کا معنی موت کا د مارا ہے تو نے مجھ کو لیتا ہے۔

اول جواب اس بنا پر کہ قال بمعنی یقول ہے۔ اور توفیتنی کا معنی موت حقیقی
کی تقدیر پر۔ اور یہ واقعہ بروز حشر ہوگا۔ معنی یہ ہوگا۔ کہ کہے گا عیسیٰ علیہ السلام
بروز حشر یا اللہ جب تک کہ میں ان کے اندر موجود تھا۔ تو ان کے اقوال وافعال
پر حاضر اور نگہبان رہا۔ اور جب کہ تو نے مجھ کو وفات دی بعد اُتر آنے کے
آسمان سے تو اس وقت تو خود ہی ان پر نگہبان تھا۔ پس جبکہ تحقیق موت کا
مسیح ابن مریم کے لئے بعد النزول ہوگا۔ تو توفیتنی کی ماضویت بہ نسبت یوم الحشر
کے خود ہی ہو جائیگی۔ اور چونکہ بروز حشر یہ جواب وسوال یقینی ہے۔ لہٰذا یقول
کی جگہ جو کہ صیغہ مضارع کا ہے قال صیغہ ماضی لایا گیا تاکہ تحقق واقعہ پر دلالت کرے
اور ماضی بمعنی مستقبل قرآن شریف میں بقرینہ سیاق وسیاق بہت جگہ آیا ہے چنانچہ
اِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ۔ تفسیر خازن میں ابن عباس سے روایت ہے یکور
اللہ الشمس والقمر یوم القیامۃ وَاِذَا النُّجُوْمُ انْكَدَرَتْ قال الکلبی
وعطاء تمطر السماء یومئذ فلا یبقی نجم الا وقع اور ایسے ہی اس کے بعد
کے کلمات اس صورہ مبارک کے اگرچہ بصورت ماضی ہیں۔ مگر معنی ان کا مضارع
کا ہے۔ دیکھو اِذْ تَبَرَّاَ الَّذِيْنَ اتُّبِعُوْا میں ماضی تبرأ بمعنی مضارع مستقبل ہے
کیونکہ یہ براءت حشر کے دن ہوگی۔ اور حدیث شریف میں بہت جگہ ماضی مضارع
کی جگہ آیا ہے۔ صحیح بخاری شریف صہ ۳۱۶ میں کتاب المناقب سے دو تین حدیثیں
قبل ایک حدیث ہے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی جس میں اِسْتَاْذَنَ ماضی

کا صیغہ بمعنی مضارع یستاذن لیا گیا ہے بقرینہ فیقول اللہ تعالےٰ کے پوری حدیث یہ ہے۔ عن ابی ہریرۃ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یوما یحدث وعندہ رجل من اھل البادیۃ ان رجلا من اھل الجنۃ استاذن ربہ فی الزرع فقال لہ الست الخ اور خود عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کی حدیث موجود ہے۔ کہ جب دجال عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھے گا تو پگل جائیگا۔ جیسا کہ قلعی پگل جاتی ہے۔ اس حدیث میں صیغہ ماضی کا فرمایا گیا اور مراد اس سے مستقبل ہے۔ وہ عبارت یہ ہے ذاب کما یذوب الرصاص صحیح بخاری کتاب الجہاد باب مسح الغبار فی سبیل اللہ میں پہلی حدیث میں جو یہ عبارت ہے۔ ویح عمار تقتلہ الفئۃ الباغیۃ عمار یدعوھم الی اللہ و یدعونہ الی النار اس پر علامہ عینی صفحہ ۵۵۹ جلد ۶ میں فرماتے ہیں۔ العرب تخبر بالفعل المستقبل عن الماضی اذا عرف المعنی کما تخبر بالماضی عن المستقبل الخ کتاب الجہاد باب جائزۃ الوفد میں ہے فقالوا ھجر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں ماضی بمعنی مستقبل ہے۔ ای یھجر من الدنیا واطلق لفظ الماضی لما راوا فیہ من علامات الھجرۃ عن دار الفناء اھ حاشیہ بخاری۔

قرآن شریف میں پوری کلام اس مقام کی یہ ہے۔ وَاِذْ قَالَ اللّٰہُ یٰعِیْسَی ابْنَ مَرْیَمَ ءَاَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُوْنِیْ وَاُمِّیَ اِلٰھَیْنِ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ قَالَ سُبْحٰنَکَ مَا یَکُوْنُ لِیْۤ اَنْ اَقُوْلَ مَا لَیْسَ لِیْ بِحَقٍّ اِنْ کُنْتُ قُلْتُہٗ فَقَدْ عَلِمْتَہٗ تَعْلَمُ مَا فِیْ نَفْسِیْ وَلَاۤ اَعْلَمُ مَا فِیْ نَفْسِکَ اِنَّکَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ مَا قُلْتُ لَھُمْ اِلَّا مَاۤ اَمَرْتَنِیْ بِہٖۤ اَنِ اعْبُدُوا اللّٰہَ رَبِّیْ وَرَبَّکُمْ وَکُنْتُ عَلَیْھِمْ شَھِیْدًا مَّا دُمْتُ فِیْھِمْ فَلَمَّا تَوَفَّیْتَنِیْ کُنْتَ اَنْتَ الرَّقِیْبَ عَلَیْھِمْ وَاَنْتَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ شَھِیْدٌ ۝ اِنْ تُعَذِّبْھُمْ فَاِنَّھُمْ عِبَادُکَ وَاِنْ تَغْفِرْ لَھُمْ فَاِنَّکَ اَنْتَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ ۝ قَالَ اللّٰہُ ھٰذَا یَوْمُ یَنْفَعُ الصّٰدِقِیْنَ صِدْقُھُمْ لَھُمْ جَنّٰتٌ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِھَا الْاَنْھٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْھَاۤ اَبَدًا رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ وَرَضُوْا عَنْہُ ذٰلِکَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ ۝ تفسیر خازن میں ہے قولہ عز وجل وَاِذْ قَالَ اللّٰہُ یٰعِیْسَی ابْنَ مَرْیَمَ ءَاَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُوْنِیْ

وَاُمِّیَ اِلٰهَیْنِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۔ وقال سائر المفسرین انما یقول اللہ لہ
ھذا القول یوم القیامۃ بدلیل قولہ یَوْمَ یَجْمَعُ اللّٰهُ الرُّسُلَ وذٰلک یوم
القیمۃ ۔ یہاں جبکہ قال کو بمعنی مستقبل لیا تو یہ اعتراض وارد ہوتا تھا ۔ کہ
اذ قال اللہ میں اذ کی اقتضا تو یہ ہے ۔ کہ مدخول اس کا ماضی رہے ۔ تو جواب
دیا کہ اذ بمعنی اذا ہے ۔ جواب کی عبارت یہ ہے ۔ اجیب عن حرف
اذ بانہا قد تجیئ بمعنی اذا کقولہ وَلَوْ تَرٰی اِذْ فَزِعُوْا یعنی اذا فزعوا
وقال الراجز ۔ ثم جزاک اللہ عنی اذ جزی ۔ جنات عدن فی السموات
العلی ۔ اور مدارک وغیرہ میں بھی ایسا ہی ہے ۔ قال اللہ ھٰذَا یَوْمُ یَنْفَعُ
الصادقین کے متعلق ہی خازن میں کہ جمہور علماء کا اتفاق ہے ۔ کہ یہ دن قیامت
کے ہوگا ۔ عیسیٰ علیہ السلام جبکہ روز قیامت کے قبر سے اٹھے گا تو کہے گا ۔ یہ جو کہ
اللہ تعالیٰ نے اس کی طرف سے قصہ کیا ہے ۔ الاما امرتنی بہ الآیۃ اور
تفسیر جلالین میں بھی قال کو بمعنی یقول لیا ہے ۔ واذکر اذ قال ای یقول
اللہ لعیسیٰ فی یوم القیامۃ توبیخا لقومہ ۔ کمالین میں ہے ۔ فالماضی
بمعنی المضارع علے طریق قولہ تعالےٰ وَنَادٰی اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ۔ نادی بمعنی
ینادی ہے ۔ اور امام بخاری کا مذہب بھی یہی ہے ۔ کہ آیت کریمہ اِذْ قَالَ اللّٰهُ
یٰعِیْسَی ابْنَ مَرْیَمَ الخ میں قال بمعنی یقول ہے ۔ جیسا کہ فاقول کما قال العبد
الصالح میں قال بمعنی یقول ہے ۔ اور فلما توفیتنی سے مراد موت ہے ۔ مگر
وہ موت جو بعد النزول من السماء عیسیٰ علیہ السلام پر وارد ہوگی ۔ امام بخاری
کتاب التفسیر باب میں قولہ مَا جَعَلَ اللّٰهُ مِنْ بَحِیْرَةٍ الخ کے اذ قال اللہ میں
قال کو بمعنی یقول کہتے ہیں ۔ مگر وہ اذ کو صلہ یعنی زائد ٹھہراتے ہیں ۔ گویا صاف
اپنے مذہب کو بیان کرتے ہیں ۔ کہ ابن عباس کی حدیث (فاقول کما قال العبد
الصالح) سے کوئی یہ نہ سمجھے کہ عبد صالح یعنی عیسیٰ علیہ السلام کا جواب پہلے ہو
چکا ہے ۔ اور فلما توفیتنی خبر دیتا ہے ۔ کہ عیسیٰ مر چکا ہے ۔ بلکہ واذ قال اللہ
میں قال بمعنی یقول کے ہے ۔ اور یہ سوال جواب قیامت کے دن ہوگا ۔ جس
کا ثمرہ یہ ہوا ۔ کہ فلما توفیتنی کا تعلق قیامت کے دن سے ہے ۔ جیسا کہ

درمنثور میں مذکور ہے۔ کہ قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کسی نے کہا۔ کہ اس آیت کا
قصہ کب ہوگا۔ کہا قیامت کے دن اس پر دلیل یہ فرمائی۔ کہ کیا تو نہیں دیکھتا
خدا تعالےٰ خود فرماتا ہے۔ کہ یہ تمام باتیں ایسے دن ہونگی۔ جس میں سچوں کو
سچائی نفع دے گی۔ هٰذَا يَوْمُ يَنْفَعُ الصَّادِقِيْنَ صِدْقُهُمْ حاصل یہ ہوا
کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ کہ پروردگار جب روز قیامت مجھ
سے فرمائے گا۔ کہ اے محمدؐ تجھ کو معلوم نہیں۔ کہ تیرے اصحاب یعنی امت
کے لوگوں نے کیا کچھ کیا ہے۔ بعد تیرے تو میں اس کے جواب میں بندہ صالح
عیسیٰؑ کا قول عرض کروں گا۔ کہ وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا مَّا دُمْتُ فِيْهِمْ
فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِيْ كُنْتَ اَنْتَ الرَّقِيْبَ عَلَيْهِمْ اور میں ان کا نگراں تھا جب
تک کہ میں ان کے بیچ تھا۔ پھر جبکہ مارڈالا تو نے مجھ کو تو تو ہی ان پر نگہبان رہا
اس حدیث میں کما قال العبد الصالح میں قال بمعنی یقول ہے اور فلما
توفیتنی سے معنی موت کا ہوا۔ مگر وہ موت جو بعد النزول عیسیٰ علیہ السلام
کے لئے ہوگی۔ جس کے سارے اہل اسلام صحابہ کرام سے لے کر آج تک
قائل ہیں۔ پس امام بخاری بھی کل امت مرحومہ کی طرح نزول مسیح بن مریم اسرائیلی
کا ہی قائل ہے نہ اس کے کسی مثیل کا چنانچہ امام بخاری نے اپنی تاریخ کبیر میں
بھی فرمایا ہے۔ جس کو علامہ سیوطی نے تفسیر در منثور میں ذکر کیا ہے۔
واخرج البخاری فی تاریخہ والطبرانی عن عبد اللہ بن سلام قال
یدفن عیسیٰ بن مریم مع رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم وصاحبیہ
فیکون قبرہ رابع الخ ابسدوہ بخاری کے محشی امام بدر الدین عینی کی عبارت
نقل کرتا ہوں۔ باب وکنت علیہم شہیدا الخ واذ قال اللہ یا عیسیٰ ابن
مریم أأنت قلت للناس الخ مما یخاطب اللہ بہ عبدہ ورسولہ
عیسیٰ بن مریم علیہما السلام قائلا لہ یوم القیامۃ بحضرۃ من اتخذہ
وامہ الٰہین من دون اللہ تھدید للنصاری وتوبیخا وتقریعا
علی رؤس الاشھاد ھکذا قال قتادۃ وغیرہ الخ امام بخاری کے اس
قول کو (واذ قال اللہ یقول قال اللہ واذ ھہنا صلۃ) پر عیسیٰ فتنے

ہیں۔ اشارۃ بہ الی قولہ تعالیٰ واذ قال اللہ یا عیسیٰ ابن مریم وان لفظ
قال الذی ھو ماضٍ بمعنی یقول المضارع لان اللہ تعالیٰ انما یقول
ھذا القول یوم القیمۃ وان کلمتہ اذ صلۃ ای زائدۃ وقال الکرمانی
لان اذ للماضی وھہنا المراد بہ المستقبل قلت اختلف المفسرون
ھہنا فقال قتادۃ ھذا خطاب اللہ تعالیٰ لعبدہ ورسولہ عیسیٰ ابن
مریم علیہما السلام یوم القیمۃ توبیخا وتقریعا للنصاری آہ اختلاف
فقط اس میں ہے کہ آیا یہ جواب وسوال قیامت کو ہوگا۔ یا وقت آسمان پر
جانے کے ہو چکا ہے۔ جیسا کہ عنقریب آئے گا۔ اس سے ثبوت موت فی الحال
نہیں اور نہ کسی کو مضر ہے بلکہ اختلاف کی دوسری شق سے تو رفع بجسدہ علی السماء
ثابت ہوتا ہے۔ اور علامہ سندی اس پر فرماتے ہیں۔ کہ قال بمعنی یقول ہے۔
اور اذ عبارت میں زائد ہے۔ قولہ واذ قال اللہ۔ یقول۔ قال اللہ واذ
ھہنا صلۃ، اعلم ان قولہ یقول تفسیر لبیان ان الماضی بمعنی المضارع
وقولہ قال اللہ لبیان ان اذ زائدۃ ثم صرح بذلک بقولہ واذ
ھہنا صلۃ کانہ قال (بخاری) قال فی اذ قال اللہ بمعنی یقول واذ صلۃ قال
اللہ واذ زائدۃ واللہ تعالیٰ اعلم انتہی۔ اور امام بخاری نے جو کہ اسی جگہ میں
متوفیک کا معنی ابن عباس سے ممیتک لکھا ہے۔ تو اس میں وعدۂ
موت ہے۔ بالفعل موت ثابت نہیں ہوتی۔ پروردگار فرماتا ہے۔ کہ اے
عیسیٰ میں ہی تجھ کو مارنے والا ہوں نہ یہود۔ اور اظہار اس امر کا ہے۔ کہ
عیسیٰ نہ خدا ہے اور نہ خدا کا بیٹا۔ بلکہ اللہ تعالیٰ اس کو اس کے وقت موت
میں مارے گا۔ اور جو کہ عیسیٰ علیہ السلام کو خدا یا خدا کا بیٹا کہتے ہیں۔ وہ سمجھ
جائیں کہ مسیح ابن مریم بھی مثل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اثر موت سے
متاثر ہونگے۔ امام بخاری کا صاف یہی مذہب ہے۔ کہ یہ سوال وجواب حشر
کے دن ہوگا۔ کما یدل علیہ قولہ تعالیٰ (ھذا یوم ینفع الخ) اور فلما
توفیتنی حکایت ہے۔ وفات بعد النزول سے اور حدیث انا قول کما قال
العبد الصالح) میں قال بمعنی یقول ہے۔ اگر امام بخاری کا یہ مذہب نہ ہوتا

توفّال کو بمعنی یقول اور اذ کو زائد کہنے اور ھٰذا یوم ینفع الصادقین صدقھم کے لانے کی کیا وجہ تھی۔ اور موت کو زمانہ ماضی میں کیوں نہ ثابت کرتے۔ خود امام بخاری کا باب نزول عیسیٰ کا باندھنا اور اُس کے آنے کو قیامت کی نشانیوں سے ٹھہرانا اور اُس زمانے میں ایک سجدہ کا دینا اور دنیا کے اسباب سے اچھا ہونا۔ اور اُن کو رسول اللہ کے مقبرہ میں دفن ہونا۔ اور حج اور عمرہ کا احرام باندھنا اور اہل کتاب سے سوائے اسلام کے جزیہ وغیرہ کچھ قبول نہ کرنا یہ صاف کہہ رہا ہے۔ کہ امام بخاری کا مذہب موافق مذہب کل امت مرحومہ کے ہے۔ بڑا احمق اور اندھا اور گمراہ ہے۔ جو امام بخاری کا مذہب یہ کہتا ہے۔ کہ عیسیٰ علیہ السلام مر گئے۔ اور اُن کا مثیل آیا۔ آں احادیث و آیات و تفاسیر میں تو عیسیٰ بن مریم اسرائیلی ہی کے دوبارہ زمین پر زندہ باصلہ آنے کی خوشخبری ہے۔ مرزائی لوگ کسی ایک ضعیف حدیث ہی سے ثابت کر دیں۔ کہ نزول عیسیٰ سے مراد اُس کا مثل ہے۔ خالی زبانی باتیں بکتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ ان کو اسلام دیوے۔ افسوس کہ مثیل عیسیٰ علیہ السلام ثابت کرتے ہیں۔ مگر موقوف ہونا جزیہ کا یا بنتر ہونا ایک سجدہ کا تمام دنیا سے وغیرہ وغیرہ اب تک کوئی نشان ثابت نہ کر سکے۔ زیادہ تحقیق اس مقام کی جناب فضیلت مآب فاضل گولڑوی کی تصنیفات میں موجود ہے۔ اس میں دیکھو +

جواب دوم۔ اس بنا پر کہ آیت اِذْ قَالَ اللّٰہُ الخ میں اذ زائد نہیں اور قال ماضی بھی اپنے ہی معنی میں ہے۔ یعنی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے قبل درمیان باری تعالےٰ اور عیسیٰ علیہ السلام کے یہ جواب و سوال ہو چکا ہے۔ مگر (توفیتنی) فلما توفیتنی میں بمعنی موت نہیں۔ بلکہ بمعنی رفعتنی ہے۔ معنی یہ ہوا۔ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ کہ جب مجھ سے پروردگار میری امت کی نسبت دریافت فرمائے گا۔ تو میں وہ عرض کروں گا۔ جو کہ بندۂ صالح عیسیٰ علیہ السلام نے بروقت زندہ اُٹھ جانے کے آسمان پر عرض کی تھی۔ وہ یہ کہ عیسیٰ علیہ السلام نے کہا تھا۔ کہ یا اللہ میں اپنی امت پر نگران تھا۔ جب تک کہ ان میں موجود تھا۔ اور جب کہ اُٹھا لیا تو نے مجھ کو

یا اللہ آسمان پر تو تو خود ہی اُن کا نگران تھا۔ قرآن شریف میں اکثر جگہ توفی
کا معنی موت یا نیند ہے۔ مگر فلما توفیتنی میں بمعنی موت نہیں بلکہ بمعنی
رفعتنی ہے۔ جس کا معنی یہ ہے۔ کہ جبکہ اٹھا لیا تو نے مجھکو۔ یہ معنی بہت
کتابوں میں موجود ہے۔ جس میں صاف رفع جسمی مسیح بن مریم کے لئے ثابت
ہوتا ہے۔ مگر بہتر یہی ہے۔ کہ عبد اللہ بن عباس ہی کی روایت نقل کردوں
تاکہ منلاجی کو گریز کا رستہ نہ ملے۔ کیونکہ ہدایۃ المہتدی کی اخیر میں کسی ہندوستانی
شاعر کی نظم جو منلاجی نے لکھی ہے۔ اُس میں خود ابن عباس سے سند لی ہے
وہ شعر یہ ہے۔ شعر

فرزند عم مصطفےٰ ارشاد فرماتے ہیں کیا
دیکھے جسے ہو شک ذرا کیا ہے بخاری میں قم

اس فرزند عم مصطفیٰ سے عبد اللہ بن عباس مراد ہیں۔ اور منلاجی کے قادیانی نبی
نے تو جا بجا عبد اللہ بن عباس سے نقل کیا ہے۔ اور اس کو افقہ الناس لکھا ہے
وہی عبد اللہ بن عباس نے اگرچہ بخاری میں متوفیک کا معنی ممیتک میں
تیرا مارنے والا ہوں۔ لیا ہے۔ جس سے فقط وعدۂ موت ثابت ہوتا ہے مگر
فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي کا معنی فَلَمَّا رَفَعْتَنِي لیتے ہیں۔ موت کا معنی نہیں لیتے اب امید
ہے۔ کہ مرزائی لوگ ابن عباس کا معنی تو مان ہی لینگے۔ اپنے نبی کا اتباع کرکے
دیکھو تفسیر درِ منثور میں فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي کے متعلق رفعتنی کا معنی مروی ہے۔
اخرج ابو الشیخ عن ابن عباس ان تعذبہم فانہم عبادک یقول
عبید ک قد استوجبوا العذاب بمقالتہم وان تغفر لہم ای من
ترکت منہم ومدّ فی عمرہ۔ یعنی عیسیٰ علیہ السلام حتی اھبط من
السماء الی الارض یقتل الدجال فنزلوا عن مقالتہم ووحدوک
واقروا انا عبید وان تغفر لہم حیث رجعوا عن مقالتہم فانک
انت العزیز الحکیم۔ درمنثور۔ خیال کیجئے۔ ابن عباس کے قول وَمُدَّ
فِي عُمُرِهٖ کو جس سے واضح طور پر درازی عمر عیسیٰ بن مریم اسرائیلی کی اور
اُترنا اُس کا آسمان سے زمین پر ثابت ہوتا ہے۔ تفسیر خازن جلد اول

صفحہ ۹۰ میں ہے - فلما توفیتنی یعنی فلما رفعتنی الی السماء فالمراد بہ
وفاۃ الرفع لا الموت - ۸۲ نمبر کی حدیث میں یہ عبارت موجود ہے - اور ایسا
ہی تفسیر عباسی میں فلما توفیتنی کا معنی فلما رفعتنی مذکور ہے - اور بخاری
کی عینی میں یہ معنی بھی نقل کیا ہے - وقال السدی ھذا الخطاب والجواب
فی الدنیا وقال ابن جریر ھذا ھو الصواب وکان ذلک حین رفعہ
الی السماء الدنیا الخ - تفسیر خازن صفحہ ۵۰۷ میں متعلق قول باری تعالے - اِذْ
قَالَ اللّٰہُ یَا عِیْسَی ابْنَ مَرْیَمَ ءَاَنْتَ قُلْتَ الخ کے ہے - اختلف المفسرون
فی وقت ھذا القول فقال السدی قال اللہ یعیسی ھذا القول حین
رفعہ الی السماء بدلیل ان حرف اذ یکون للماضی اور صفحہ ۵۰۹ میں ہے -
وھذا القول موافق لمذھب السدی حیث یقول ان ھذا المخاطبۃ
جرت مع عیسی علیہ السلام حین رفع الی السماء - مگر سدی کا قول جمہور
کے مخالف ہے - جمہور اہل اسلام یہ کہتے ہیں - کہ یہ جواب و سوال بروز قیامت
ہوگا - اسی عبارت کے بعد مذکور ہے - وقال سائر المفسرین انما یقول
اللہ لہ ھذا القول یوم القیمۃ اما علی قول جمہور المفسرین ان ھذا
السوال انما یقع یوم القیمۃ +

ثانی ٹکڑے حدیث کا جواب یہ ہے - کہ حاکم نے مستدرک میں عائشہ رضی
اللہ تعالے عنہا سے اس طور پر روایت کی ہے - کہ عیسیٰؑ ایک سو برس تک زندہ
رہا - اور ہر نبی اپنے ماقبل کے نبی کی نصف عمر پاتا ہے - الخ پس پہلے قول کو سب
نے نصاریٰ کی طرف منسوب کیا اور حدیث عائشہ کو ذکر کر کے حافظ ابن حجر عسقلانی
نے خود غیر معتبر ٹھیرایا اور کہا کہ صحیح یہی ہے کہ عیسیٰ زندہ اٹھایا گیا - اور ابن
عساکر کی حدیث اس کے بعد نقل کر کے ثابت کر دیا کہ عیسیٰ علیہ السلام مدینہ
منورہ میں فوت ہونگے - اگر کتب سیر و تواریخ پر بالاستقراء نظر ڈالی جاوے
تو ہرگز یہ قضیہ ثابت نہیں ہوتا - کہ ہر نبی اپنے ماقبل کے نبی کی نصف عمر پاتا
ہے - اور ظاہر ہے کہ فساد مضمون کا منجملہ علامات وضع حدیث کے ہوتا ہے -
معلوم ہوتا - کہ حدیث موضوع ہے - دیکھو اصول حدیث کو اور حاکم کا مذہب

تو یہی معلوم ہوتا ہے - کہ وہ عیسیٰ علیہ السلام کا ۳۳ برس کی عمر میں زندہ آسمان پر چلے جانے کا قائل ہے - جیسا کہ درمنثور جلد ثانی صـ۳۶ میں ہے - و اخراج ابن سعد و احمد فی الزھد و الحاکم عن سعید بن المسیب قال رفع عیسیٰ ابن ثلٰث و ثلاثین سنۃ انتھی پھر بی بی عائشہ صدیقہ کی طرف جو موضوع حدیث ہے اس کی ضرورت ہی نہ تھی - مگر یہ حاکم کی تساہل ہے - اور حاکم تساہل میں مشہور ہے - فتح المغیث شرح الفیۃ الحدیث میں ہے :-
وکالمستدرک علی تساھل منہ فیہ بادخالہ فیہ عدۃ موضوعات حملہ علی تصحیحھا اما التعصب لما رمی بہ من التشیع و اما غیرہ فضلا عن الضعیف وغیرہ بل یقال ان السبب فی ذلک انہ صنفہ فی آخر عمرہ وقد حصلت لہ غفلۃ و تغیر او انہ لم تیسر لہ تحریرہ و تنقیحہ ویدل لہ ان تساھلہ فی قدر الخمس الاول منہ قلیل جدا بالنسبۃ لباقیہ - نعم ھو معروف عند اھل العلم بالتساھل فی التصحیح و المشاھدۃ تدل علیہ الخ - اور طبرانی میں تو خود یہ موجود ہے - کہ بہشت میں لوگ داخل ہونگے ۳۳ برس کی عمر پر جو کہ میلاد ہے عیسیٰ علیہ السلام کی - قبل رفع کے - دیکھو بدور السافرہ صـ۲۷۳ پر کہ طبرانی کی عبارت کو نقل کیا ہے - تفسیر درمنثور میں ہے - اخراج البخاری فی تاریخہ و الطبرانی عن عبد اللہ بن سلام قال یدفن عیسیٰ بن مریم مع رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم و صاحبیہ فیکون قبرہ رابعاً - حاکم اور طبرانی دونوں عیسیٰ علیہ السلام کو زندہ مان رہے ہیں اگر منلاجی حیا ہو تو مان لو - اور امام مہدی کے آنے کا بھی امام طبرانی قائل ہے وس نے اس کے اتباعت میں حدیث نقل کی ہے - جس کے آخر میں کہا ہے -
رواہ جماعۃ عن ابی الصدیق - حضرت علیؓ سے روایت ہے - کہ یارسول اللہ امام مہدی ہم اہل بیت سے ہونگے - یا کسی غیر سے فرمایا حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ ہم میں سے ہونگے - اور اللہ تعالےٰ ان کے ساتھ اس دین کو ختم کر دیگا - رواہ الطبرانی و رواہ ابو نعیم فی الحلیۃ - اور طبرانی نے اور علامات امام مہدی کی بھی بیان کئے ہیں - دیکھو رسالہ تیغ صـ۱۰۱ کو -

تیسرے ٹکڑے کا جواب:- اول جواب یہ کہ حدیث بعض ناقدین حدیث کے نزدیک غیر ثابت ہے۔ کما فی اصول الحدیث:- دوسرا جواب یہ کہ بر تقدیر اس کے ثبوت کے مقید بقید فی الارض ہی یعنی حدیث کی تقدیر عبارت یہ ہے لوکان موسی وعیسی حیین فی الارض لما وسعہما الا اتباعی یعنی اگر حضرت موسی وعیسی علیہما السلام زندہ ہوتے زمین پر تو ان کو جائز نہ ہوتا۔ مگر میرا اتباع۔ مگر چونکہ وہ دونوں زندہ فی الارض نہیں ہیں لہٰذا اتباع فی الارض اس وقت منتفی ہے۔ یعنی دونوں زندہ ہیں۔ مگر زندہ زمین پر نہیں ہیں۔ موسےٰ علیہ السلام اگرچہ بظاہر فوت ہوگئے ہیں۔ مگر انبیاء علیہم السلام بحیات حقیقی عند اللہ زندہ ہیں۔ جیسا کہ اور اولیاء اللہ کما ورد ان اولیاء اللہ لایموتون بل ینقلون من دار الفناء الی دار البقاء اور ان دونوں پیغمبروں کی تخصیص اس لئے کی کہ یہ دونوں نبی آخر کے اولو العزم ہیں۔ اور عیسیٰ علیہ السلام بھی اگرچہ زندہ ہے۔ مگر زندہ فی الارض نہیں۔ بلکہ آسمان پر زندہ ہے۔ جو لوگ حدیث کو صحیح مانتے ہیں۔ وہ فی الارض کی قید ضرور لگاتے ہیں۔ اگر برہمن بریہ کا علاج نہ ملنے۔ تو اس کے قادیانی مذہب کے جید عالم ثقہ ملقب بہ فاضل سید محمد احسن امروہی کی کتاب سے ثابت کردوں۔ اور سبحان اللہ غرائبات زمانہ سے ہے۔ کہ مرزائیوں کی زبان سے ایسی بات نکل جاتی ہے۔ جس سے جمہور اہل اسلام کی بات مانی جاتی ہے۔ اس سید محمد احسن امروہی نے اپنی کتاب شمس بازغہ کے صفحہ ۶۰ میں لکھا ہے۔ دربارہ اثبات موت عیسیٰ علیہ السلام کے (اور یہی آیت قرینہ ہے حدیث لوکان موسی وعیسی حیین الخ جس کی صحت صاحب فتوحات کو مسلم ہے حیات سے حیات فی الارض مراد لینے پر) **اقول**۔ چونکہ فتوحات ہی میں حیات مسیح کی تصریح کئی مقامات پر کردی ہے۔ جیسا کہ کچھ گزرا اور اب بھی بیان ہوگا۔ لہٰذا یہ حدیث صاحب فتوحات وغیرہ اہل اسلام کو کچھ مخالف نہیں۔ حیات مسیح پر مضر نہیں کیونکہ جبکہ صاحب فتوحات نے حدیث مذکور میں لفظ حیین کو مقید بحیوۃ فی الارض ٹھہرایا تو مقتضی کلمہ لو کے اتباع موسی وعیسیٰ کا شرع محمدی کے لئے منتفی ہوا۔ اس لئے کہ موسیٰ وعیسیٰ زندہ فی الارض نہیں۔ تو حدیث مذکور سے صرف یہی مفہوم ہوا۔ کہ عیسیٰ علیہ السلام بر وقت بولنے

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اس حدیث کو زندہ زمین پر موجود تھے۔ اس
سے یہ لازم نہیں آتا۔ کہ آسمان پر بھی زندہ نہ ہوں۔ تفسیر ابن کثیر میں اس حدیث
کا یہی معنی لیا ہے۔ جو بیان ہوا۔ کیونکہ اس تفسیر میں عیسے علیہ السلام کے لئے
آسمان پر جانا اسی خاکی بدن کے ساتھ واضح ثابت کیا ہے۔ دیکھو حدیث نمبر ۳۹
کو اور ۳۰ کے بعد کی عبارت کو۔ اور شیخ اکبر نے فتوحات کے ۳۶ باب میں ابن عمر
کی حدیث مرفوع جس میں نضلہ انصاری کا ذکر ہے حیات مسیح کو صاف ثابت کیا ہے
اور بڑی خوبی سے کہ جس سے چار ہزار اصحابی کا اجماع حیات مسیح پر ثابت ہوا ہے
اور اس حدیث سے اول ۱۴ سطر پر فرمایا۔ کہ ہمارے موجودہ زمانے میں ایک جماعت
زندہ ہے۔ عیسیٰ اور الیاس کے اصحاب میں سے۔ وفی زماننا الیوم جماعته
احیاء من اصحاب عیسیٰ والیاس الخ اور فتوحات کے باب ۳۶۷ میں حدیث معراج
میں لکھتے ہیں۔ کہ جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم داخل ہوئے آسمان میں تو عیسیٰ
علیہ السلام اپنے بدن اصلی کے ساتھ وہاں تھا۔ کیونکہ وہ اب تک مرا نہیں۔ بلکہ
اٹھا لیا ہے۔ اس کو اللہ تعالے نے اس آسمان کی طرف اور اس میں اس کو ٹھیرایا
ہے۔ اور اس آسمان میں اللہ تعالے نے اس کو حاکم بنایا ہے۔ اور وہ ہمارا
اول مرشد ہے۔ کہ جس کے ہاتھ پر ہم نے رجوع کیا ہے۔ اور اس کو ہمارے
حال پر بڑی عنایت ہے۔ ہم سے ایک ساعت بھی غافل نہیں رہتا۔ عبارت یہ
ہے۔ فلما دخل اذا بعیسیٰ علیہ السلام بجسدہ عینہ فانہ لم یمت الی الآن بل
رفعہ اللہ الی ھذہ السماء واسکنہ بہا وحکمہ فیہا وھو شیخنا الاول الذی
رجعنا علی یدیہ ولہ بنا عنایة عظیمة لا یغفل عنا ساعة واحدة اسی فتوحات
کے باب ۵۷۵ میں ہے۔ کہ حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی کرامت دین سے ہے۔ یہ بات
ہے کہ پروردگار نے ان کی امت سے رسول کئے پھر خاص کیا رسولوں سے اس کو
جس کی نسبت انسان سے بعید تھی۔ پس نصف اس کا ہوا انسان اور دوسرا
نصف اس کا ہوا روح پاک فرشتہ کیونکہ جبرئیل علیہ السلام نے ہبہ کیا اس کو یعنی
عیسے علیہ السلام کو بی بی مریم کے لئے بشر کر کے اور اٹھا لیا اللہ تعالے نے اس
کو بی عمر تک پھر اس کو اتارے گا درحالیکہ وہ پروردگار کا ولی ہوگا۔ خاتم الاولیا

ہوگا۔ آخر زمانہ میں حکم کرے گا۔ محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی امت میں اُن کے
شرع کے ساتھ عبارت یہ ہے۔ اعلم وفقنا اللہ وایاک ان من کرامتہ
محمد صلے اللہ علیہ وسلم علی ربہ ان جعل من امتہ رسلا ثم انہ اختص
من الرسل من بعدن نسبتہ من البشر فکان نصفہ بشرا ونصفہ الآخر
روحا مطہرا ملکا لان جبرئیل علیہ السلام وھبہ لمریم علیہا السلام
بشرا سویا رفعہ اللہ الیہ ثم ینزلہ ولیا خاتم الاولیاء فی آخر الزمان
یحکم بشرع محمد صلے اللہ علیہ وسلم فی امتہ الخ فتوحات کے صد۳ میں ہے کہ اللہ
تعالے نے باقی رکھا ہے۔ بعد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے تین۔ سو نون
کو ان کے جسموں کے ساتھ اس دار دنیا میں اور باقی رکھا ہے۔ اللہ تعالے نے
حضرت الیاس اور حضرت خواجہ خضر علیہما السلام کو اور یہ دونوں پیغمبروں میں
سے ہیں۔ اور نزول عیسیٰ علیہ السلام کا مسئلہ اجماعی ہونا ثابت فرمایا۔ اسی باب
۳۷ میں ہے۔ کہ عیسیٰ علیہ السلام کے نازل ہونے میں کوئی خلاف ہی نہیں۔ وہ
قیامت کے قریب نازل ہونگے۔ وانہ لاخلاف انہ ینزل فی آخر الزمان الخ
اور فتوحات کے باب ۳۶۷ میں ہے۔ عیسیٰ علیہ السلام اب تک نہیں مرا بلکہ اس
کو اٹھا لیا ہے اللہ تعالے نے ان آسمانوں کی طرف فانہ لم یمت الی الآن بل
رفعہ اللہ الیہ الی ھذہ السماء اسی شیخ اکبر نے فتوحات میں اور بھی کئی جگہ
تصریح کر دی ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام اب تک آسمانوں میں زندہ ہیں۔ جیسے کہ
الیاس اور خضر علیہ السلام بر ہمن بریہ کے منلاجی نے فتوحات کو شاید کہ دیکھا
نہیں ہے۔ فقط کسی مرزائی غلط نویس دھوکہ باز ابلہ فریب کے کسی رسالہ کی
بے سروپا عبارت کو دیکھ کر فتوحات کا نام لے لیا۔ منلاجی نے جو فتوحات نایاب
ہے کسی کے پاس نہ ہوگی۔ حوالہ دیکر جاہلوں میں نام کر لوں گا۔ اور تفسیر ابن کثیر
کی عبارت مفصل قبل اس سے گزر چکی ہے۔ کہ وہ عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان
پر جانے کے اس جسم عنصری کے ساتھ مقر ہیں۔ اور اسی کے مثبت اور مدعی
ہیں۔ پس مرزائیوں کی بات کذب ثابت ہوئی۔ فلعنۃ اللہ علی الکاذبین
اور الیواقیت والجواہر کی عبارت اگر منلاجی دیکھتے تو اُس کا جواب بھی اسی

طور سے دنداں شکن دیا جاتا۔ یہ حوالہ بھی منلاجی کا بفضلہ تعالیٰ دھوکہ کی ٹٹی ہے۔ اور **قولہ** وغیرہ وغیرہ اقوال اگر منلاجی کتاب کا نام بجائے وغیرہ وغیرہ کے لکھتا تو ہم اُن کتابوں کو دیکھ کر اُس کا رد دیتے۔ مگر یہ منلاجی کی محض مکاری اور ابلہ فریبی ہے۔ بعضے بے علم لوگ ایسے ہی کاذب حوالہ دے دیا کرتے ہیں۔ یہ اُن کی بے علمی کا ایک قسم کا پردہ ہوا کرتا ہے۔ **بیت** نہیں کھلتا ہے کوئی بھید تیری اس وغیرہ کا + یہی پردہ ہے بے علمی کا نتوا چنوا خیرا کا + **قولہ** اور مدت دراز سے مخالف مولویوں کو اشتہار دیا گیا ہے۔ کہ اگر کسی قسم کی بھی اگرچہ موضوع ہو ایک حدیث یہ لوگ کسی کتاب حدیث سے نکال کر دکھا سکیں۔ جس میں صریح مذکور ہو کہ عیسیٰ علیہ السلام زندہ بجسم عنصری (یعنی خاکی) آسمان میں چلے گئے تھے۔ اور اب تک وہ زندہ ہیں اور پھر وہ کسی وقت اس دنیا میں رجوع کرینگے تب ان کو بیس ہزار روپیہ انعام دیا جائیگا۔ مگر آج تک کسی سے نہ ہو سکا۔ کہ اس انعام کو حاصل کرنے کی جرائت کر سکے۔ چہ جائیکہ حاصل کر لیوے ہدایۃ المہدی صث + **اقول** کیسا صاف جھوٹ بولا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے کاذبوں دروغگووں پر بلکہ مدت دراز سے مرزا کے دعویٰ باطل کی ابتدا ہی سے صدہا کتابیں صدہا رسالجات مرزا کی تردید میں چھپ چکے اور بکثرت صحیح احادیث اس امر کی دکھائی گئیں۔ مگر منکروں نے اپنے آپ کو صاف اندھا کر لیا۔ انبیاء علیہم السلام سے منکر لوگ معجزات دیکھا کرتے تھے۔ اور پھر انکار کر جایا کرتے تھے ملک پنجاب و ہندوستان و خراسان وغیرہا ملکوں میں تو روز روشن سے زیادہ روشن ہے۔ کہ قادیانی صحیح احادیث اور کتب احادیث کو نہیں مانتا اور بارہا بحث معین کر کے فرار کر گیا۔ مگر ملا عبد الواحد برہمن بریہ کا جانتا ہے۔ کہ بنگلہ میں قادیانی کی کفر اور فرار اور بے علمی کے بارہ میں شہرت نہیں ہے۔ لہٰذا مسلمانوں کو دھوکہ اور فریب دینے کے لئے ایسا لکھ دیا۔ اب اگر اس کا ایمان رواجی ہے اور ایسی بات کی کچھ قدر غیرت بھی ہے۔ تو میں اُس طفل مکتب کو چند احادیث اس امر کی بتاتا ہوں۔ جن سے اس کی جہالت کا پردہ کھل جائے۔ **اب** دل کے کانوں کا پردہ کھول کر منلاجی سنو۔ اور بیس ہزار روپیہ کی فکر کرو۔ وزنہ منافقانہ کلام

سے توبہ کرو۔ تفسیر ابن کثیر کی عربی عبارت کا مطلب بیان کرتا ہوں۔ حضرت ابن
عباسؓ نے فرمایا۔ کہ جب اللہ تعالےٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر اُٹھانا چاہا۔ تو
حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے مکان کے چشمہ سے باہر نکل کر آئے اس حال میں کہ
آپ کے سر مبارک سے پانی کے قطرے ٹپک رہے تھے۔ بارہ حواریوں کے پاس
آئے اور فرمایا کہ بے شک تم میں سے ایک شخص مجھ پر ایمان لانے کے بعد بارہ مرتبہ
کافر ہوگا۔ بعد ازاں فرمایا کہ کون شخص ہے تم میں سے جس پر میری شباہت ڈالی
جاوے اور وہ میری جگہ مقتول ہو۔ اور میرے ساتھ میرے درجہ میں بہشت کے
اندر رہے۔ پس ایک نوجوان شخص نے کھڑے ہو کر عرض کی کہ میں ہوں یا رسول اللہ
تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اس کو فرمایا۔ کہ بیٹھ جا اور آپ نے دوبارہ پھر
اُسی لفظ کا اعادہ فرمایا۔ پھر وہی شخص کھڑا ہوا غرض چوتھی مرتبہ عیسیٰ علیہ السلام
نے فرمایا۔ کہ تو ہی وہ شخص ہے پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شباہت اس پر ڈالی
گئی۔ یعنی بعینہٖ مثل عیسیٰ علیہ السلام کے ہر ایک چیز میں ہو گیا۔ باذن پروردگار
اور عیسیٰ علیہ السلام مکان کے روشندان سے آسمان کی طرف اٹھائے گئے بعد
ازاں یہود کے جاسوس آئے۔ اور اس شبیہ کو پکڑا اور اس کو حضرت عیسیٰ جان کر
سولی پر قتل کر دیا الخ اور یہ اسناد صحیح ہے۔ ابن عباسؓ کی طرف قال ابن ابی حاتم
حدثنا احمد بن سنان حدثنا ابو معاویۃ عن الاعمش عن المنهال بن
عمرو عن سعید بن جبیر عن ابن عباس قال لما اراد الله تعالیٰ ان یرفع
عیسیٰ الی السماء خرج علی اصحابہ وفی البیت اثنا عشر رجلا من الحواریین
یعنی فخرج علیهم من عین فی البیت وراسه یقطر ماء افقال ان منکم
من یکفر بی اثنی عشرۃ مرۃ بعد ان آمن بی قال ثم قال ایکم یلقی علیه شبهی
فیقتل مکانی ویکون معی فی درجتی فقام شاب من احدثهم سنا
فقال له اجلس ثم اعاد علیهم فقام ذلک الشاب فقال انا فقال هو انت

لہ حواریوں کے معنی مددگار ہیں۔ ان میں اختلاف ہے۔ کہ کون لوگ تھے۔ بعض علماء نے
کہا۔ کہ مچھلی پکڑنے والے لوگ تھے۔ بعض نے کہا۔ کہ رنگریز یعنی دھوبی لوگ تھے۔ اور بعض نے
کہا۔ کہ امیر لوگ تھے۔ آہ کتاب السبعیات ٭

ذاك فالقى عليه شبه عيسى ورفع عيسى من روزنة في البيت الى السماء
قال وجاء الطلب من اليهود فاخذوا الشبه فقتلوه ثم صلبوه فكفر به
بعضهم اثنتي عشرة مرة بعد ان آمن به وافترقوا ثلث فرق فقالت فرقة
كان الله فينا ماشاء ثم صعد الى السماء وهؤلاء اليعقوبية وقالت فرقة
كان فينا ابن الله ماشاء ثم رفعه الله اليه وهؤلاء المسلمون فتظاهرت
الكافرتان على المسلمة فقتلوها فلم يزل الاسلام طامسا حتى بعث الله
محمد صلے اللہ علیہ وسلم۔ (تفسیر ابن کثیر) اور روایت کیا ہے اس حدیث کو امام
نسائی نے بھی ابی کریب سے اور انھوں نے ابی معاویہ سے مثل طریق مذکور کے۔ اور
اسی طرح ذکر کیا ہے۔ بہت علمائے متقدمین نے۔ (۲) اور روایت کیا عبد بن

حدیث (۲)

حمید اور ابن مردویہ اور ابن جریر اور ابن المنذر نے حضرت مجاہد رضی اللہ تعالے
عنہ سے کہ یہودیوں نے دار پر چڑھایا عیسیٰ علیہ السلام کی شبیہ کو اس حال میں کہ
گمان کرتے تھے اس شبیہ کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حالانکہ حضرت عیسیٰ علیہ
السلام کو پروردگار نے زندہ آسمان پر اٹھالیا۔ درمنثور۔ (۳) حضرت قتادہ

حدیث (۳)

رضی اللہ تعالے عنہ تابعی حضرت انس رضی اللہ تعالے عنہ سے روایت کرتا ہے۔
کہ اللہ تعالے کے دشمن یہود حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قتل کرنے پر فخر کرتے
تھے۔ مگر ان کا گمان غلط ہے۔ کیونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ آسمان پر
اٹھائے گئے اور ان کی شبیہ ایک شخص پر ڈالی گئی۔ اور وہی قتل کیا گیا۔
درمنثور۔ (۴) روایت کیا ہے ابن جریر نے سدی تابعی سے جو شاگرد ہے

حدیث (۴)

ابن عباس رضی اللہ تعالے عنہما کا۔ کہ فرمایا سدی نے کہ محاصرہ کیا یہود نے عیسیٰ
علیہ السلام کا مع ان کے مددگاروں کے ایک مکان میں پس عیسیٰ علیہ السلام کی شباہت
ایک شخص پر ڈالی گئی۔ یہود نے اس شخص کو قتل کر ڈالا اور عیسیٰ علیہ السلام آسمان
پر چلے گئے۔ یہ مضمون ہے پروردگار کے اس قول پاک کا وَمَکَرُوْا وَمَکَرَ
اللّٰہُ وَاللّٰہُ خَیْرُ الْمَاکِرِیْنَ۔ یعنی یہود نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قتل
کرنے کا حیلہ اور مکر کیا۔ اور اللہ تعالے نے ان کو ان کے مکر کی سزا دی اور اللہ
تعالے عمدہ سزا دینے والوں سے ہے۔ (۵) واخرج ابن جریر عن ابن

حدیث (۵)

مالک وَاِنْ مِن اَھلِ الکِتَابِ اِلّا لَیُؤمِنَنَّ بِہٖ قَبلَ مَوتِہٖ ؕ قال بذٰلک عند نزول عیسیٰ ابن مریم ولا یبقیٰ احد من اھل الکتاب الا آمن بہٖ ؕ نزول سے مراد نزول من السماء ہی ہے۔ کیونکہ اس کے غیر میں آسمانوں پر جانا جابجا مذکور ہے۔ اور قرینہ دوسرے معنی کے ہونے کا موجود ہے۔ جس کو اس جگہ معنی غیر نزول سے دھوکہ لگا ہے۔ اور نزول من السماء مراد نہیں لیتا وہ پورا جاہل ہے

(۶) حدیث

اور (۶) اخراج کیا عبد بن حمید اور ابن المنذر نے شہر بن حوشب سے۔ کہ روایت ہے محمد بن علی بن ابی طالب سے آیت مذکورہ کی تفسیر میں کہ ہر ایک اہل کتاب کو ملائکہ منہ اور چوتڑ پر مارینگے۔ اور کہینگے۔ کہ تم جھوٹ بولے تھے کہ مسیح خدا ہے بلکہ عیسیٰ علیہ السلام تو روح اللہ اور کلمۃ اللہ ہے وہ فوت نہیں ہوئے اور اٹھائے گئے ہیں۔ آسمانوں پر پھر نازل ہونگے قیامت سے آگے پس کل اہل کتاب ایمان لائیں گے۔ ساتھ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قبل موت عیسیٰ علیہ السلام کے اور انہیں

(۷) حدیث

محمد بن حنفیہ یعنی محمد بن علی بن ابی طالب سے پوری مفصل روایت ہے۔ جس کے آخر میں یہ بیان ہے۔ کہ عیسیٰ علیہ السلام کے مددگاروں میں سے ایک شخص عیسیٰ علیہ السلام کی صورت پر بدل گیا اور ایک دریچہ چھت سے آسمان کی طرف ظاہر ہو گیا اور عیسیٰ علیہ السلام کو اونگھ آئی یعنی مقدمہ نوم جو کہ پوری نیند آنے سے پہلے آنکھیں نیم بند سی ہو کر بدن میں سستی آجایا کرتی ہے۔ پس اٹھائے گئے عیسیٰ علیہ السلام بطرف آسمان کے اور یہی معنی ہیں باری تعالےٰ کے قول کے یٰعِیسٰی اِنِّی مُتَوَفِّیکَ وَرَافِعُکَ اِلَیَّ۔ ای عیسیٰ میں تجھ کو نیند لاکر اپنی طرف اٹھانے والا ہوں۔ وفات کا معنی وہ بھی ہے کہ لئے عیسیٰ میں تجھ کو مارنے والا ہوں۔ یعنی موت دینے والا ہوں۔ اور یہ معنی بھی درست ہیں کہ میں تجھ کو اس وقت اونگھ دینے والا ہوں ؛ ابن جریر نے جو حدیث

۸ حدیث

امام حسن سے روایت کی ہے بواسطہ ابو رجا اور ابن علیہ اور یعقوب کے اس میں یہ جملہ بھی ہے واللہ انہ لحی الآن عند اللہ ولکن اذا انزل اٰمنوا بہٖ اجمعون ؕ یعنی قسم ہے پروردگار کی کہ وہ عیسیٰ علیہ السلام اب اسوقت زندہ ہیں باری تعالےٰ کے پاس اور جب اترینگے اُن پر ایمان لائینگے بدکار اور نیک ؛ اور ایسا ہی ابن ابی حاتم نے

(۹) حدیث

اپنے باپ سے اور وہ علی بن عثمان لاحقی سے وہ جویریہ بن بشیر سے روایت کرتے

ہیں۔ اور اس حی اور زندہ رہنے سے زندہ رہنا روحانی مراد نہیں کیونکہ وہ تو ہر نبی اور صحابی اور ہر مومن کے لئے ثابت ہے۔ اس پر قسم کھانی کیا ضرورت ہے اور نہ وہ جائے تعجب ہے۔ بلکہ مراد اس سے ثابت کرنا اس امر کا ہے کہ عیسی علیہ السلام جسمانی حیات سے زندہ ہیں۔ قسم کھاکر اور حروف تاکید سے وہی امر بیان کیا جاتا ہے۔ جو کہ عقل میں ذرہ بعید معلوم ہوتا ہے ظاہر ہے کہ حرف قسم اور اِنَّ تحقیقیہ اور لام تاکیدیہ سے بیان کرنا حیات جسمانی ہی مراد ہے۔ ولعمری ہذا ظاہر لمن ادنی درایۃ۔ اور امام بخاری[١٠] نے اپنی بخاری میں ذکر الانبیاء میں ابوہریرہ رضؓ سے بھی اترنا آسمان سے ذکر فرمایا ہے۔ اور امام مسلم[١١] اور امام احمد[١٢] رحمہما اللہ تعالے نے بھی ابوہریرہ رضؓ سے روایت کیا ہے۔ کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے البتہ عیسی ابن مریم علیہما السلام حج اور عمرہ کی نیت باندھیں گے روحاء کی وادی میں۔ امام احمد[١٣] نے حدیث بیان کی کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ عیسی علیہ السلام دجال کو لُدّ کے دروازہ پر قتل کریگا۔ امام اوزاعی[١٤] نے زہری سے بطریق مجمع بن جاریہ اور امام ترمذی[١٥] نے قتیبہ سے اور عمران[١٦] بن حصین اور نافع[١٧] بن عیینہ اور ابوہریرہ[١٨] اور حذیفہ[١٩] بن اسید اور ابوہریرہ[٢٠] اور کیسان[٢١] اور عثمان[٢٢] بن ابی العاص اور جابر[٢٣] اور ابوامامہ[٢٤] اور ابن مسعود[٢٥] اور عبد اللہ[٢٦] بن عمرو اور سمرہ[٢٧] بن جندب اور نواس[٢٨] بن سمعان اور عمرو[٢٩] بن عوف اور حذیفہ[٣٠] بن الیمان رضی اللہ تعالے عنہم اجمعین سے حدیثیں آچکی ہیں کہ قبل از قیامت حضرت عیسیٰ بن مریم علیہما السلام دجال کو قریہ لُدّ کے دروازہ پر قتل کرینگے۔ ان سب احادیث میں عیسیٰ علیہ السلام کے آنے کا ذکر موجود ہے۔ اوما الی ذلک کلہ الامام الترمذی۔ امام احمد[٣١] نے سفیان سے حدیث بیان کی ہے۔ اور اس میں قیامت کے علامات شمار کئے اور عیسیٰ علیہ السلام کا آنا آسمان سے بھی ذکر فرمایا ہے۔ اور امام مسلم[٣٢] نے عبد العزیز کی روایت سے بھی ایسا ہی بیان فرمایا ہے۔ حیوۃ[٣٣] الحیوان میں ابوداؤد سے ایک حدیث مفصل بیان کی جس میں آثار حشر ذکر کرکے تصریح کی ہے۔ کہ عیسی علیہ السلام بطرف زمین کے نازل ہونگے۔ پس اس سے لزوماً بھی معلوم ہوگیا۔ کہ آسمان ہی سے بطرف زمین کے نازل ہونگے۔ اور اگر آسمان سے مراد نہ لیا جائے۔ تو الی الارض کا لفظ بےمعنی ہو جاتا ہے۔ اور[٣٤]

(١٠) حدیث
(١١و١٢) حدیث

اخراج کیا امام بخاری نے اپنی تاریخ میں اور طبرانی نے عبد اللہ بن سلام سے کہ دفن کئے جاوینگے عیسیٰ علیہ السلام ساتھ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر اور عمر بن خطاب رض کے پس ان کی قبر چوتھی ہوگی۔ اور تاریخ امام بخاری کی عبارت یہ ہے یدفن عیسیٰ ابن مریم مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وصاحبیہ فیکون قبرہ رابعا انتہیٰ امام ترمذی نے فرمایا عن محمد بن یوسف بن عبد اللہ بن سلام عن ابیہ عن جدہ قال مکتوب فی التوراۃ صفۃ محمد وعیسیٰ ابن مریم یدفن معہ۔ اور حضرت عائشہ صدیقہ رض عنہا نے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کی۔ کہ یا رسول اللہ مجھے معلوم ہوتا ہے۔ کہ میں آپ کے بعد زندہ رہونگی۔ اگر اجازت ہو تو میں آپ کے پاس مدفون ہوں۔ پس فرمایا حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ میرے پاس تو ابو بکر اور عمر اور عیسیٰ علیہ السلام کی قبر کے سوا جگہ نہیں ہے۔ عن عائشۃ رض قالت قلت یا رسول اللہ انی ارٰی انی اعیش بعدک فتاذن لی ادفن الی جنبک فقال وانّٰی لی بذالک الموضع ما فیہ الا موضع قبری وقبر ابی بکر وعمر وعیسیٰ ابن مریم۔ پس یہ حدیث مرسل ہوئی اور مرسل حدیث نزدیک جمہور علماء کے حجت ہے۔ شرح نخبۃ الفکر میں ہے۔ قال جمہور العلماء المرسل حجۃ مطلقا بناءً علی الظاہر وحسن ظن بہ انہ ما یروی حدیثہ الا عن الصحابی انما اخذ فیہ بسبب من الاسباب کما اذا کان یروی الحدیث عن جماعۃ من الصحابۃ لما ذکر عن الحسن البصری انہ قال انما اطلقہ اذا سمعتہ من السبعین من الصحابۃ وکان فقد یحذف اسم علی ایضا بالخصوص لخوف الفتنۃ۔ یعنی امام حسن بصری صاحب فرماتے ہیں کہ میں جب صحابی کو چھوڑ کر قال رسول اللہ کہتا ہوں۔ کہ اس حدیث کو ستر صحابی سے سن لیتا ہوں اور امام حسن بصری کی تو خود مرزا نے اپنی کتابوں میں بارہا وصف بھی کی ہے۔ ضرور ہی مرزائی لوگ تسلیم کرینگے۔ اور شیخ شہاب الدین سہروردی نے عوارف کی ششم فصل میں لکھا ہے۔ کہ امام حسن بصری نے فرمایا کہ مینے ستر صحابی بدری کی ملاقات کی ہے۔ ان کا لباس صوف کا تھا۔ اور روایت کیا حدیث کو امام ابن جوزی نے اپنی کتاب الوفاء میں عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اترینگے عیسیٰ بن مریم آسمان سے پس نکاح کرینگے اور صاحب اولاد ہونگے۔ اور مدفون ہونگے

ساتھ میرے۔ پس کھڑے ہونگے ہم دونوں ایک قبر سے (یعنی ایک مقبرے سے) درمیان ابوبکرؓ اور عمرؓ کے مبعوث۔ بخاری میں بھی ایسا ہی ہے۔ محقق ابن جرزی نے بھی ایسا ہی فرمایا۔ ابونعیم نے کتاب الفتن میں ابن عباسؓ سے روایت کیا کہ عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے آکر زمین پر موسیٰ علیہ السلام کی سسرال میں حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم میں نکاح کرینگے۔ اور وہ لوگ جذامی ہونگے۔ پس ان کی اولاد ہوگی۔ پھر فوت ہو جاینگے۔ اور دفن ہونگے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی قبر کے قریب۔ تفسیر خازن اور درمنثور اور ابن کثیر اور مسند امام احمد میں ہے۔ کہ شب قیامت کے قائم ہونے کے بارہ میں کہا کہ اس کا معین وقت تو میں نہیں بتا سکتا۔ مگر میرے ساتھ میرے رب نے وعدہ کیا ہے۔ کہ قیامت قائم نہ ہوگی جب تک تو زمین پر ساتر کر قوم یاجوج ماجوج اور دجال کو ہلاک نہ کریگا۔ اور اس حدیث کو ابن ماجہ نے بھی ذکر کیا ہے۔ دوسری اسناد سے امام فخرالدین رازی نے تفسیر کبیر میں فرمایا الاول معنی قوله تعالیٰ انی متوفیک۔ ای انی متم عمرک فحینئذ اتوفاک فلا اترکہم حتی یقتلوک بل انا رافعک الی سمائی و مقربک بملائکتی و اصونک عن ان یتمکنوا من قتلک وھذا تاویل حسن اقول لانه لیس فیه دلالة علی الوفاة بمعنی الموت واتمام العمر وقت الرفع بل فیه اظہار ان الرفع قبل اتمام العمر وھذا لا یخفی علی اولی النہی۔ وقد ثبتت بالدلیل انه حی وورد الخبر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انه سینزل ویقتل الدجال ثم انه تعالیٰ یتوفاہ بعد ذلک۔ حضرت شیخ امام جلیل ابونصر محمد بن عبدالرحمن ہمدانی نے اپنی کتاب سبعیات میں فرمایا۔ کہ یوم السبت یعنی سنیچر کے روز سات شخصوں نے مکر کیا ہے۔ سات شخصوں کے ساتھ نوح علیہ السلام سے ان کی قوم کا مکر صالح علیہ السلام سے ان کی قوم کا مکر یوسف علیہ السلام سے ان کے بھائیوں کا مکر موسیٰ علیہ السلام سے ان کی قوم کا مکر عیسیٰ علیہ السلام سے ان کی قوم کا مکر قریش کے سرداروں کا مکر حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بنی اسرائیل کی قوم کا مکر پروردگار کے ذبح کرنے کے ساتھ شکار کرنے سے بروز سنیچر کے یعنی شنبہ کے روز اور بیان کیا کہ عیسیٰ علیہ السلام کو ان کی قوم کے مکر کے سبب سے پروردگار نے بواسطہ حضرت جبرائیل علیہ السلام کے آسمان پر بلا لیا۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام

۳۶
۳۷
۳۸
۳۹

کی ایک شخص پر شباہت ڈالی گئی - جس کا نام اشبوع تھا - اور وجہ قتل کرنے کی یہ تھی - کہ عیسیٰ علیہ السلام مُردوں کو زندہ کرتے تھے - بیماروں اندھوں جذامیوں کو ہر ٹوٹکو لنگڑوں کو بحکم پروردگار اچھا کر دیتے تھے - اور یہود اس کو بُرا جان کر اپنے نبی موسیٰ علیہ السلام کی بے قدری اور ذلت جانتے تھے - اور عیسیٰ علیہ السلام کے اس معجزے کو سحر اور جادو کہتے تھے پھر عیسیٰ علیہ السلام کی دعا سے اُن یہودیوں کی صورتیں خنزیر اور بندر کی شکل ہوگئیں - یہ قصہ مفصل دیکھو میری کتاب تیغ کے صفحہ ۸۵ و ۸۶ میں امام بدرالدین عینی نے بخاری کے شرح جلد گیارھویں ص ۱۷۳ میں فرمایا وان عیسیٰ یقتلہ بعد ان ینزل من السماء فیحکم بشریعۃ المحمدیہ یعنی دجال کی باتوں میں سے ایک یہ بات ہے کہ اس کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام قتل کرینگے - آسمان سے نازل ہونے کے بعد بس حکم کرینگے ساتھ شریعت محمدی صلے اللہ علیہ وسلم - ابو داؤد طیالسی نے قیامت کے علامات کا بیان کیا اور کہا کہ خانہ کعبہ کو حبشی لوگ خراب کرینگے کہ اس کے بعد آباد نہ ہوگا - اور خانہ کعبہ سے خزانہ نکالینگے اور امام حلیمی نے فرمایا کہ یہ واقعہ عیسےٰ علیہ السلام کے زمانہ میں ہوگا - امام قرطبی نے فرمایا کہ عیسیٰ علیہ السلام کی موت کے بعد خانہ کعبہ خراب کیا جائیگا - گویا کہ زمانہ عیسیٰ علیہ السلام سے مراد ان کی موت کے بعد کا زمانہ ہے - عینی بخاری ج ۲ ص ۲۱ میں ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام گھوڑے پر جس کا نام براق ہے سوار ہوکر آسمان پر تشریف لے گئے - اور اسی براق پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی سوار ہوئے تھے - عینی بخاری جلد دوم ص ۴۹ میں ہے - کہ شب معراج میں آسمان پر جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی انبیاء علیہ السلام سے ملاقات ہوئی تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مع ان کے جسم کے دیکھا - جیسا کہ دنیا میں زندہ رہتے تھے - ابو عمرو الدارانی نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے - کہ میری امت سے ایک قوم حق پر اس قدر لڑیگی - کہ عیسیٰ علیہ السلام اتر آئینگے آسمانوں سے

حدیث ۴ علم

حدیث ۵ علم

حدیث ۶ علم

حدیث ۷ علم

حدیث ۸ علم

تفسیر روح البیان جلد اول ص ۱۲ میں ہے وفی الحدیث ان المسیح جائی فمن لقیہ فلیقرءہ منی السلام یعنی حدیث شریف میں ہے - کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تحقیق عیسیٰ علیہ السلام آنے والا ہے پس تم میں سے جو کوئی اُن سے ملاقات کرے تو میرا اسلام اُن سے کہدے - تفسیر ابن جریر میں ہے - حدثنا ابن

حدیث ۹ علم

حدیث ۱۰

بشار حدثنا عبد الرحمن عن سفیان عن ابی حصین عن سعید بن جبیر
عن ابن عباس وان من اهل الکتاب الا لیومنن به قبل موته قال
قبل موت عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام [۵۱] وقال العوفی عن ابن عباس رض مثل
ذلک [۵۲] - قال ابو مالک فی قوله الا لیومنن به قبل موته قال ذلک عند نزول عیسیٰ
ابن مریم لا یبقی احد من اهل الکتاب الا لیومنن به [۵۳] وقال ابن جریر حدثنی
یعقوب حدثنا ابن علیه حدثنا ابو رجاء عن الحسن وان من اهل الکتاب
الا لیومنن به قبل موته قال قبل موت عیسیٰ علیہ السلام والله انه لحی
الآن عند الله ولکن اذا نزل آمنوا به اجمعون [۵۴] - وقال ابن ابی حاتم حدثنا
ابی حدثنا علی بن عثمان اللاحقی حدثنا جویریة بن بشر قال سمعت رجلا
قال للحسن یا ابا سعید قول الله عز وجل وان من اهل الکتاب الا لیومنن به
قبل موته قال قبل موت عیسیٰ علیہ السلام ان الله رفع الیه عیسیٰ وهو باعثه قبل یوم القیامة
مقاما یومن به البر والفاجر آه - وهکذا قال عبد الرحمن بن زید بن
اسلم [۵۵] - خروج اور ظاہر ہونا عیسیٰ علیہ السلام کا قیامت کی علامات سے ایک بڑی
علامت ہے - تفسیر درمنثور میں ہے - اخرج الفریابی وسعید بن منصور و مسدد
وعبد بن حمید وابن ابی حاتم والطبرانی من طرق عن ابن عباس رضی
الله تعالیٰ عنہم فی قوله تعالیٰ وَإِنَّهُ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ قال خروج عیسیٰ قبل یوم القیمة
[۵۶] واخرج عبد بن حمید عن ابی هریرة رضی الله تعالیٰ عنه وَإِنَّهُ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ
قال خروج عیسیٰ یمکث فی الارض اربعین سنة یحج ویعتمر [۵۷] - واخرج عبد
بن حمید وابن جریر عن مجاهد رضی الله تعالیٰ عنه وَإِنَّهُ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ ط
قال آیة للساعة خروج عیسیٰ ابن مریم قبل یوم القیمة [۵۸] - واخرج عبد بن
حمید وابن جریر [۵۹] عن الحسن رضی الله تعالیٰ عنه فی تفسیر قوله تعالیٰ وَإِنَّهُ
لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ ط قال نزول عیسیٰ [۶۰] - واخرج ابن جریر عن طرق عن ابن عباس
رضی الله تعالیٰ عنہما فی تفسیر قوله تعالیٰ وانه لعلم للساعة قال نزول عیسیٰ
علیہ السلام الخ ان سب عبارتوں میں مصرح ہے کہ آنا عیسیٰ علیہ السلام کا نشانی
ہے قیامت کی - امام احمد [۶۱] نے ابن عباس سے [۶۲] ابو العالیہ [۶۳] اور ابو مالک [۶۴] اور عکرمہ [۶۵] اور

قتادہ اور ضحاک سے عیسیٰ بن مریم کے تشریف لانے کی احادیث وارد ہیں۔ اور ایسا ہی عبداللہ بن مسعود اور ابوامامہ اور عبداللہ بن عمرو بن العاص اور ابوہریرہ اور عائشہ صدیقہ انس رضی اللہ تعالےٰ عنہم اجمعین سے ذکر نزول اور قتل دجال اور آنا عیسیٰ علیہ السلام کا قبل یوم قیامت کے بہت واضح مذکور ہے۔ غرض کہ عیسیٰ علیہ السلام کے دوبارہ زمین پر آنے میں احادیث متواترہ موجود ہیں۔ سب کا ذکر کرنا بہت مشکل امر ہے۔ اور دیکھنے والا بھی ساری کتاب کو دیکھنے کی ہمت نہیں کرتا۔ چنانچہ امام ابن کثیر نے آخر میں فرما دیا وقد تواترت الاحادیث عن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم انہ اخبر بنزول عیسیٰ علیہ السلام قبل یوم القیمۃ اماما عادلا الخ احادیث وآثار در بارہ مرفوع ہونے جسم مسیح کے اور نزول ان کے من السماء سوائے مذکورات کے اور بھی بکثرت ہیں۔ تفسیر در منثور و ابن کثیر و ابن جریر و کنز العمال و مسند امام احمد صاحب کو ملاحظہ کیا جاوے۔ ہر ایک عورت مرد جس کو ذرہ بھی فکر ایمان ہے۔ جا سکتا ہے۔ کہ ان تفاسیر و احادیث میں نزول بمعنی آنے کے ہے آسمان سے کیونکہ نزول مسیح کا جو مستلزم رفع کو ہے سب میں اتفاقی ہے۔ اور لفظ بعث اور خروج سب کا یہی مطلب ہے۔ کہ عیسیٰ علیہ السلام جو حضرت مریم کا بیٹا ہے وہی تشریف لائے گا اور وہی دجال کو قتل کریگا۔ اور وہی ساری باتیں کریگا جو اس کے متعلق ہیں۔ ان عبارتوں میں یہ تو کہیں نہیں کہ حضرت عیسیٰ کی جگہ میں اس کا ایک ہم مثل آویگا۔ ملک پنجاب موضع قادیاں سے اگر مثیل مراد تھا تو کہیں کسی عبارت میں کسی تفسیر کسی حدیث میں اس کا ذکر نہ آیا قادیانی لوگ قیامت تک بھی ایک آیت یا ایک حدیث اگرچہ موضوع ہو یا ایک کوئی کتاب تفسیر یا فقہ یا اصول یا علم تصوف کی کہیں نہ دکھا سکینگے۔ کہ مراد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی عیسیٰ بن مریم کے نزول سے مرزا غلام احمد قادیانی ہے۔ ہم نے اس قدر آیات و احادیث و تفاسیر و اقوال ائمہ عظام دکھا دئے۔ مرزائی لوگ ایک ہی دکھا دیں۔ کہ جس سے مراد عیسیٰ علیہ السلام کا ہم مثل مرزا غلام احمد قادیانی ہے۔ افسوس کہ دیگر علماء سے لمبے بڑے مطالبے اور خود ایک کتاب کے دکھانے پر قدرت نہیں اگر عیسیٰ ع کا مثیل مراد ہے۔ تو آسمان پر اُس مکان میں عیسیٰ علیہ السلام کس لئے چلے گئے۔ اور مرزا تو نہ حج کیا اور نہ عمرہ اور نہ عرب کا ملک دیکھا اور نہ شعیب علیہ السلام کے خاندان سے شادی

کی اور مدینہ شریف میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے قبہ مبارک میں اس خالی جگہ میں جاکر دفن ہوا جس کی آرزو بی بی عائشہؓ نے اپنے لئے کی تھی۔ مرزا کو عیسیٰ علیہ السلام کا ہم شکل اور ہم فعل ہونا درکنار مرزا اور کل مرزائی اگر اپنے آپ کو مسلمان بھی ثابت کر دکھائیں تو بڑی بات ہے۔ **سوال** قرآن شریف کی آیت میں جو ضمیر وَاِنَّهٗ کی ہے۔ اس کا مرجع قرآن شریف ہے یعنی قرآن شریف ایک علامت ہے قیامت کی علامات سے جیسے کہ مرزا نے ازالہ اوہام میں لکھا ہے۔ یا مرجع اس کا عیسیٰ علیہ السلام کا فعل احیاء الموتی اور ابراء الاکمہ والابرص یعنی مطلب یہ ہوگا۔ کہ عیسیٰ علیہ السلام کا مُردوں کو زندہ کرنا اور جذامی اور کوڑھی اور اندھوں کو اچھا کرنا یہ علامت ہے۔ قیامت کی۔ **جواب** قرآن کو مرجع کرنا یہ غلط ہے۔ اور صحیح یہی ہے کہ مرجع ضمیر منصوب متصل انہ کا عیسیٰ علیہ السلام ہی ہے کیونکہ ذکر عیسیٰ علیہ السلام کا ہے۔ سیاق عبارت نظم قرآنی خود اس کا شاہد ہے امام ابن کثیر نے خود اپنی تفسیر میں فرما دیا۔ بل الصحیح انہ عائد علی عیسیٰ علیہ السلام فان السیاق فی ذکرہ ثم المراد بذالک نزولہ قبل یوم القیامۃ کما قال تبارک وتعالیٰ وان من اھل الکتاب الا لیومنن بہ قبل موتہ ای قبل موت عیسیٰ علیہ السلام ثم یوم القیمۃ یکون علیھم شہیدا۔ اور تفسیر صحابہ اور تابعین اسی کی موید ہے۔ دوسری تائید دیکھو پروردگار کے قول پاک کی۔ وَلَمَّا ضُرِبَ ابْنُ مَرْيَمَ مَثَلًا اِذَا قَوْمُكَ مِنْهُ يَصِدُّوْنَ ط اس آیت کریمہ میں مِنْهُ کی ضمیر اور ایسا ہی ام ھو اور ان ھو اور انعمنا علیہ اور وجعلناہ یہ سب ضمائر ابن مریم کی طرف ہی راجع ہیں۔ مرزا اگر انہٗ کی ضمیر کو قرآن کی طرف پھیرتا ہے تو یہ ضمائر بھی قرآن کی طرف راجع کرے تاکہ تحریف قرآن شریف کے مضمون کی بخوبی ہو جاوے صحیح مسلم کے جلد آخر صفحہ ۴۰۳ کے حاشیہ میں امام نووی شافعی المذہب تحریر فرماتے ہیں۔ کہ نزدیک اہل سنت وجماعت کے یہ سبب وارد ہونے صحیح حدیثوں کے آنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا اور قتل کرنا اس کا دجال کو حق اور صحیح ہے۔ اور شرع شریعت اور عقل میں ایسی کوئی بات نہیں جس کی وجہ سے عیسیٰ علیہ السلام کا آنا باطل ہو۔ بعض معتزلہ اور جہمیہ وغیرہ گمراہ فرقوں نے انکار کیا ہے۔ اس وجہ سے کہ قرآن شریف میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے حق میں خَاتَمَ النَّبِيِّيْنَ آچکا ہے۔ یعنی حضرت

ج ۳ ص ۷
وہم ۷

صلے اللہ علیہ وسلم سب نبیوں کے آخر ہیں۔ پس اگر عیسیٰ علیہ السلام آئیں۔ تو رسول اللہ خاتم النبیین نہ رہینگے۔ پس عیسے علیہ السلام کا آنا قرآن شریف کے مخالف ہے۔ اور اس وجہ سے بھی کہ حدیث شریف میں آیا ہے۔ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ یعنی رسول اللہ فرماتے ہیں۔ کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ اور اس پر مسلمانوں کا اجماع ہے۔ پس معتزلہ وغیرہ گمراہ فرقوں کی یہ دلیل باطل ہے۔ کیونکہ عیسیٰ علیہ السلام کے نزول سے یہ مراد نہیں کہ وہ نبی مستقل فیر تابع ہو کر آئینگے۔ اور شریعت محمدیہ کو منسوخ کر دینگے۔ بلکہ مراد یہ ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام باوجود نبی اولو العزم ہونے کے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی شریعت پر حکم کرینگے اور جو باتیں دین اسلام کی لوگوں نے ترک کر دی ہونگی۔ ان کو رواج دینگے۔ انتہی بہت تفسیروں اور حدیثوں میں ایسا مذکور ہے۔ امام شافعی رح کے مذہب کے دوسری کتاب معتبر نہایۃ الامل لمن رغب فی صحۃ العقیدہ والعمل میں شیخ محمد ابو حضیر الدمیاطی رح صفحہ ۱ میں فرماتے ہیں۔ کہ دجال ایک خاص شخص ہے۔ کوتاہ قد عمر رسیدہ چمکتے دانت والا چوڑے سینہ والا اور وہ اب موجود ہے۔ اور اسم کنیت اس کا ابو یوسف ہے۔ اور بعض نے فرمایا کہ نام اس کا عبداللہ ہے۔ قوم یہود سے ہے یہود لوگ اس کا انتظار کرتے ہیں۔ جیسا کہ مسلمان لوگ امام مہدی کا انتظار کرتے ہیں۔ خارج ہوگا جانب مشرق سے قریہ سرآباد یا عوانہ یا اصبہان یا مدینہ یا خراسان سے اور ابوبکر صدیق رض نے فرمایا کہ وہ اب ایک بڑے بت خانہ میں زیر زمین ستر ہزار زنجیر سے قید ہے۔ اور اس پر ایک بہت زور آور مرد مقرر ہے۔ اس کے ہاتھ میں لوہے کا گرز ہے جب دجال حرکت کا ارادہ کرتا ہے۔ تو وہ مرد اس کو گرز مارتا ہے۔ پس آرام کرتا ہے۔ اور اس کے آگے ایک بڑا اژدہا ہے۔ اور وہ دجال کے کھانے کا ارادہ کرتا ہے۔ پس دجال سانس تک لینے میں حیران ہے۔ قیامت کے قریب ظاہر ہوگا۔ اپنے گدھے پر سوار ہو کر اور خواجہ خضر علیہ السلام کو تین بار قتل کریگا۔ بوجہ اس کے کہ وہ دجال کو خدا نہ مانے گا۔ سوائے مکہ معظمہ و مدینہ منورہ و بیت المقدس و کوہ طور کے ہر جگہ حکمرانی کرے گا۔ پھر عیسیٰ علیہ السلام بن مریم آسمان سے اُترے گا۔ اور امام مہدی

حدیث

لہ تطبیق اس میں یہ ہے کہ ان سب مقاموں سے نوبت بنوبت ظہور غیر مشہور ہوگا۔ کما لا یخفی ولما کان اصل الخروج خفیا فاختلف الروایات فی محل الظہور لیس

تبصرہ ۱۲ م

اس کے ہمراہ ہو کر دجال کو قتل کرینگے اور دجال کا خون نیزہ کے اوپر لوگوں کو دکھائینگے اور عیسی علیہ السلام اپنے گدھے پر یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے براق پر سوار ہونگے اور بہت سے کافر اس کی سانس کی گرمی سے ہلاک ہو جائینگے - اور عیسی علیہ السلام ایک عرب کی عورت سے نکاح کرینگے - شعیب علیہ السلام کے خاندان میں - اور دو بیٹے ہونگے ایک کا نام احمد اور دوسرے کا نام موسی ہوگا - پھر فوت ہو جائینگے - اور لوگ گمراہی اختیار کرینگے - یہانتک کہ مغرب کی جانب سے سورج نکلیگا - اور کسی کی توبہ اس وقت قبول نہ ہوگی وہو معنی قولہ تعالے یَوْمَ یَاْتِیْ بَعْضُ اٰیٰتِ رَبِّکَ لَا یَنْفَعُ نَفْسًا اِیْمَانُھَا انتھی - یہ بیان بہ تفصیل وار میری کتاب تیغ غلام گیلانی برگردن قادیانی صفحہ ۱۳۸ سے ۱۴۰ میں مرقوم ہے اور مرقات شرح مشکوٰۃ میں ہے - ینزل عیسی بن مریم الی الارض فیتزوج ویولد لہ ویمکث خمساً واربعین سنۃ ثم یموت فیدفن معی فی قبری ای مقبرتی وعبر عنہا بالقبر لقرب قبرہ فکانہما فی قبر واحد الخ ابو طالب مکی نے قوت القلوب میں اور امام یافعی نے روض الریاحین میں رسول اللہ سے حدیث لکھی ہے فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ میں کیسے غم کروں اس امت پر کہ جس کے اول میں میں ہوں اور اس کے آخر میں حضرت عیسی ابن مریم اور ابو نعیم نے کتاب الفتن میں ابن عباس رضی اللہ تعالے عنہ سے بھی ایسا ذکر کیا ہے - حضرت شیخ اکبر قدس سرہ نے اپنی کتاب فتوحات کے ۳۶ باب جلد اول میں حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث طول طویل بیان کی ہے - جس کا ابتدائی ترجمہ اردو میں یہ ہے - کہ میرے والد عمر بن خطاب رضؓ نے سعد بن وقاص کی طرف لکھا کہ نضلہ انصاری کو حلوان عراق کی طرف روانہ کرو تاکہ اس کے گرد و نواح میں لوٹ مار کریں - پس سعد نے نضلہ انصاری کو جماعت مجاہدین روانہ کیا ان لوگوں نے وہاں جا کر مال غنیمت کمائے کر واپس آئے اور وقت مغرب کے ایک پہاڑ کی دامن میں ٹھیرے - اور خود نضلہ نے اذان دینی شروع کی - جب اللہ اکبر کہا - تو پہاڑ سے آواز آئی ای نضلہ تونے اللہ تعالی کی بہت بڑائی کی - پھر نضلہ نے اشہد ان لا الہ الا اللہ کہا - تو پہاڑ سے آواز آئی - کہ اے نضلہ یہ کلمہ اخلاص ہے - غرض ہر کلمہ اذان کے بعد جواب آتا رہا - بعد اس کے نضلہ نے کہا - اے آواز دینے والے صاحب آپ کون ہیں - فرشتہ یا جن یا انسان ہیں جیسے ہم کو آواز سنایا . . ایسے ہم کو اپنی صورت دکھا - پس پہاڑ پھٹا اور ایک شخص نکلا

حدیث ۷۶

حدیث ۷۷

حدیث ۷۸

سر اس کا بڑا چکی کے برابر تھا داڑھی اور سر سفید تھا - اور اسکے اوپر دو کپڑے پرانے
صوف کے تھے - اُس نے السلام علیکم کہا - اور بتایا کہ میں رزیب بن برتملا وصی عیسیٰ
بن مریم ہوں - مجھ کو عیسیٰ علیہ السلام نے اس پہاڑ میں ٹھیرایا ہے - اور اپنے نزول
من السماء تک میری درازی عمر کے لئے دعا فرمائی ہے - جب وہ اتریںگے آسمان سے
تو خنزیروں کو قتل کرینگے - اور صلیب کو توڑینگے - اور بیزار ہونگے نصاریٰ کے
اختراع سے - پھر حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا حال دریافت کیا - تو ہم نے کہا - کہ حضرت
محمد صلے اللہ علیہ وسلم تو فوت ہو چکے - یہ سن کر اتنا روئے - کہ آنسوؤں سے داڑھی تر
ہو گئی - پھر دریافت کیا کہ حضرت کے بعد کون خلیفہ ہوئے ہم نے کہا - کہ ابوبکر پھر فرمایا -
کہ وہ کیا کرتے ہیں - ہم نے کہا وہ بھی فوت ہو گئے اور اب عمر رضی اللہ عنہ خلیفہ ہیں اُس
نے فرمایا کہ حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی ملاقات تو مجھ کو نہ ملی پس تم حضرت عمرؓ سے میرا
سلام کہنا - اور کہو کہ اے عمر عدل اور انصاف کر اسواسطے کہ قیامت قریب آ گئی ہے - پھر
اُس نے قیامت کی بہت سی علامتیں بیان کیں اور ہم سے غائب ہو گیا - پس اس قصہ کو
نضلہ نے سعد کی طرف لکھا - اور سعد نے حضرت عمرؓ کی طرف لکھا - پھر حضرت عمر نے
سعد کو لکھا کہ تم اپنے ہمراہیوں کو لے کر اس پہاڑ کے پاس جا کر اقامت کرو اور جس
وقت ان سے ملو - تو میرا اسلام ان سے کہو اس واسطے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا ہے - کہ عیسیٰ علیہ السلام کے بعض وصیت کردہ آدمی عراق کے پہاڑوں میں
رہتے ہیں - پس حضرت سعد چار ہزار آدمی انصار اور مہاجرین کی قوم میں سے ہمراہ لے
کر پہاڑ کے پاس جا کر اُترے اور برابر چالیس روز تک ہر نماز کے ساتھ اذان کہتے
رہے - مگر پھر پہاڑ سے کوئی جواب نہ آیا - اور زریب بن برتملا سے ملاقات نہ ہوئی - یہ
حدیث بروایت ابن عباس مروی ہے اور اس سے چند امور معلوم ہوئے اول عیسیٰ
علیہ السلام کے وصی کا اتنے دراز زمانہ تک سوائے کھانے اور پینے کے باقی رہنا دوم عیسیٰ
علیہ السلام کے نزول کی خوشخبری دینا سوم حضرت عمرؓ کے علاوہ چار ہزار صحابہ مہاجرین
و انصار کا عیسیٰ علیہ السلام کے آنے اور نازل ہونے کے ساتھ ایمان رکھنا یہاں تک کہ نضلہ
اور تین سو سوار کی روایت سے رزیب بن برتملا کو عیسیٰ علیہ السلام کا وصی تسلیم کر کے
اپنا سلام وصی عیسیٰ کی طرف بھیجنا اور یہی شیخ اکبرؒ جلد اول فتوحات صفحہ ۲۵ میں لکھتے

حدیث ۸۹

ہیں۔ وفی زماننا الیوم جماعۃ احیاء من اصحاب عیسیٰ والیاس الخ یعنی ہمارے
زمانہ موجودہ میں ایک جماعت زندہ ہے حضرت عیسیٰ اور حضرت الیاس علیہما السلام
حدیث ۸۰
کے اصحاب میں سے تفسیر[۸۰] کبیر میں بروایت محمد بن اسحاق و نیز بروایت عبداللہ بن عباس
بیان کیا کہ عیسیٰ علیہ السلام کو پروردگار نے یہودیوں کے قتل سے بچا کر آسمان پر اٹھا لیا۔
حدیث ۸۱
اوسی[۸۱] میں ابوبکر واسطی سے ہے۔ کہ جب عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے آسمان پر اٹھا
حدیث ۸۲
لیا۔ تو شہوت اور غضب ان سے دور ہو گیا مثل فرشتوں کے۔ تفسیر[۸۲] خازن جلد اول
صفحہ ۵۰۹ میں ہے۔ فلما توفیتنی یعنی فلما رفعتنی الی السماء فالمراد بہ وفاۃ الرفع
لا الموت فذکر ھذا الکلام لیدل علی انہ علیہ الصلوٰۃ والسلام رفع بتمامہ
الی السماء بروحہ وجسدہ ویدل علی حسن التاویل وما یضرونک من شیء الخ
پروردگار فرماتا ہے وما یضرونک من شیء یعنی اے عیسیٰ تم کو یہودی لوگ کسی شے کا ضرر
نہ دے سکینگے پس مرزا جو کہتا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کو یہود نے سولی پر چڑھایا تھا۔
حدیث ۸۳
اور اس کے بدن میں زخم ہو گئے تھے اس آیت کے مخالف ہے۔ تفسیر[۸۳] مفاتیح الغیب
میں ہے کہ کسی محقق سے سوال ہوا۔ کہ قرآن شریف میں عیسیٰ علیہ السلام کا زمین کی طرف
اترنا ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہاں ہے قرآن شریف میں عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں وَ
کَھْلاً کا لفظ موجود ہے۔ تُکَلِّمُ النَّاسَ فِی الْمَھْدِ وَکَھْلاً کیونکہ عیسیٰ علیہ السلام دنیا میں
جبکہ تھے۔ تو کہولت کی عمر کو نہیں پہنچے تھے۔ پس نزول من السماء کے بعد کہولت کی عمر کو
حدیث ۸۴
پہنچینگے۔ چالیس برس اور کچھ اوپر تک کہولت کا زمانہ ہے۔ تفسیر[۸۴] روح البیان میں متعدد
جگہوں میں ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام مع اپنے جسم خاکی کے آسمان پر اٹھایا گیا ہے۔ اور
عیسےٰ علیہ السلام چونکہ سوائے باپ کے محض قدرت الٰہی سے پیدا ہوئے تھے ایسے ہی
عزت اور قدرت الٰہی سے چلے بھی گئے۔ وما قتلوہ وما صلبوہ ولٰکن شبہ لھم۔
بل رفعہ اللہ الیہ وکان اللہ عزیزاً حکیما۔ روح البیان میں ہے وکان اللہ
عزیزاً۔ لا یغالب فیما یریدہ فرفعۃ اللہ تعالیٰ عبارۃ عن کمال قدرتہ فان
رفع عیسیٰ علیہ السلام الی السموات وان کان متعذراً بالنسبۃ الی قدرۃ
البشر لکنہ سہل بالنسبۃ الی قدرۃ اللہ تعالیٰ لا یغلبہ علیہ احد حکیما فی جمیع
افعالہ فلما رفع اللہ عیسیٰ علیہ السلام کساہ الریش والبسہ النور وقطعہ

عن شہوات المطعم والمشرب وطار مع الملئکۃ نحو معہم حول العرش فکان الانسیا ملکیا سماویا وارضیا۔ عیسیٰ علیہ السلام کی شوق کھانے پینے کی سلب کرکے ملائکہ کے ساتھ کردیا گیا پس ہوگیا وہ انسی وملکی وسماوی وارضی یعنی چونکہ اصل انسان ہے۔ تو انسی ہوا اور شل فرشتوں کے ہوگیا۔ عدم اکل وشرب میں تو ملکی ہوگیا اور چونکہ آسمانوں پر رہنے لگا۔ تو سماوی ہوگیا۔ اور چونکہ قیامت کے قریب پھر زمین پر آئیگا۔ لہذا ارضی بھی ہوا۔ اور جب عیسیٰ ع آئینگے تو ولایت عامہ کا دورہ شریعت محمدیہ میں ان کے ساتھ تمام ہوگا۔ یہود اور نصاریٰ رسول اللہ پر بوجہ تشریف آوری عیسیٰ علیہ السلام کے ایمان لائینگے۔ اور امام مہدی اور اصحاب کہف اس کی خدمت کرینگے۔ اور امام جلال الدین سیوطی نے درمنثور میں اس بات پر اجماع نقل کیا ہے۔ کہ چار انبیا علیہم السلام زندہ ہیں دو آسمان پر ہیں ادریس علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام اور دو زمین میں حضرت خضر علیہ السلام اور الیاس علیہ السلام خضر ع دریاؤں پر اور الیاس ع خشکی پر معین ہیں روح البیان میں نقل کیا شرح الفصوص سے اور نسائی اور ابن ابی حاتم ثابت کرتے ہیں۔ عن ابن عباس ان رھطا من الیہود سبوہ وامہ فدعا علیہم فمسخہم قردۃ وخنازیر فاجتمعت الیہود علی قتلہ فاخبرہ اللہ بانہ یرفعہ الی السماء ویطہرہ من صحبۃ الیہود۔ صحیح نسائی۔ ابن ابی حاتم۔ ابن مردویہ قال ابن عباس سیدرک اناس من اہل الکتاب عیسیٰ حین یبعث فیؤمنون بہ۔ فتح البیان۔ مرزا نے بھی ازالہ الاوہام صفحہ ۳۰۱ میں تفسیر رازی وابن کثیر ومدارک وفتح البیان کا حوالہ دیا ہے۔ اور ہم نے ان کتابوں سے بھی صعود عیسیٰ علی السماء ونزول اس کا بجسدہ العنصری ثابت کردیا۔ اب تو قادیانیوں کو ماننا ہی پڑیگا۔ **قولہ** ۔ اور نزول کے لفظ سے جو حیات عیسوی پر استدلال کرتے ہیں یہ بھی بالکل بیہودہ ہے۔ کیونکہ یہ لفظ ہرگز اس پر حجت نہیں ہوسکتی ہے کما سیاتی حالانکہ بعض احادیث میں بجائے نزول کے لفظ بعث اور بعض میں لفظ خروج مذکور ہے۔ اور مخالفین کے زعم فاسد کے مطابق تو مناسب مقام لفظ رجوع تھا۔ اور وہ کسی حدیث میں مذکور نہیں ہے۔ فافہم۔ ہدایۃ المہتدی کے صفحہ سات میں یہ لکھا ہے۔ **اقول** بے علمی بھی عجب بڑی بلا ہے۔ اور داء بلا دواء ہے ضرور لفظ

نزول آسمان سے اسی جسم خاکی کے ساتھ اترنے کے لئے حجت تامہ ہے۔ جب کہ اس
کے ساتھ آثار و قرائن موجود ہوں جیسا کہ ان روایات و احادیث گزشتہ میں تم نے
دیکھا۔ اور ذرہ قدر عقل والا بھی سمجھ سکتا ہے۔ کہ جس قدر احادیث دربارہ نزول
عیسیٰ علیہ السلام ثابت ہیں۔ ان سے یہی مراد ہے۔ کہ حضرت عیسیٰ بن مریم قیامت
سے ذرہ اول آسمانوں سے زمین پر تشریف فرمائینگے۔ اور یہی مراد ہے حضرت صلے
اللہ علیہ وسلم و اصحاب عظام و تابعین و تبع تابعین و جمیع مسلمین کی اور مخالفت اس
کا گمراہ بیدین ہے۔ لفظ نزول کا معنی ذو افراد ہے۔ ہر جگہ مناسب مقام کے
مراد ہوگا۔ جیسے کہ لفظ عین کا معنی آفتاب۔ چشمۂ آب۔ زر۔ زانو۔ ذات شے۔ آنکھ
جب کوئی کہے کہ میری عین میں میل اور تاریکی ہے۔ تو اس سے ہر کوئی آنکھ ہی سمجھتا ہے
دوسرے معنی کی طرف خیال نہیں جاتا۔ جب کوئی کہے۔ کہ آسمان سے عین نے طلوع
کیا۔ تو ہر کوئی اس سے آفتاب ہی سمجھیگا۔ لفظ مسیح کا دیکھو۔ کہ عیسیٰ علیہ السلام کو
بھی بولتے ہیں۔ اور دجال پر بھی اپنے اپنے قرینہ پر بولا جاتا ہے۔ ایسے ہی لفظ نزول
کا بولنا۔ کہ اگر مسافر سے کہا جاوے۔ کہ آپ کہاں نازل ہوئے۔ تو مراد اس سے اس
کا ٹھکانا اور محل اور وقت شب باشی ہوتا ہے۔ اور جب کہا جاوے کہ بجلی یا صاعقہ نازل
ہوا۔ تو مراد اس سے یہی ہوتا ہے۔ کہ اوپر سے نیچے عام اس سے کہ خاص آسمان سے
آئی۔ یا اس کے نیچے ابر ہیں سے پس ایسا ہی جبکہ کہا جاتا ہے۔ کہ عیسیٰ علیہ السلام زمین
پر نازل ہوگا۔ یا آسمان سے زمین کی طرف نازل ہوگا۔ تو اس سے یہی مراد متعین ہوتی
ہے۔ کہ زمین کی جانب مخالف یعنی فوق سے زمین پر آئے گا۔ اور چونکہ نصوص و احادیث
میں اس فوقیت سے مراد فوقیت آسمان دوم ظاہر ہے لہٰذا اس میں ابر وغیرہ
بلند مقام کا احتمال بھی نہیں ہے۔ اور اگر عیسیٰ علیہ السلام زمین ہی پر ہوں۔ تو الارض
کا لفظ بے معنی ہو جاتا ہے۔ اور یہ مضمون تو بہت صاف ہے۔ بے علم کو کیسے اس میں
مغالطے واقع ہوتے ہیں۔ اور امام حسن بصری کا تو مذہب یہی ٹھیرا۔ کہ حضرت مسیح بحیات
جسمانی زندہ ہے۔ چنانچہ اوپر درمنثور سے نقل کیا گیا۔ قال الحسن قال رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم للیہود ان عیسیٰ لم یمت وانہ راجع الیکم قبل یوم القیمۃ
اور اب لفظ بعثت سے بھی حسن بصری کے قول سے مسیح بن مریم کا آسمان سے اترنا

بجسدہ العنصری ثابت کر دیتا ہوں۔ اسی امام حسن سے کسی نے دریافت کیا۔ کہ پروردگار کا
قول وان من اھل الکتاب الا لیؤمنن بہ قبل موتہ میں موتہ کی ضمیر
کا مرجع کون ہے۔ تو امام حسن نے فرمایا (قبل موت عیسیٰ) ان اللہ رفع عیسیٰ و
ھو باعثہ قبل یوم القیٰمۃ مقاما یؤمن بہ البر والفاجر آہ پس جبکہ باعثہ
حالی عبارت میں قبل موتہ کی تفسیر قبل موت عیسیٰ خود حسن بصری سے موجود ہے۔ تو پھر
کس احمق کو حیات عیسیٰ میں شک ہوگا۔ اور لفظ بعث کا ارسال کے معنی میں بھی کثرت
مستعمل ہے۔ جس کے معناؤں میں سے ایک نزول بھی ہے۔ وفی حدیث علی یصفہ
صلی اللہ علیہ وسلم بعیثک نعمۃ ای مبعوثک الذی بعثتہ الی الخلق ای
ارسلتہ وھو ای عمرو بن سعید یبعث البعوث ای یرسل الجیش ح
ثم یبعث اللہ ملکا۔ فیبعث اللہ عیسیٰ ای ینزلہ من السماء حاکما بشرعنا
۔ مجمع البحار مختصرا۔ بنگالی قادیانی نے اپنے وہم باطل کے سبب سے مجمع البحار سے
عیسیٰ علیہ السلام کی موت ثابت کی ہے۔ ہم نے اسی کتاب سے ان کی حیات ثابت
کر دی۔ اب میں لفظ رجوع بھی دکھا دیتا ہوں۔ پس کچھ ایمان و اسلام کی خواہش
ہو۔ تو دیکھ کر ایمان لاؤ۔ اور اپنے سابق باطل اور حرام اعتقاد سے توبہ کرو اور توبہ
نامہ کو چھاپ کر مشہور کر دو۔ مگر مجھ کو تو منافقانہ کورانہ جاہلانہ چال معلوم ہوتی ہے۔
سنو۔ اور دیکھو امام المحدثین علامہ سیوطی نے تفسیر درمنثور میں حدیث شریف
بیان کی ہے۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم للیھود ان عیسیٰ لم یمت وانہ
راجع الیکم قبل یوم القیٰمۃ۔ یعنی حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے قوم یہود کو مخاطب
کر کے فرمایا۔ کہ حضرت عیسیٰ مرا نہیں اور یہ بات محقق اور درست ہے۔ کہ وہ
لوٹنے والا ہے۔ تمہاری طرف قیامت کے دن سے پہلے اسی درمنثور میں دوسری
جگہ حضرت امام حسن بصری رحمۃ اللہ تعالےٰ سے حدیث بیان کی ہے۔ قال الحسن
قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم للیھود ان عیسیٰ لم یمت وانہ راجع الیکم
قبل یوم القیامۃ۔ تفسیر درمنثور جلد دوم صد ۳۶ اور حسن بصری متوفیک میں لفظ
وفات کا معنی نیند یعنی اونگھ لیتے ہیں۔ یا عیسیٰ انی متوفیک ورافعک الی کا
یہ معنی لیتے ہیں۔ کہ اے عیسیٰ میں تم کو نیند میں اپنی طرف بلانے والا ہوں۔ پوری

حدیث اس طور پر ہے۔ وقال ابن ابی حاتم حدثنا احمد بن عبد الرحمن حدثنا عبد اللہ
بن ابی جعفر عن ابیہ حدثنا الربیع بن انس عن الحسن انہ قال فی قولہ تعالیٰ
انی متوفیک یعنی وفاۃ المنام رفعہ اللہ فی منامہ قال الحسن قال رسول
اللہ صلے اللہ علیہ وسلم للیہود ان عیسیٰ لم یمت وانہ راجع الیکم قبل یوم القیمۃ
ابن جریر یونس بن عبید نے حسن بصری سے کہا۔ کہ آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کا زمانہ نہیں پایا۔ باوجودکہ آپ رسول خدا سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے جواب
دیا کہ میں حضرت علی سے روایت کرتا ہوں۔ مگر علیؓ کا نام بلحاظ زمانہ حجاج بن یوسف
کے ترک کر دیتا ہوں۔ اسناد یہ ہے۔ انی احدث الحدیث عن علی وما ترکت اسم
علی فی الاسناد الا لملاحظۃ زمان الحجاج۔ اور ان احادیث میں قادیانی کو گنجائش
تاویل کی بھی نہیں۔ کہ وہ عیسیٰؑ کے راجع ہونے سے عیسیٰ علیہ السلام کا ہم شکل اور مثیل
مراد لے اور یہ کہے کہ میں مثیل عیسیٰ ہوں اور ان احادیث میں میرا آنا مذکور ہے۔
کیونکہ پورے طور پر ظاہر ہو رہا ہے۔ کہ وہی عیسیٰ بن مریم ہی قبل قیامت کے
دنیا میں آئینگے۔ آسمان پر شب معراج میں قادیانی نے تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم
سے بات چیت نہیں کی اور قادیانی نے تو نہیں کہا۔ کہ اللہ تعالےٰ نے دجال کا مارنا
میرے سپرد کیا ہے۔ تفسیر درمنثور میں ہے۔ عن ابن مسعود رضی اللہ تعالےٰ
عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لقیت لیلۃ اسری بی ابراھیم وموسیٰ
وعیسیٰ قال فتذاکروا امر الساعۃ قال فردوا امرھم الی ابراھیم فقال لا
علم لی بہا فردوا امرھم الی عیسیٰ فقال عیسیٰ اما وجبتہا فلا یعلم بہا
احد الا اللہ عزوجل وفیما عہد الی ربی ان الدجال خارج ومعی
قضیبان الخ مرزا اور مرزائی اسکو تسلیم کریں۔ کہ امام حسن بصریؒ کی مرزا نے
اپنی کتابوں میں بہت وصف کی ہے۔ تفسیر درمنثور میں ہے کہ امام حسنؒ فرماتے
ہیں۔ واللہ انہ لحی الاٰن عند اللہ تعالیٰ یعنی عیسیٰ علیہ السلام مرا نہیں۔
قسم ہے اللہ تعالیٰ کی کہ تحقیق وہ البتہ زندہ ہے۔ اب اللہ تعالےٰ کے پاس اور
حسن بصری ایسا شخص ہے۔ کہ اس نے ستر صحابہ جنگ بدر والوں کی ملاقات کی ہے
جیسا کہ غوامض کے ۲ باب میں ہے۔ سوال اگر کہا جاوے۔ کہ قتادہ نے کہا ہے۔

واللہ ماحدثنا الحسن عن بدری مشافہتہ جواب یونس بن عبید نے اور ملا علی قاری نے
شرح شرح النخبۃ میں حسن بصری کی ملاقات حضرت علیؓ سے ثابت کی ہے۔ اور قتادہ تو نفی
روایت کی بدری سے بہی مواجہت میں بیان کرتا ہے۔ اس سے یہ نہیں نکلتا۔ کہ
کسی بدری سے ملاقات اور روایت نہ کی ہو۔ دوسرا یہ کہ قتادہ کے قول سے فقط نفی
حدثنا کی لازم آتی ہے۔ جو اخص ہے سمعت سے کرمانی شرح صحیح بخاری آہ قاعدہ
منطقیہ ہے کہ سلب اخص کی مفید سلب اعم کو نہیں ہوتی۔ چہ جائیکہ مفید ہو سلب
اعم الاعم کو یعنی ملاقات کو۔ اور حسن بصری کی روایت اور ملاقات زبیر بن العوام
سے بھی ثابت ہے۔ جن کے بدری ہونے میں کوئی شک نہیں۔ کما فی تہذیب الکمال۔

قولہ اور عیسیٰ علیہ السلام کی عمر کی تعیین کہ بقولے ۳۳ برس اور بقولے ۱۲۰ برس
اور بقولے ۱۲۵ وغیرہ ہے۔ یہ بھی ان کی وفات پر دال ہی کما لا یخفی علی اولی
النہی۔ **اقول** مشکوۃ شریف وغیرہ میں ۴۵ برس بھی وارد ہیں۔ حضرات محدثین
نے کہ جس میں اہل کشف بھی ہیں اس طور پر تطبیق دی ہے کہ ابو داؤد کی حدیث
مرفوع ابو ہریرہ سے جس میں ۴۰ سال کا ذکر ہے۔ مراد اس سے ۴۵ ہیں۔ مگر بیان
کرنے میں پانچ والی کسر کو ساقط کر کے ۴۰ بیان کیا گیا جیسا کہ کسور کا ساقط کر دینا
حساب میں شائع ہے۔ اعداد میں حساب تقریبی زیادہ ہوا کرتا ہے جیسا کہ حضرت
صلے اللہ علیہ وسلم بعد رسالت کے مکہ معظمہ میں ۱۳ سال تشریف فرمانے۔ مگر کئی کتابوں
میں دس برس لکھے ہیں ۳ برس کی کسر کو ساقط کر دیا گیا۔ دیکھو امام عبد الرؤف
کی مناوی کو اور جامع صغیر کو مطلب یہ ہوا۔ کہ ۳۳ سال قبل رفع آسمانی کے گذرے
ہیں۔ اور بعد نزول من السماء ۱۲ سال ہونگے۔ مگر بجائے بارہ کے سات سال کا
صحیح مسلم میں ذکر ہے۔ تاکہ ظاہری حساب میں پورے ۴۰ سال رہیں۔ اور عینی
و ابو نعیم نے جو کہا ہے۔ کہ بعد نازل ہونے کے آسمان سے ۱۹ سال رہینگے۔ تو اس
حساب سے ۳۳ قبل از رفع اور ۱۹ بعد نزول مجموعہ ۵۲ ہوئے۔ مگر بیان میں اوپر
کے ۱۲ کو ساقط کر کے پورے ۴۰ بیان کئے۔ یہ اس بناء پر کہ ابو نعیم کی ۱۹ سال
والی روایت کو معتبر مانا جاوے۔ ورنہ تحقیق وہی ہے۔ کہ مجموعہ ۴۵ ہونگے۔ اور
ابو داؤد والی حدیث جس میں ۴۰ سال مذکور ہیں۔ اور صحیح مسلم والی جس میں ۷

سال ہیں۔ ان سے ابو نعیم کی حدیث معارضہ نہیں کر سکتی لان المعارضۃ تقتضی المساواۃ واذ لیست فلیست اگر بسط کا ارادہ ہو۔ تو امام سیوطی کی مرقاۃ الصعود اور امام بیہقی کی کتاب البعث و النشور کو ملاحظہ کرو۔ باقی رہی ۱۲۵ برس کی روایت اور ایسی ہی ۱۲۰ برس کی اور ۱۵۰ کی سو یہ شاذ غریب بعید ہیں۔ جو کہ ابن عساکر سے روایت ہوئی۔ دیکھو ابن کثیر میں جب لوگ جنت میں داخل ہونگے۔ تو مردونکی عمر ۳۳ برس کی ہوگی۔ مثل میلاد عیسیٰ علیہ السلام کے قبل از رفع اور حسن ان کا ہوگا مثل حسن یوسف علیہ السلام کے۔ اور بعض کتابوں میں ہے۔ کہ قد ان کے دراز ہونگے ۶۰ گز کے اور سینہ چوڑا ہوگا۔ ۱۸ یا ۱۲ گز کا کما ہو مبسوط فی کتب السیر والفقہ طبرانی نے باسناد جید انس رضی اللہ تعالے عنہ سے روایت کیا۔ واخرج الطبرانی بسند جید عن انس قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یدخل اہل الجنۃ علی طول آدم علیہ السلام ستین ذراعا بذراع الملک وعلی حسن یوسف ع وعلی میلاد عیسیٰ ع ثلث وثلثین سنۃ الخ بدور السافرہ صـ ۲۷۳ ابن کثیر صـ ۴۵ میں ہے فانہ رفع ولہ ثلث وثلثون سنۃ فی الصحیح وقد ورد ذلک فی حدیث فی صفۃ اہل الجنۃ انہم علی صورۃ آدم ومیلاد عیسیٰ ثلث وثلثین سنۃ واما ما حکاہ ابن عساکر عن بعضہم انہ رفع ولہ مائۃ وخمسون سنۃ فشاذ غریب بعید انتہی اور حاکم نے اسی روایت کو صحابہ کی طرف منسوب کیا ہے۔ قال ابن عباس ارسل اللہ عیسیٰ علیہ السلام وھو ابن ثلث وثلثین سنۃ فمکث فی رسالتہ ثلاثین شہرا ثم رفعہ اللہ الیہ۔ تفسیر خازن صـ ۵۵ واخرج ابن سعد واحمد فی الزہد والحاکم عن سعید بن المسیب قال رفع عیسیٰ ابن ثلاث وثلثین سنۃ۔ درمنثور جلد ۲ صـ ۳۶ ۔ بہرصورت اگر فرض بھی کر لیں کہ ۱۲۵ یا ۱۵۰ برس والی وغیرہ روایات صحیح قابل حجت ہیں۔ تو بھی ہمارے اہل اسلام کے اعتقاد کو کوئی نقصان نہیں کیونکہ ان روایات کے تفاوت سے نفس واقعہ میں کوئی شک نہیں آسکتا دیکھو حضرت آدم علیہ السلام کے بیٹے قابیل نے جو کہ اپنے برادر ہابیل کو قتل کیا ہے اُس میں کس قدر اختلاف ہے۔ کہ کب قتل ہوا۔ اور کہاں قتل ہوا۔ اور کس چیز

نے قتل کیا۔ اور کس سبب سے قتل کیا اور قاتل کا نام دراصل کیا ہے۔ قابیل ہی
یا کہ قین ہے۔ یا کہ قائن بن آدم ؑ ہے۔ مگر نفس قتل میں کوئی شبہ نہیں۔ رسالہ تیغ
غلام گیلانی میں یہ قصہ مفصل مذکور ہے۔ ایسا ہی نزول عیسیٰ علیہ السلام بجسم خاکی میں
کوئی شک نہیں ہوسکتا۔ بوجہ اختلاف روایات کے ان کی عمر میں اور پھر بایں ہمہ
مرزا قادیانی کو تو اس اختلاف سے کوئی فائدہ نہیں۔ کیونکہ اس کی عمر ۸۰ یا ۸۵ برس
کی تھی۔ وہ تو روایات مذکورہ میں سے ایک بھی عیسیٰ نہیں ہوسکتی ÷ **قولہ** اور ائمہ
دین میں سے حضرت امام مالک ؒ وفات عیسیٰ علیہ السلام کے صریحاً قائل ہیں۔ جیسا کہ
مجمع البحار وغیرہ میں ہے۔ وقال مالک مات وھو ابن ثلث وثلثین سنۃ اور امام
ابوحنیفہ ؒ جو آپ کے معاصر تھے اور ادنیٰ ادنیٰ مسائل میں ان کی مخالفت کئے۔ مگر
قول مذکور میں مخالف نہیں ہوئے اور ایسا ہی امام شافعی ؒ اور امام احمد حنبل ؒ بھی اس
پر سکوت کئے اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ چاروں اماموں کی رائے وفات عیسیٰ
علیہ السلام کی ہے۔ کیونکہ سکوت معرض بیان میں بیان ہے۔ کما لا یخفی **اقول**
وبعونہٖ تعالیٰ اول مجمع البحار اور چاروں اماموں کی کتابوں سے حیات عیسیٰ علیہ السلام
ثابت کر دکھلاتا ہوں۔ کل امت مرحومہ کا اجماع ہے اس پر کہ عیسیٰ بن مریم اسرائیلی
بعینہٖ نہ بمثیلہ بحسب پیشگوئی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے آسمان سے ضرور اتریگے
اور یہ بات خوب ظاہر ہے کہ نزول جسمی بغیر رفع جسمی بحالت زندگی کے ممکن
نہیں لہٰذا بڑے زور اور یقین سے ہم کہتے ہیں۔ کہ کل امت کا جیسے کہ نزول مذکور
پر اجماع ہے ایسا ہی حیات مسیح عند الرفع پر بھی یعنی آسمان کی طرف اٹھایا جانے
کے وقت مسیح کی حیات پر سب کا اتفاق ہے بحکم مقدمہ مذکورہ کہ نزول جسمی فرع
ہے رفع جسمی کی رہا یہ امر کہ قبل از رفع الی السماء کے عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہی رہا
یا کچھ دیر کے لئے مر کر بعد زندہ ہوکر آسمان پر گیا۔ سو اس میں اختلاف ہے
کل صحابہ کرام اور جمہور ائمہ عظام و علماء اہل اسلام سب کے سب یہی کہتے ہیں
کہ عیسیٰ علیہ السلام پر قبل آسمان پر جانے کے بالکل موت وارد نہیں ہوئی۔ اور
جیسے کہ پہلے سے زندہ تھا ایسے ہی آسمان پر اٹھایا گیا۔ اور یہی صحیح بھی ہے۔
اور بعض نصاریٰ کا مذہب یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ آسمان پر جانے سے قبل

مرگیا تھا۔ بعدہ زندہ کر کے آسمان پر پہنچایا گیا۔ اور بعض اہل اسلام میں سے بھی اس
کے قائل ہو گئے ہیں۔ مگر زندہ ہو کر آسمان پر چلے جانے کے بھی مقر ہیں۔ چنانچہ
تفسیر مفاتیح الغیب میں ہے۔ کہ پروردگار نے حضرت عیسیٰؑ کو قتل ہو دے سے بچا کر
آسمان پر اٹھا لیا۔ مگر وہبؓ کہتے ہیں۔ کہ جس دن حضرت عیسیٰ آسمان پر گئے۔
ہیں قبل از رفع اس دن تین ساعت فوت ہوئے بعد اس کے زندہ ہو کر آسمان پر
گئے۔ اور محمد بن اسحاق کہتے ہیں۔ کہ فوت ہوئے سات ساعت دن میں پھر اللہ
تعالیٰ نے ان کو زندہ کر کے آسمان پر اٹھا لیا۔ اور آیت یٰعیسیٰ انی متوفیک و
رافعک الی میں دو طور معنی کیا جاتا ہے۔ ایک معنی تو ظاہری ترتیب قرآنی
کا سوائے قول تقدیم و تاخیر کے اور متوفیک کا معنی عمر کا پورا کرنے والا اور اونگھ
دینے والا یعنی اے عیسیٰ میں ہی تیری عمر پوری کرنے والا ہوں۔ اور اپنا تجھ کو
اٹھانے والا ہوں۔ یا یہ کہ اے عیسیٰ میں تجھ کو اونگھ دے کر اٹھانے والا ہوں۔
اور دوسرا معنی بقول تقدیم و تاخیر اس طور پر کہ اے عیسیٰ میں تجھ کو اٹھانے والا
ہوں اور پھر تم کو وفات دینے والا ہوں۔ یعنی بعد نزول من السماء کے جب کہ
تیری عمر پوری ہوگی۔ اور جو کام تیرے متعلق ہیں۔ ہو چکینگے۔ عبارت اس تفسیر
کی یہ ہے۔ قال اللہ یا عیسیٰ انی متوفیک و رافعک الی و مطہرک من
الذین کفروا الخ واختلف اہل التاویل فی ہاتین الآیتین علی طریقین
واحدہما اجراء الآیۃ علی ظاہرہا من غیر تقدیم ولا تاخیر فیہا والثانی
فرض التقدیم والتاخیر فیہا اما الطریق الاول فبیانہ من وجوہ الاول
معنی قولہ تعالیٰ انی متوفیک ای انی متمم عمرک فحینئذ اتوفاک فلا اترکہم
حتی یقتلوک بل انا رافعک الی سمائی ومقربک بملائکتی واصونک
عن ان یتمکنوا من قتلک وہذا تاویل حسن۔ اقول لانہ لیس فیہ دلالۃ
علی الوفاۃ بمعنی الموت واتمام العمر وقت الرفع بل فیہ اظہار ان الرفع
قبل تمام العمر وہذا لا یخفی علی اولی النہی الوجہ الثانی متوفیک ای
ممیتک وہو مروی عن ابن عباسؓ ومحمد بن اسحاق قالوا والمقصود
ان لا یصل اعداؤہ من الیہود الی قتلہ ثم بعد ذلک اکرمہ اللہ تعالیٰ

رافعہ الی السماء ثم اختلفوا فی ھذا الوجہ علی وجھین احدھما قال وھب توفی ثلاث ساعات من النھار ثم رفع ای بعد احیاءہ وثانیھما قال محمد بن اسحق توفی سبع ساعات من النھار ثم احیاہ اللہ تعالیٰ ورفعہ الیہ
پھر فرماتے ہیں۔ کہ یا عیسیٰ انی متوفیک ورافعک الی ومطھرک میں واؤ ترتیب کی مفید نہیں۔ کہ بالترتیب ہی یہ کام ہوں۔ بلکہ ہو جانا ان کاموں کا مقصود ہے۔ جس کیفیت اور ماہیت سے ہوں۔ اور کب ہونگے اور کیسے ہونگے سو یہ موقوف ہے دلیل پر۔ اور ثابت ہو چکا ہے دلیل سے کہ حضرت عیسیٰ زندہ ہیں اور حدیث شریف میں وارد ہے۔ کہ قریب ہے کہ اتریںگے۔ اور قتل کرینگے دجال کو پھر مارے گا اُن کے بعد ان کو اللہ تعالیٰ۔ حیث قال ومن الوجوہ فی تاویل الآیۃ ان الواو فی قولہ متوفیک ورافعک الی لا تفید الترتیب فالاٰیۃ تدل علی انہ تعالیٰ یفعل بہ ھذہ الافعال فاما کیف یفعل ومتی یفعل فالامر فیہ موقوف علی الدلیل وقد ثبت بالدلیل انہ حی ورد الخبر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ سینزل ویقتل الدجال ثم انہ تعالیٰ یتوفاہ بعد ذلک الخ پس حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت کی روایت اس طور پر ہے جو بیان ہوئی۔ اسی بنا پر امام مالکؒ بھی قائل ہوئے ہیں۔ مگر امام مالک صاحب مثل حضرت وہب و حضرت محمد بن اسحق کے زندہ ہو کر آسمان پر جانے کے بھی ضرور معتقد ہیں۔ صحیح احادیث سے کیسے کنارہ کر سکتے ہیں ہر امام کے مذہب کی تحقیق اُس کے مذہب کے علمائے محققین اور معتبر کتابوں سے معلوم ہوتی ہے۔ پس امام مالک صاحب کی مذہب کی کتابوں سے یہ زندہ چلا جانا عیسیٰ علیہ السلام کا بخوبی ثابت ہے۔ اور صاحب مجمع البحارؒ بھی امام مالکؒ کا مذہب یہی سمجھا ہے۔ کہ حضرت عیسیٰؑ کے زندہ آسمان پر اپنی جسم خاکی کے ساتھ جانے کے مقر ہیں اسی واسطے مجمع البحار میں وقال مالک مات کے بعد لکھتے ہیں ولعلہ اراد رفعہ علی السماء او حقیقۃ ویجیٔ آخر الزمان لتواتر خبر النزول اور شیخ محمد طاہر صاحب مجمع البحار کہتے ہیں کہ امام مالک صاحب نے مات سے عیسیٰ کا رفع آسمان پر مراد لیا ہے یا موت حقیقی۔ اور آخر کے زمانے میں حضرت عیسیٰؑ آئینگے۔ اس واسطے کہ اترنے کی خبر متواتر ہے۔ موت کا معنی آسمان پر اُٹھ جانا

اسی مناسبت سے ہو سکتا ہے کہ حضرت عیسیٰ کو آسمان پر جانے سے ذرہ قدر
پہلے اونگھ آئی تھی جس کو نیم خوابی اور مقدمہ خواب کہتے ہیں کما بین فی مواضع
علی ید ہ اور نیند بھائی ہے موت کی - عرب کا مقولہ مشہور ہے کہ النوم اخ الموت
اسی بنا پر امام مالک صاحب نے اس نیم خوابی کو موت کے قائم مقام سمجھ کر رفع
عیسیٰ الی السماء کی جگہ مات عیسیٰ کہدیا - یا حقیقۃً مر ہی گئے تھے - مگر بعد تھوڑی
دیر کے موت کے زندہ ہو کر آسمان پہ گئے - اور قریب قیامت کے آنا ان کا متواتر
اخبار سے ثابت ہے - پس امام مالک صاحب اگر لفظ مات سے موت حقیقی لیتے
ہونگے - تو یہی موت ہے جو کہ آسمان پہ اٹھ جانے سے قبل چند ساعت تک بعض
کے قول پہ عیسیٰ علیہ السلام پہ وارد ہوئی ہے نہ وہ موت کہ اس وقت سے لے کر اب
تک مرے ہوئے ہیں - اور آسمان پہ ان کی روح گئی ہے - جسم نہیں گیا - جو تو لیجی
کو امام مالک صاحب کل جمہور کے خلاف اور متواتر احادیث کے برعکس کیسے قبول
کر سکتے ہیں - اب ناظرین انصاف سے دیکھیں کہ جس مجمع البحار سے قادیانی مناجی
عیسیٰ علیہ السلام کی موت ثابت کرتا تھا اسی مجمع البحار میں عیسیٰ علیہ السلام کا اترنا
آسمان سے ثبوت متواتر لکھا ہے - جیسے کہ صاحب توضیح و امام سیوطی وغیرہ حضرات
قائل ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان سے اترنے پر متواتر احادیث موجود ہیں -
جن سے انکار کرنے والا سخت گمراہ بیدین ہے - مجمع البحار ہی کی عبارت سے
معلوم ہوا کہ مسئلہ نزول کی طرح حیات مسیح پر بھی اجماع ہے کل اہل اسلام اس پر
متفق ہیں - بلکہ نصاریٰ بھی اس میں مسلمانوں سے الگ نہیں مگر اجماعی حیات الی ما
بعد النزول وہ ہے - جو مسیح کے لئے عند الرفع مانی گئی ہے - اور قبل رفع موت کا قول
بعض علماء کا یہ اختلاف بے موقع ہے - ورنہ جمہور کا مذہب جو کہ وہ بھی کالاجماع
ہے یہی ہے کہ قبل رفع اور بعد رفع اور بعد النزول ایک ہی دراز حیات ہے اور عمل
اکثر ہی کی بات پہ ہے - حدیث شریف میں ہے اتبعوا السواد الاعظم
فانہ من شذ شذ فی النار - شامی میں متعدد جگہوں میں ہے العمل علی ما علیہ
الاکثر - العمل علی ما علیہ الجمہور - والقاعدۃ ان العمل علی قول الاکثر
منلو جی نے شامی کا بھی حوالہ دیا ہے - اور سنو - صاحب مجمع البحار فرماتے ہیں -

کہ قیامت کی بعض علامتوں میں سے امام مہدی ہے امام آخر زمانہ کا جو کہ عیسیٰ علیہ
السلام کے وقت میں ہوگا - اور عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ نماز پڑھیگا - اور وہ دونوں
قتل کرینگے دجال کو اور فتح کریگا امام مہدی قسطنطنیہ کو اور مالک ہوگا عرب و عجم کا
اور بھر دیگا زمین کو عدل اور انصاف سے اور پیدا ہوگا مدینہ میں اور لوگ اس سے
بیعت کرینگے - خانہ کعبہ کے پاس رکن اور مقام کے درمیان میں اور وہ اُس پر
راضی نہ ہوگا - اور قتل کریگا مرد سفیانی کو اور جائے پناہ لینگے اُس کے پاس
بادشاہ ہند کے اور بڑے بے وقوف اور ناداں اور نقصان کار ہیں - وہ لوگ
جو کہ اپنے دین اسلام کو مزاح سمجھتے ہیں اور بے علموں کو پیشوا بناتے ہیں - اور
جب کوئی مسافر غریب الوطن مثلاً دعویٰ کرتا ہے - کہ میں امام مہدی ہوں - تو اس
کو بلا تامل تسلیم کر لیتے ہیں - اور امام مہدی کے اوصاف و خواص و علامات اس میں
نہیں ہوا کرتے - اور وہ جاہل ہوتا ہے کہ علم کھلا علوم دین اور صرف و نحو وغیرہ فنون
کی اُس کو بو تک نہیں ہوتی کلام الٰہی کی تفسیر اپنے پاس سے کرتا ہے اور اپنا ٹھکانا
دوزخ میں بناتا ہے - اور اپنی مراد کے موافق تاویلات اور معنی کرتا ہے اور اپنے
مریدوں کے لئے جو جو اعتقاد کی باتیں بناتا ہے - ان کا باطل ہونا لڑکوں پر بھی
ظاہر ہوتا ہے اور جب امام مہدی کی شروط و علامات حدیث نبوی سے ثابت
کی جاتی ہیں - تو ان احادیث کو غیر صحیح کہتا ہے - اور جو حدیث اس کی اپنی اوصاف
کے موافق ہوتی ہے اُس سے دلیل لاتا ہے - اور جو اُس سے مخالف ہو - اس کو
غیر صحیح کہتا ہے اور کہتا ہے کہ ایمان کی کنجی میرے ہاتھ میں ہے - جو کوئی مجھ کو مہدی سچا مانیگا
وہ مومن ہے - اور جو انکار کریگا وہ کافر ہے اور اپنی بزرگی اور ولایت کو رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر افضل جانتا ہے - اور حلال جانتا ہے قتل کرنا علما
کا اور لینا جزیہ کا - اور اس کے ساتھ والوں کے ایک کا نام ابوبکر صدیق اور
کسی کا حضرت عمر اور کسی کا حضرت عثمان اور کسی کا حضرت علی ہے اور بعض کو
مہاجرین اور بعض کو انصار اور عائشہ اور فاطمہ کہتے ہیں اور بعض بے وقوفوں
نے ملک سندھ میں ایک شخص غدار کاذب کو عیسیٰ مقرر کر لیا - بس اس فقیر کی کوشش
سے بعض جلا وطن کئے گئے اور قتل کئے گئے اور بعضوں نے اس اعتقاد سے توبہ

کر رکی ہے اور عبارت یہ ہے۔ ومنه مهدی آخر الزمان ای الذی فی زمن
عیسیٰ علیه السلام ویصلی معه ویقتلان الدجال ویفتح القسطنطنیه
ویملک العرب والعجم ویملاء الارض عدلا وقسطا ویولد بالمدینة
ویکون بیعته بین الرکن والمقام کرها علیه ویقاتل السفیانی ویجاء الیه
ملوک الهند مغلغلین الی غیر ذلک وما اقل حیاء واسخف عقلا فاجهل
دنیا ودیانة قوما اتخذ وادینهم لهوا ولعبا الخ صفحہ ۸۹ تکملہ مجمع البحار۔ ناظرین
انصاف سے دیکھیں کہ یہ ساری قباحت اور ملامت کی باتیں مرزا غلام احمد اور
اس کے مریدوں پر برابر آتی ہیں۔ اسی مجمع البحار میں ہے۔ کہ عیسیٰ علیہ السلام آسمان
سے اتریگا ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت پر حکم کریگا۔ وفی حدیث
علی تصفه صلی اللہ علیہ وسلم بعیثک لعمرہ ای مبعوثک الذی بعثته ای الخلق
ای ارسلته وھو ای عمرو بن سعید یبعث البعوث ای یرسل الجیش
ثم یبعث اللہ ملکا۔ فیبعث اللہ عیسیٰ ای ینزله من السماء حاکما بشرعنا۔
مختصرا۔ ہم اگر خود بخود مجمع البحار کا حوالہ اس مسئلے میں دیتے تو مرزائی لوگ کبھی نہ
مانتے مگر اب تو ماننا ہی ہوگا۔ کیونکہ ان کے نزدیک بھی یہ کتاب قابل سند ہے۔
ارے منلاجی نے تو الٹی منہ کے بل کھائی۔ بیت۔ عدو شود سبب خیر گر خدا خواہد
خمیر مایہ دکان شیشہ گر سنگست۔ اب مالکی مذہب کی معتبر کتابوں سے حیات
مسیح اور جانا ان کا آسمان پر نقل کرتا ہوں۔ تاکہ مرزائیوں کا سند لانا عیسیٰ علیہ السلام کی
موت پر امام مالک صاحب کے مذہب سے بھی غلط ہو جائے۔ شیخ الاسلام النفرادی مالکی نے
فواکہ دوانی میں تصریح کردی ہے۔ کہ اشراط قیامت سے ہے عیسیٰ علیہ السلام کا اترنا
اور علامہ زرقانی مالکی شرح مواہب قسطلانی میں بڑی تفصیل سے لکھتے ہیں۔
فاذا نزل سیدنا عیسیٰ علیه الصلوٰة والسلام فانه یحکم بشریعة نبینا صلی
اللہ علیه وسلم بالهام او اطلاع علی الروح المحمدی او بما شاء اللہ من
استنباط لها من الکتاب والسنة ونحو ذلک اور اس کے بعد لکھتے ہیں فهو
علیه السلام وان کان خلیفة فی الامة المحمدیة فهو رسول ونبی کریم علی
حاله لا کما یظن بعض انه یاتی واحدا من هذه الامة بدون نبوة

ورسالتہ وجعل انہما لاینزولان بالموت کما تقدم فکیف یمسی ہو حتی نعم ہو واحد

من ہٰذہ الامۃ مع بقائہ علی جنوتہ ورسالتہ انتہیٰ دیکھو کیسا صاف لکھتے ہیں کہ جب
عیسیٰ علیہ السلام آئیگا۔ تو حکم کریگا رسول اللہ کی شریعت پر بذریعہ الہام کے کہ اوسکے دل میں
شریعت محمدی کے احکام ڈالے جائینگے یا رسول اللہ ﷺ کی روح سے فیض حاصل کریگا یا اپنا
اجتہاد کر کے آیت اور حدیث سے مسائل نکالیگا اور امت محمدیہ میں محمد صاحب کا
خلیفہ ہوگا پس وہ اپنے حال پر نبی اور رسول ہوگا کیونکہ نبوت اور رسالت موت کے سبب
سے زائل نہیں ہوتیں۔ جیسے کہ پہلے گزر چکا ہے پس کیسے زائل ہونگی اوس شخص سے جو کہ زندہ
ہے البتہ یہ بات ہی کہ عیسیٰ علیہ السلام باوجود باقی رہنے نبوت کے رسول اللہ ﷺ کے امتی ہونگے۔
جسکو ایمان کی غرض ہے اوسکے لئے اسی قدر ربانی مذہب کی نقل کافی ہے اور ضدی بے ایمان
کو تو دفتر بھی کم ہے۔ مذہب شافعیہ علامہ سیوطی جو کہ باوجود علم ظاہری کے علم باطنی سے
بھی مشرف ہے اور میرزا غلام احمد اپنی کتابوں میں اوسکا وصاف و مداح ہے کتاب
الاعلام میں فرماتے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام ہمارے رسول اللہ کے شرع کے ساتھ حکم
کریگا اسی کے ساتھ حدیثیں وارد ہوئی ہیں اور اسی کے اوپر اجماع منعقد ہو چکا ہے۔ آلعہ

یحکم بشرع نبینا وردت بہ الاحادیث وانعقد علیہ الاجماع۔ اسی جلال الدین
سیوطی نے قیامت کے علامات میں دابۃ الارض وغیرہ علامات کو بھی ثابت کیا ہے۔ کہ
مرزائیوں کو جن باتوں کا صاف انکار ہے دیکھو رسالہ تیغ کے صفحہ ۱۳۵ کو اسی علامہ سیوطی نے
درمنثور میں حیات مسیح الی قرب القیامۃ اور نزول اوسکا آسمان سے بجسدہ العنصری متعدد
جگہوں میں ذکر کیا ہے کما اخرج ابو الشیخ عن ابن عباس الخ اور تیغ صفحہ میں بھی ہے
اسی علامہ نے تفسیر درمنثور میں یہ بھی فرمایا ہے۔ عن ابن عباس فی قولہ تعالی انی متوفیک

ورافعک یعنی رافعک ثم متوفیک فی آخر الزمان۔
اور شیخ مقدیش علی وسطی الشیخ السنوسی شافعی کی کتابوں میں
جسکو فتاوی کاملیہ میں نقل کیا ہے بطور سوال وجواب کے سوال۔ عیسیٰ بن مریم جبکہ آخر زمان
میں اترینگے تو کیا حضرت کی امت میں سے ایک آدمی کی مثل ہونگے اور مرتبۂ رسالت و
نبوت سے معزول ہونگے۔ جواب حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی امت میں سے ایک آدمی
امتی کی مثل ہونگے اس شریعت پر چلنے میں لیکن مرتبۂ رسالت سے معزول ہونا پس یہ

ہرگز نہیں بلکہ اونکا درجہ اور بھی زیادہ ہوگا پہلے سے کیونکہ رسول اللہ کے دین وشریعت کو جاری
کرینگے اور فتنہ وفساد جو پہلے کا موجود ہوگا دور کرینگے پس عیسیٰ علیہ السلام حاکم ہوگا قرآن
اور سنت کے ساتھ اور اللہ تعالے اوسپر قرآن شریف اور احادیث نبوی کی مراد واقع اور
مکشوف کردیگا وہ عبارت یہ ہے الجواب مافی حواشی شیخ مقدادیش علی وسطی الشیخ
السنوسی وہذا لفظہ قولہ کواحد من امتہ یعنی یکون کواحد منہم فی المشی علی
شریعۃ محمد صلے اللہ علیہ وسلم واما نفی دلالۃ عن مرتبۃ الرسالۃ فلا بل یزیدہ
اللہ تعالی رفع درجات وعلو مقامات حیث احیی اللہ تعالے بہ
ملۃ الدین فیکون عیسیٰ علیہ السلام حاکما بنصوص الکتاب والسنۃ
ویکشف اللہ لہ الغطاء عن المراد من احکام کتاب اللہ وسنۃ
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم الخ اور تاج الدین سبکی شافعی
نے بھی عیسیٰ علیہ السلام بن مریم کا اترنا آسمانوں سے بیان کیا ہے۔ حافظ ابن
حجر شافعی بھی یہی مذہب رکھتے ہیں ملا علی قاری نے اپنے رسالہ المشرب
الوردی فی مذہب المہدی میں لکھا ہے ان الحافظ ابن حجر سئل ہل ینزل عیسیٰ
علیہ السلام حافظا للقرآن والسنۃ او یتلقاہما عن علماء ذلک الزمان
فاجاب لم ینقل فی ذلک شیئی صریح والذی یلیق بمقامہ علیہ السلام
انہ یتلقی ذلک عن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فیحکم فی امتہ کما تلقاہ
منہ لانہ فی الحقیقۃ خلیفۃ عنہ ح

شافعی المذہب امام یافعی کی روض الریاحین میں ہے کہ کس طرح خوف کروں اوس
امت پر کہ اول اوسکے میں ہوں اور آخر اوسکے عیسیٰ علیہ السلام ہونگے۔ یہ حدیث شریف کے
ایک ٹکڑہ کا ترجمہ ہے یعنی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میری امت کے اول
میں میں ہوں اور عیسیٰ علیہ السلام جب آسمان سے اترینگے تو وہ میری امت کے آخر میں ہونگے
پس جبکہ دو پیغمبر ہونگے درمیان یہ امت رہی تو امید ہے کہ اللہ تعالے اسپر فضل کریگا۔
منتخب النفائس شیخ عبد الرحمن صفوری رحمۃ اللہ میں ہے کہ خوشخبری ہے امت
محمدی صلے اللہ علیہ وسلم کو کہ دونوں جلیل الشان پیغمبر دونکے درمیان میں ہے اور
دونوں کو برحق نبی مانتی ہی محمد اور عیسیٰ بن مریم علیہما السلام کو امام فخر الدین رازی

نے جو شافعی مذہب کا بڑا معتقد افاضل ہے تفسیر کبیر میں جا بجا تصریح کردی کہ حضرت عیسیٰ
اسی جسم عنصری کے ساتھ آسمان پر پہونچائے گئے ہیں اور قیامت کے قریب تک زندہ رہینگے۔
اور آسمان سے اترکر دجال کو قتل کرینگے۔ فتح المنان صفحہ ۱۴۳ جلد ۲ میں ہے وقد
تواترت الاحادیث بنزول عیسیٰ علیہ السلام جسما وضح ذلک الشوکانی فی مؤلف مستقل
یتضمن ذکر ما ورد فی المنتظر والدجال والمسیح وغیرہ فی غیرہ وصحح الطبری ہذا القول وورت
بذلک الاحادیث المتواترہ ۔ اے مرزائیو اس عبارت میں احادیث متواترہ کا لفظ دیکھو اور اسلام
کا امام نووی شافعی المذہب صحیح مسلم کی جلد اخیر صفحہ ۳۱۳ میں نمبر ۱۲ ، ۷ والی حدیث اور نہایۃ
الاول لمن رغب کی عبارت طول طویل نمبر ۵ ، ۷ والی کو ملاحظہ کرو۔
امام اجل شیخ ابوالفضل محمد بن عبد الرحمن ہمدانی شافعی بھی
اپنی کتاب سبعیات میں اسکے قائل ہیں کہ سنیچر یعنی شنبہ کے روز اللہ تعالے نے عیسیٰ
علیہ السلام کو اونکی قوم کے مکر سے بچاکر بواسطہ حضرت جبرئیل علیہ السلام کے آسمان پر بلا
لیا۔ رسالہ تیغ غلام گیلانی کے صفحہ ۵۰ میں دیکھو مفصل مذکور ہے غرض کہ سب شافعی مذہب
والونکا یہی مذہب ہے کہاں تک نقل کرتے جائیں ایماندار کو اسی قدر بس ہے۔
مذہب امام احمد بن حنبل صاحب کا اپنا اور اونکے تابعین کا بھی یہی مذہب
ہے۔ خواجہ امام احمد رح کی حدیث نمبر ۱۲ میں ابوہریرہ سے اور نمبر ۱۳ کی اور نمبر ۱۳ کی سفیان رح
سے اور نمبر ۳۹ کی حدیث مسند امام احمد کی اور نمبر ۱۰ والی حدیث امام احمد کی ابن عباس سے اور
امام احمد کی کتاب الزہد کو ملاحظہ کرو شیخ الاسلام ابن تیمیہ حرانی اپنے
مسائل میں لکھتے ہیں کہ آسمانوں پر چڑھ جانا آدمی کا عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں ثابت
ہو گیا ہے کیونکہ وہ چڑھ گئے ہیں آسمان کی طرف اور قریب ہے کہ اترینگے زمین کی طرف
اور عبارت اس مقام کی یہ ہے۔ وصعود الآدمی ببدنہ الی السماء قد ثبت فی امر المسیح عیسیٰ
ابن مریم علیہ السلام فانہ صعد الی السماء وسوف ینزل الی الارض وہذا مما توافق النصاری
علیہ المسلمین فانہم یقولون المسیح صعد الی السماء ببدنہ وروحہ کما یقولہ المسلمون وکما
اخبر بہ النبی صلے اللہ علیہ وسلم فی الاحادیث الصحیحۃ لکن کثیر من النصاری یقولون انہ صعد
بعد ما صلب وانہ قام من القبر وکثیر من الیہود یقولون انہ صلب ولم یقم من قبرہ واما
المسلمون وکثیر من النصاری یقولون انہ لم یصلب ولکن صعد الی السماء بلا صلب والمسلمون

ومن وافقہم من النصاری یقولون انہ ینزل الی الارض قبل القیمۃ ودون نزولہ من اشراط الساعۃ
کما دل علی ذلک الکتاب والسنۃ۔ تفسیر ابن کثیر میں امام احمد کی ابن عباس سے روایت
منقول ہے۔ وقال الامام احمد حدثنا ہاشم بن القاسم حدثنا شیبان عن عاصم بن
ابی النجود عن ابی رزین عن ابی یحیی مولی بن عقیل الانصاری قال قال ابن عباس رضی اللہ تعالی
عنہ لقد علمت آیۃ من القرآن وانہ لعلم للساعۃ قال ہو خروج عیسی بن
مریم علیہ السلام قبل یوم القیمۃ اہ مقصودا۔ قال الامام احمد حدثنا روح حدثنا
محمد بن ابی حفصۃ
عن الزہری عن حنظلۃ بن علی الاسلمی عن ابی ہریرۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم قال لیہلن عیسی بن مریم بفج الروحاء بالحج والعمرۃ او لیثنیہما جمیعا طریق آخر قال
الامام احمد حدثنا عفان حدثنا ہمام انبانا قتادۃ عن عبد الرحمن عن ابی ہریرۃ قال النبی صلی
اللہ علیہ وسلم الانبیاء اخوۃ العلات امہاتہم شتی ودینہم واحد وانی اولی الناس بعیسی ابن مریم
لانہ لم یکن بینی وبینہ وانہ نازل فاذا رأیتموہ فاعرفوہ رجل مربوع الی الحمرۃ والبیاض علیہ
ثوبان ممصران کان راسہ یقطر وان لم یصبہ بلل فیدق الصلیب ویقتل الخنزیر ویضع الجزیۃ
ویدعو الناس الی الاسلام ویہلک اللہ فی زمانہ الملل کلہا الا الاسلام ویہلک اللہ فی زمانہ المسیح
الدجال ثم تقع الامنۃ علی الارض حتی ترتع الاسود مع الابل والنمار مع البقر والذئاب مع الغنم
ویلعب الصبیان مع الحیات لا تضرہم فیمکث اربعین ثم یتوفی ویصلی علیہ المسلمون رح
حدیث آخر قال الامام احمد حدثنا ہشیم عن العوام بن حوشب عن جبلۃ بن سحیم عن موثر
بن عفازۃ عن ابن مسعود عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لقیت لیلۃ اسری بی ابراہیم وموسی و
عیسی علیہم السلام فتذاکروا امر الساعۃ فردوا امرہم الی ابراہیم فقال لا علم لی بہا فردوا امرہم الی موسی
فقال لا علم لی بہا فردوا امرہم الی عیسی فقال اما وجبتہا فلا یعلم بہا احد الا اللہ وفیما عہد الی ربی
عز وجل ان الدجال خارج ومعی قضیبان فاذا رانی ذاب کما یذوب الرصاص قال فیہلکہ اللہ
اذا رانی حتی ان الحجر والشجر لیقول یا مسلم ان تحتی کافرا فتعال فاقتلہ قال فیہلکہم اللہ ثم یرجع
الناس الی بلادہم واوطانہم فعند ذلک یخرج یاجوج وماجوج الی آخرہ رواہ ابن ماجۃ عن محمد
بن بشار عن یزید بن ہارون عن العوام بن حوشب بہ نحوہ حدیث آخر قال الامام احمد حدثنا
یزید بن ہارون حدثنا حماد بن سلمۃ عن علی بن زید عن ابی نضرۃ قال اتینا عثمان بن ابی العاص فی

یوم الجمعۃ۔ یہ حدیث طویل ہے آخر میں یہ عبارت ہے وینزل عیسی بن مریم عند صلوۃ الفجر فیقول لہ امیرہم یا روح اللہ تقدم صل فیقول ہذہ الامۃ امراء بعضہم علی بعض فیتقدم امیرہم حتی اذا قضی صلوتہ اخذ عیسی حربتہ فیذہب نحو الدجال فاذا راٰہ الدجال ذاب کما یذوب الرصاص فیضع حربتہ بین ثندوتہ فیقتلہ ویہزم اصحابہ۔

اور ایک اور حدیث دراز امام احمد نے ذکر کی ہے عبد الرحمن بن یزید بن جابر کے طریق سے اس میں نزول عیسی علیہ السلام بعینہ بتفصیل مذکور ہے اور حضرت عیسی کے زمانے میں جو جو کام ہونگے وہ سب بیان کئے ہیں۔

حدیث آخر قال الامام احمد اخبرنا عبد الرزاق اخبرنا معمر عن الزہری بن عبد اللہ بن ثعلبۃ الانصاری عن عبد اللہ بن زید الانصاری عن مجمع بن جاریۃ قال سمعت رسول اللہ صلے اللہ علیہ یقول یقتل ابن مریم المسیح الدجال بباب لد او الی جانب لد ورواہ احمد ایضا عن سفیان بن عیینہ من حدیث اللیث والاوزاعی ثلاثتہم عن الزہری عن عبد اللہ بن عبید اللہ بن ثعلبۃ عن عبد الرحمن بن یزید عن عمہ مجمع بن جاریۃ عن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم قال یقتل عیسی ابن مریم الدجال بباب لد وکذا رواہ الترمذی عن قتیبۃ عن لیث وقال ہذا حدیث صحیح حدیث آخر قال الامام احمد حدثنا سفیان عن فرات عن ابی الطفیل عن حذیفۃ بن اسید الغفاری اشرف علینا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم من غرفۃ ونحن نتذاکر الساعۃ فقال لا تقوم الساعۃ حتی ترد اعشر آیات طلوع الشمس من مغربہا والدخان والدابۃ وخروج یاجوج و ماجوج ونزول عیسی بن مریم والدجال وثلثۃ خسوف خسف بالمشرق وخسف بالمغرب وخسف بجزیرۃ العرب ونار تخرج من قعر عدن تسوق او تحشر الناس تبیت معہم حیث باتوا وتقیل معہم حیث قالوا ح ورواہ مسلم ایضاً من روایۃ عبد العزیز بن رفیع۔ غرض کہ حیات عیسی ابن مریم اور نزول انکا بعینہ آسمان سے احادیث متواترہ سے ثابت ہے وقد تواترت الاحادیث من رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم انہ اخبر بنزول عیسی علیہ السلام قبل یوم القیمۃ اماما عادلا ابن کثیر۔

اور حنفی مذہب کے سارے علمائے کرام کا یہی مذہب ہے کہ عیسی علیہ السلام زندہ بجسم خاکی آسمان پر ہیں اور قبل قیامت کے نازل ہونگے اور دجال کو قتل کرینگے بعض کتابوں کے نام قبل اس سے مذکور ہیں اور رسالہ تیغ میں بھی ذکر کی ہیں فقط ایک شامی کی

عبارت منلاجی کیلئے نقل کرے دیتا ہوں کیونکہ اوس نے بھی ہدایۃ المہدی کے صفحہ میں
شامی کی عبارت نقل کی ہے جس میں اوسکو کچھ فائدہ نہیں درمختار میں ہے کہ امام اعظم
صاحب ابوحنیفہ استاذ جلیل القدر امام ہے کہ اوسکے اصحاب اور شاگردوں اور تابعین کو
پروردگار نے شریعت کا حکم دیا ہے امام صاحب کے زمانے سے لیکر اس وقت ہمارے
زمانے تک بلکہ عیسی علیہ السلام بھی ابوحنیفہ رحمتہ اللہ تعالے کے مذہب پر عمل کرینگے اور فتوی دینگے
اسپر شامی نے فرمایا کہ یہ علامہ قہستانی صاحب جامع الرموز کی متابعت کی ہے اور
اسپر کوئی دلیل نہیں اور یہ بات باطل ہے مذاہب اربعہ میں سے کسی مذہب پر عمل
نہ کرینگے کیونکہ وہ نبی ہوکر مجتہد کی تقلید کیسے کریگا بلکہ اپنے اجتہاد سے حکم کریگا۔ جو کہ
قبل اترنے کے ہماری شریعت کا علم بواسطہ وحی کے جان چکا ہوگا پہلے سے یا آسمانوں میں
جو کچھ ہماری شریعت محمدیہ کا علم سیکھا ہوگا اوسپر عمل کرینگے اور حکم دینگے یا قرآن
شریف میں نظر کر کے حکم نکالینگے جیسے ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم نکالا کرتے تھے وغیرہ

عبارتہ قولہ وقد جعل اللہ الحکم لاصحاب الامام الاعظم واتباعہ من زمنہ الی ہذہ الایام
الی ان یحکم بمذہبہ عیسی السلام) تبع فیہ القہستانی۔ لکن لادلیل فی ذلک علی ان بنی
اللہ عیشی علیہ السلام یحکم بمذہب ابی حنیفۃ رح وان کان العلماء موجودین فی زمنہ فلا بد لہ
من دلیل ولہذا قال الحافظ السیوطی فی رسالۃ سماہا الاعلام ما حاصلہ ان مایقال انہ یحکم
بمذہب من المذاہب الاربعۃ باطل لا اصل لہ وکیف یظن بنبی انہ یقلد مجتہدا مع
ان المجتہد من احاد ہذہ الامۃ لا یجوز لہ التقلید وانما یحکم بالاجتہاد او بما کان یعلمہ قبل
من شرعنا بالوحی او بما تعلمہ منہا وہو فی السماء او انہ ینظر فی القرآن فیفہم منہ کما کان
یفہم نبینا علیہ الصلواۃ والسلام رح شامی کا ماننا بھی منلاجی پر ضروری ہے اور پھر شامی
نے نقل کیا ہے امام سیوطی سے اور وہ باقرار مرزا غلام احمد فاضل ظاہری و باطنی ہے۔
اور اوسکی صفت مرزا نے جابجا ازالۃ الاوہام وغیرہ میں کی ہے کما سیاتی فیما یاتی اور
یہی مذہب ہے امام صاحب اور امام ابو یوسف و امام محمد صاحب و امام زفر و حسن بن زیاد
وغیرہ جمیع حضرات مجتہدین رحمہم اللہ کا احناف میں سے جیسا کہ صدہا کتابوں میں موجود
ہے امام صاحب کی خود فقہ اکبر میں موجود ہے۔ وخروج الدجال ویاجوج ماجوج وطلوع الشمس
من المغرب ونزول عیسی علیہ السلام من السماء وسائر علامات یوم القیمۃ علی [illegible] حق [illegible]

بہ الاخبار الصحیحہ حق کا ملی رہ دیکھو حجج الکرامہ وغیرہ صدہا کتابوں میں چاروں مذہب کے امام و علماء
اوسی عیسیٰ بن مریم ہی آنے کی بشارت دے رہے ہیں کسی کتاب قوی یا ضعیف میں نزول
بروزی اور مثیل کا نام تک نہیں اگر سچے ہوں تو مرزائی تین سو تیرہ ملکر کسی آیت یا حدیث ضعیف
بھی میں یا کسی عالم مجدد کے قول میں دکھاویں کہ نزول عیسیٰ بن مریم سے مراد نزول اوسکے مثیل
کا ہے جو کہ غلام احمد ہے یا دوسرا کوئی ہرگز قیامت تک نہ دکھا سکینگے ہمکو مرزائیوں کا علم
معلوم ہے علوم آلیہ میں جہالت تو برکنار ابتدائی صرف و نحو میں نوآموز ہیں بیت

نہ خنجر اُٹھیگا نہ تلوار ان سے ❊ یہ بازو میرے آزمائے ہوئے ہیں

قولہ اور علاوہ ان کے اور اور ائمہ و علمائے عظام بھی وفات عیسیٰ علیہ السلام کے قائل
ہوئے ہیں مثل امام ابن حزم و علامہ ابن القیم وغیرہ وغیرہ کے۔ **الجواب** اول یہ
کہ محض دروغ بےفروغ بکتے ہو بلکہ ائمہ اربعہ کے مسانید اور ایسے ہی اونکے مقلدین کی تصانیف
میں نزول مسیح مع دیگر امور کے موجود ہے۔ جس سے صاف عیسیٰ بن مریم کا اترنا آسمان سے مذکور
ہے اوسکے مثیل کا تو ذکر بھی کہیں نہیں اور صحابہ کرام جیسے حضرت عمر رض اور حضرت ابن عباس
اور حضرت علی رض و عبد اللہ بن مسعود و ابو ہریرہ و عبد اللہ بن سلام و ربیع اور انس
و کعب اور حضرت ابو بکر صدیق اور امام احمد اور ابن حبان اور بخاری و ترمذی و نسائی
و ابو داؤد و طبرانی و عبد بن حمید و بیہقی و مصنف ابن ابی شیبہ اور جابر و ثوبان
و عائشہ صدیقہ و تمیم داری اور حاکم اور ابن جریر و ابن کثیر اور ابی حاتم و عبد الرزاق و قتادہ
و شرح ازالہ و سعید بن منصور و اسحق بن بشر و ابن عساکر و ابن ماجہ و بزار و ابن مردویہ
اور ابو نعیم و نعیم سیوطی و علامہ ذہبی اور ابن حجر عسقلانی اور قسطلانی اور شیخ اکبر صاحب
فتوحات و مجدد وقت امام ربانی و سائر صوفیہ کرام اور ابن تیمیہ و ابن قیم و شوکانی و ابن سیرین
وغیرہ کل علماء فقہاء و اصولیین وغیرہ کا آج کے روز تک اجماع چلا آیا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام
بجسدہ العنصری لا بشبیہ آسمانوں پر اٹھائے گئے اور وہی عیسیٰ علیہ السلام مرفوع قبل از
قیامت اتر کر یہود وغیرہ فرقہائے مضل و گمراہ کا منہ کالا کرینگے اور جنکے نصیب میں ایمان
ہوگا ایمان لاوینگے اور اسپر کل امت مرحومہ کا اجماع ہے اور ابن حزم اور ابن قیم کا قول
بموت عیسیٰ اول تو یہ کہ ان کو اجماعی عقیدہ سے خارج نہیں کرتا کیونکہ وہ اگرچہ بظاہر

آیات توفی وفات مسیح کے قائل ہیں۔ جیسا کہ حاشیہ جلالین میں ہے و تمسک ابن حزم

بظاہر الاتیہ دقالی ہوتے۔ مگر بلحاظ بل رفعہ اللہ الیہ اور ان من اھل الکتاب الا لیؤمنن
بہ قبل موتہ اور احادیث نزول کے پھر عند الرفع حیات مسیح کے بالضرور قائل ہیں
کیونکہ درصورت تسلیم احادیث نزول بلا تاویل بغیر اسکے کہ مسیح کو عند الرفع زندہ مانا
جاوے کوئی چارہ نہیں ہاں درصورت انکار احادیث نزول یا عدم فہم معنی آیت بل رفعہ
اللہ الیہ ۔ وان من اھل الکتاب ۔ کے بے شک عقیدہ اجماعیہ کے برخلاف ہوسکتے
ہیں لہذا جب تک مخالف ہمارا بہ نسبت ان دونوں عالموں کے احادیث نزول کا انکار
اپنی طرح قبول بالبروز یا تصریح برفع روحانی متعلق آیت بل رفعہ اللہ الیہ کے ثابت
نکرے تب تک اقوال مذکورہ سے تمسک اوسکو مفید نہیں ہوسکتا بلکہ ہمارے پاس
دلائل موجود ہیں جو کہ قائلین موت مسیح کو قبل از رفع مثل ابن حزم وابن قیم کے اجماع سے
خارج نہیں ہونے دیتی دیکھو انہی لوگوں کی کتابونکو اور انکے استادوں اور شاگردوں کی کتابوں
کو کہ سب کے سب نزول من السماء کے قائل ہیں ۔ اوس عیسیٰ بن مریم کے نہ اونکے
مثیل کے ۔ اور دوم یہ کہ ابن حزم اگر حیات عند الرفع کا قائل نہ بھی ہو تب بھی کوئی حرج نہیں
اسواسطے کہ ابن حزم فاسد العقیدہ بد مذہب ہے اکثر علماء نے اوسپر فتوی کفر کا دیا ہے
وہ اوسکا قائل ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے شان پاک میں کسی قسم کی بے ادبی
کرنے والا کافر نہیں ہوتا۔ حالانکہ اوسکے کفر پر کل امت کا اجماع ہی سوائے ابن حزم
کے در مختار وغیرہ میں ہے کہ جو کوئی شخص حضرت کی شان میں بے ادبی کرنے والے کے کفر
میں شک کرے وہ کافر ہی من شک فی کفرہ وعذابہ فقد کفر۔ اسی ابن حزم عدیم الحزم فاسد العزم
نے کتاب الملل والنحل میں لکھا ہے کہ پروردگار اپنا بیٹا اگر پیدا کر سکے تو وہ عاجز ہو جائیگا۔
اور اپنے مذہب باطل کی ترویج کیلئے صحیح بخاری کی مسند حدیث کو رد کر کے موضوع کہدیا
دیکھو المطالب الوفیہ سیدنا عبد الغنی النابلسی اور ابن حجر کی کف الرعاع اور نووی شرح
مسلم کو ۔ پس ابن حزم کا تو یہ حال ہے کہ بہت سی باتوں میں اجماع کا خلاف کیا
اور الگ راہ چلا ۔ تیسرا یہ کہ مرزا ابن حزم سے سند تو لایا ہی لیکن اوسکے مذہب پر بھی قرار
نہیں پکڑتا کیونکہ ابن حزم نے خود معراج کی حدیث بیان کی ہے جس میں کہی وبعینہٖ نزول
کی واقع ہی بخاری صـ۱۰۹ حالانکہ مرزا اور مرزائی اس حدیث کو موضوع کہتے ہیں یہاں ابن حزم
کو بھی رخصت کر گئے ۔ اور ابن قیم مذہب کا حنبلی ہے اوسکے امام احمد بن حنبل رح کا

یہی مذہب ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں۔ کما مر اور ابن قیم کا اپنا مذہب خاص بھی یہی
ہے کہ بعد چند ساعت کی موت کے زندہ ہو کے مرفوع علی السماء ہو گیا۔ جن جن فضلائے
ہند و پنجاب نے مرزا کا رد لکھا ہے انہوں نے ابن قیم کا یہی مذہب بیان کیا ہے جیسا کہ
حجۃ اللہ البالغہ میں بھی ہے خود ابن قیم کے استاد شیخ الاسلام ابن تیمیہ کا بھی یہی مذہب
ہے کہ عیسیٰ بن مریم زندہ آسمان پر گئے اور پھر وہی بعینہ لابمثیلہ آئینگے۔ کما مر ابن قیم اسقدر
بڑا آدمی نہیں جو کہ اپنے امام سے ایسے اعتقادی مسئلہ میں مخالف ہو سکے اور بصورت
مخالف ہونے کے بمقابلہ اوسکے اوستاد ابن تیمیہ اور صاحب مذہب امام احمد کے اوسکا
قول غیر معتبر ہے اور ابن قیم بھی اکثر مسائل میں خلاف اجماع امت مرحومہ چلتا ہے۔
مثل اپنے استاد ابن تیمیہ کے چنانچہ اوسکے اعتقادیات سے بعض باتیں یہ ہیں۔ ... ...
قولہ صفحہ ۹ فی الواقع دجال ایک گروہ کا نام ہے قرآن و حدیث میں بھی اسکی طرف اشارہ پایا
جاتا ہے چنانچہ سورۃ المومن رکوع ۶ میں ہے لَخَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اَكْبَرُ
مِنْ خَلْقِ النَّاسِ فتح الباری میں ہے وقد وقع فی تفسیر البغوی ان الدجال
المذکور فی القرآن فی قولہ تعالے لَخَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اَكْبَرُ مِنْ خَلْقِ النَّاسِ
ان المراد بالناس ھھنا الدجال۔ پس قرآن کریم میں جو لفظ ناس سے دجال مراد لیا گیا
ہے یعنی دجال سے لفظ ناس کے ساتھ تعبیر کی گئی ہے یہ دال ہی اس پر کہ دجال فی الواقع
شخص واحد نہیں ہے بلکہ ذو افراد ہی کیونکہ لفظ ناس بھی ذو افراد ہے کہ معنی اسکے مطلق
آدمی کے ہیں اور حدیث میں بھی اشارہ دجال کے جمع ہونے کے طرف پایا جاتا ہے چنانچہ
کنز العمال جلد ۷ صفحہ ۱۷۴ میں ہے یخرج فی آخر الزمان دجال یختلون الدنیا بالدین۔ الحدیث
کیونکہ اس حدیث میں دجال کیلئے فعل جمع جو لفظ یختلون لایا گیا ہے
الجواب اول اہل سنت و جماعت خود قائل ہیں کہ دجال معنی وصفی بھی ہے جو
کہ بہت سے شریروں فسادیوں پر صادق آتا ہے اس سے یہ تو ثابت نہیں ہوتا کہ
دجال کوئی شخص واحد نہیں ہے لفظ کے ذو افراد ہونے سے اس امر کی نفی نہیں ہوتی کہ
وہ دوسرے لحاظ سے کسی شخص خاص کا علم ہو کہ دجال نام شخصی بھی ہے اور وصف بھی
ہے اگر دجال سے مراد فسادی اور شریر اور بیدین لوگ ہیں تو چاہیئے تھا کہ وہ لوگ مکہ معظمہ
و مدینہ منورہ و بیت المقدس و کوہ طور میں داخل نہ ہوتے کیونکہ احادیث میں دجال کے داخل

ہونے کی ان جگہوں میں نفی آچکی ہے پس جبکہ شریر لوگ ان جگہوں میں ہر زمانے میں بکثرت رہتے ہیں تو معلوم ہوا کہ دجال شخصی ان سے مراد نہیں اور وہی احادیث میں مراد ہے یعنی دجال شخصی جو سب دجالوں کا پیشوا اور شخص خاص ہے ان مقاموں میں داخل ہو گا اور اوسی کو عیسیٰ علیہ السلام قتل کرینگے اور اس آیت میں ناس بمعنی دجال ایک صفت عامہ ہے فلا فائدۃ للمستدل ولا ضرر لنا خود ہی مثلا جی نے ہدایۃ المہتدی کے صفحہ ۹ میں لکھا ہے بحوالہ صراح دجال نام مسیح کذاب و گروہ بزرگ دجالہ مثلہ۔ مثلا جی کا حافظہ بھی ابہونیہ پیپر کے حافظہ کیطرح نکما ہے۔ اپنے کتاب میں بھی اوسکو یاد نہ رہا کہ دجال ایک شخص کا نام بھی ہے۔ دجال کے بارہ میں جو جو احادیث ہیں اور کنز العمال کا حوالہ قادیانی کو کچھ مفید نہیں کیونکہ وہ خود کہتے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام اسی جسم خاکی کے ساتھ آسمان پر گیا ہے اور قریب قیامت کے اتریگا۔ دیکھو کنز العمال کو اس میں یہ لکھتا ہی اور بہت حدیثوں میں جو دجال کو شخص واحد سے تعبیر کی گئی ہے یا اس اعتبار سے کہ اس گروہ کا سردار اور افسر شخص واحد ہو گا۔ اب اس عبارت میں بھی صاف اقرار ہی کہ دجال شخص واحد ہی سشدار یعنی گروہ کا سردار پس مثلا جی نے بعینہ ہمارا دعویٰ مان لیا۔

حضرت مغیرہ بن شعبہ صحابی کہتے ہیں کہ کسی نے دجال کے بارہ میں مجھ سے بڑھکر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے سوال نہیں کیا اور آپ نے مجھکو فرمایا کہ تجھکو ضرر نہ دیگا میں نے عرض کیا کہ لوگ کہتے ہیں اوسکے ساتھ روٹیوں کا پہاڑ اور پانی کی نہر ہو گی فرمایا حضرت نے ..... یہ حدیث بخاری ومسلم وغیرہ ہی میں آچکی ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ کرام میں ..... کا چرچا بہت تھا جیسا کہ حدیث کے ٹکڑے انہیں لفظوں سے معلوم ہوتا ہے۔ اگر دجال سے مراد شرارتی لوگ تھے۔ تو اسکی اسقدر توضیح اور بار بار دریافت کی کیا ضرورت تھی شریر ..... کو تو خود ہر کوئی جانتا ہے۔ اور ہر زمانے میں بکثرت ہوتے ہیں۔ عبد اللہ بن عمر فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے لوگوں میں کھڑے ہو کر باری تعالیٰ کی ثنا کہی پھر ذکر کیا دجال کو اور فرمایا۔ سب انبیاء علیہم السلام نے اپنی اپنی قوم کو دجال سے ڈرایا ہی نوح علیہ السلام نے بھی اپنی قوم کو خوف دکھلایا لیکن میں تمکو اوسکے بارہ میں ایسی بات کہونگا جو کسی نبی نے نہیں کہی جان لو کہ وہ دجال کانا ہو گا۔ اور اللہ تعالیٰ اس سے پاک ہے۔ بخاری ومسلم ذرہ ذرہ بات رسول اللہ نے صحابہ کرام کو تعلیم فرمادی تھی

تو اگر دجال کے معنی میں اور نزول عیسیٰ میں کچھ اور ہی مطلب تھا جو ظاہر عبارت کے مخالف
ہے تو ضرور بیان فرماتے پس جبکہ بیان نہ فرمایا تو معلوم ہوا کہ جس دجال میں نزاع ہے
وہ دجال وہی ہے جس کو عیسیٰ علیہ السلام ابن مریم قتل کرینگے۔ اور نزول عیسیٰ سے مراد
نزول اوسی عیسیٰ بن مریم کا ہے نہ نزول بروزی یعنی نزول اوسکے کسی ہم مثل کا باری تعالےٰ
فرماتا ہے۔ ان ھو الا وحی یوحی وقال اللہ تعالے قد جاءکم من اللہ نور وکتاب
مبین یھدی بہ اللہ من اتبع رضوانہ سبل السلام۔ صحیح بخاری میں ہے
اتیتکم بیضاء نقیۃ یعنی میں تمہارے پاس سفید اور صاف شریعت لایا ہوں۔
صحیح مسلم میں ہے ان بعض المشرکین قالوا لسلمان لقد علمکم نبیکم کل شئی
حتی الخراءۃ فقال اجل وقال صلے اللہ علیہ وسلم ترکتکم علی البیضاء
لیلھا کنھارھا لا یزیغ عنھا بعدی الا ھالک وقال ما ترکت من
شئی یقربکم الی الجنۃ الا وقد حدثتکم بہ ولا من شئی یبعدکم من
النار الا وقد حدثتکم عنہ یعنی بعض کافروں نے سلمان سے کہا کہ تمہارے نبی
نے تمکو سب کچھ سکھایا یہاں تک کہ بول و براز کا طریقہ بھی سلمان نے کہا کہ ہاں۔ حضرت
نے فرمایا ہے کہ شریعت کو ایسا صاف تمہارے پاس میں نے چھوڑا ہے کہ اوسکی رات مثل
اوسکے دن کے سفید ہے اوس سے کوئی کج رو نہ ہوگا مگر ہلاک ہونیوالا اور جو چیز کہ تمکو
جنت کیطرف قریب کرے اور دوزخ سے دور کرے وہ میں نے نہیں چھوڑی مگر بیان کر
دی ہے۔ ہاں مکاشفہ اجمالی کے اجمال میں بعض لوگوں کو دھوکہ لگ جاتا ہے اوسکی تفصیل
سنو کہ جو مکاشفہ اجمالی ہوتا ہی وہ تعبیر و تفسیر طلب ہوا کرتا ہے یعنی پہلے بیان کی تفسیر
دوبارہ ہوجایا کرتی ہے اور جو مکاشفہ تفصیلی ہوتا ہے اوس میں پھر تفسیر اور تعبیر کی ضرورت
نہیں رہتی حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے جو کہ مرض وبا کو بصورت عورت گرداگرد مدینہ
منورہ کے پھرتے دیکھا تھا یہ مکاشفہ اجمالی تھا کہ دیکھا تھا کچھ اور ظہور میں آیا کچھ اور پس
مرزا اس اجمالی مکاشفہ پر کل مکاشفات تفصیلیہ کو قیاس کر کے تاویل کرتا جاتا ہے اور
یہ باطل ہے اور بعض جگہ امر مستبعد عقلی کو جیسے صعود علی السماء اور حیات علی السماء
اور اختیارات دجال کو محال عقلی سمجھکر انکار کر جاتا ہے حالانکہ مستبعد عقلی و محال عقلی
میں دن رات کا فرق ہے۔ ہاں نبی کی تعبیر میں اگرچہ وقوع خطاء ممکن ہے مگر بقاء

على الخطاء ناممکن ہے کیونکہ یہ امر نبی کی عصمت کو باطل کر دیتا ہے اب سمجھ لو کہ احادیث
نزول عیسیٰ علیہ السلام وخروج دجال ومہدی مکاشفات تفصیلیہ میں سے ہیں جیسا
کہ بارہا ثابت ہو چکا ہے بناء علیٰ ہذا اگر احادیث نزول عیسیٰ علیہ السلام وخروج دجال
مکاشفات اجمالیہ سے ہوویں تو ساری عمر باقی رہنا غلط بیانی اور خطاء فی التعبیر پر
معاذ اللہ آپ کی عصمت کو سخت مضر ہوگا پس ضرور ہے کہ مکاشفات تفصیلیہ میں
ذرہ قدر فرق بھی نہ آئے گا حضور کی پیشین گوئیاں جو از قبیل مکاشفات تفصیلیہ کے
ہیں ان کو کتب صحاح وسیر سے اگر ملاحظہ کیا جائے تو ہو بہو بالکل جیسے حضرت نے فرما
گئے ویسے ہی واقع ہو چکیں ہیں اس میں ہر مسلمان کو بہت پختگی اور حضرت کے فرمودہ پر
بہت سخت تصدیق چاہیئے ورنہ ایمان کا ایک رکن بلکہ کل ایمان جاتا رہیگا ہم اہل اسلام
تو ایمان رکھتے ہیں اسپر کہ جو کچھ رسول اللہ نے قرآن سے سمجھا اور بیان فرمایا اور ہمارے
تک براہ اعتبار وامانت پہونچگیا اوس کو ایسے ہی ہونا ہوگا اوس میں سر مو بھی تفاوت
نہوگا ہم اپنی گندی تاویلوں سے باز رہینگے جو اوس وقت سے لیکر آج کے روز تک کل امت
مرحومہ کا اعتقاد ہے وہی ہمارا ہے ساری امت کو غلطی پر کہنے والا پکا گمراہ ہے
دیکھو حواشی شرح عقاید - اب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی چند پیشگوئیاں تحریر
کرتا ہوں ام حرام صحابیہ روایت کرتی ہے کہ آنحضرت قیلولہ سے بیدار ہوئے حالت
تبسم میں مینے تبسم کا باعث عرض کیا فرمایا کہ میں متعجب ہوں اپنی امت کے ایک
گروہ سے جو بادشاہوں کی طرح تختوں پر سوار ہونگے مینے عرض کی کہ یا حضرت دعا
کیجئے کہ اللہ تعالے مجھکو اون لوگوں سے کرے حضرت نے فرمایا تو انہیں میں سے
ہے - بخاری - اور اس کا ظہور حضرت عثمان رض کے عہد میں بوقت فتح ہونے جزیرہ
قبرس کے ہوا اون ایام میں ام حرام عبادہ بن صامت کے نکاح میں تھیں ام حرام
کہتی ہے کہ مینے رسول خدا سے سنا کہ فرماتے تھے کہ میری امت سے ایک لشکر
دریا کا جنگ کریگے اور اونسے جنت میں داخل ہونیکا عمل صادر ہوگا - مینے عرض
کی یا رسول اللہ میں بھی اون میں سے ہوں حضرت نے فرمایا تو ان میں سے ہے
بعدہ آپ نے فرمایا میری امت سے ایک لشکر قیصر کے شہر کا جنگ کریگے اور وہ
بخشے جائینگے مینے عرض کی کہ میں ان میں سے ہوں یارسول اللہ تو حضور نے فرمایا نہ -

بخاری عن عمیر بن الاسود العنسی۔ حضرت عثمان کے حق میں رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا کہ فلاں فتنہ میں بحالت مظلومی قتل کیا جائیگا۔ ترمذی حضرت
نے عثمان رض کو فرمایا کہ تو سورہ بقر کے پڑہتے ہوئے قتل کیا جائیگا اور تیرے خون کا
قطرہ اس آیت پر پڑیگا فسیکفیکہم اللہ وھو السمیع العلیم۔ حاکم۔ علی کرم اللہ
وجہہ فرماتے ہیں میرے ساتھ عہد کیا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ جب تک
تو امیر نہ بنایا جائے گا وفات نہ پائے گا۔ اور پھر رنگیں کیجائیگی ریش سر کے خون
سے۔ احمد۔ امام حسن کی شہادت اور امام حسین کے قتل سے خبر دی اور واقعہ
حرہ و خروج عبد اللہ بن زبیر اور خروج بنی مروان سے اور خلافت عباسیہ سے
اور واقعہ نہروان سے خبر دی اور وہ حدیث متواتر ہے اور علی رض اس واقعہ میں بروقت
معائنہ پیشین گوئی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعینہ بغیر تفاوت سر موئی
کے فرماتے تھے کہ صدق رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم صدق رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم۔ احمد۔ اور خبر دی حضرت نے ترکوں کی پادشاہی سے طبرانی
وابو نعیم۔ ابن مسعود۔ اور ہلاکو خاں کے واقعہ سے خبر فرمائی۔ خصائص۔ اور فرمایا
حضرت صلعم نے سراقہ بن مالک کو جو ایک اعرابی تھا اوس کے دونوں بازو کو
ملاحظہ فرماکر گویا دیکھ رہا ہوں میں جو تو نے کنگن کسریٰ کے اور کمر بند اوس کا اور
تاج اوسکا پہنے ہیں امیر المومنین عمر کی خلافت میں ایسا ہی وقوع میں آیا ازالۃ الخفا
اور ایک یہودی کو فرمایا حضرت نے جو کہ بنی ابی الحقیق سے تھا کہ کیسا حال ہوگا
تیرا جب کہ تو نکالا جائیگا خیبر سے پھر اوسکو عمر رض نے نکالدیا تھا حذیفہ کہتے ہیں
کہ قسم ہے اللہ تعالے جل شانہ کی کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے سب
مفاسد کے پیشواؤں سے دنیا کے تمام ہونے تک خبر دی ہے اور پونچتا ہے
عدد اونکا جو ساتھ اونکے ہونگے تین سو سے زائد کو اونکے نام اور اونکے باپ کے
نام اور اونکے قبیلہ کے نام سے بھی خبر دی ہے حجۃ اللہ البالغہ اب غور کرو کہ ان
لوگوں سے اور انکے سوا کے صدہا پیشین گوئیاں ہیں جو مکاشفات تفصیلہ
کی قسم سے ہیں خاص یہی زماں و مکاں و اسامی مراد ہیں جو جو احادیث میں مذکور
ہیں بعینہ نہ انکے ہمصورت اور مثیل لیس حضرت عیسی کی خبر ہی میں اوس کا

مثیل کہاں سے آگیا۔ ع۔ بے حیا باش و ہرچہ خواہی گو۔ خلافت عثمانیہ اگرچہ
عالم مثال میں برنگ قمیص نظر آئی مگر عثمان رضہ وہی عثمان ہیں نہ کوئی دوسرا مثیل
اونکا۔ غرض کہ مکاشفات تفصیلیہ میں جو لوگ بقید اپنے اسماء کے مذکور ہیں
کوئی تاویل طلب نہیں گو کہ بعض فقرات ماسوا اسماء کے جو در رنگ استعارہ
ہیں اور ارادہ معنی حقیقی دہا نپر متعذر ہے تعبیر طلب ہیں اور وقوع تاویل بعض
فقرات کلام میں موجب تاویل کل کلام کا نہیں ہوسکتا بلکہ یہ منوط بتعذر حقیقت
ہے۔ لفظ یختلون الدنیا بالدین کے جمع ہونے سے دجال کے ذو افراد ہونے
پر دلیل پکڑنی ایسی باطل ہے جیسے کہ مولوی امروہی نے دلیل پکڑی ہے اوسنے
اپنی کتاب شمس بازغہ کے صہ ۳۵ میں لکھا ہے کہ لسان العرب میں لکھا ہے وقیل
لانہ یغطی الارض بکثرۃ جموعہ اقول مولوی امروہی کی یہ بیفکری ہے کہ لانہ کی ضمیر کو
خیال نہ کیا جس سے دجال واحد شخصی مراد ہے اور اسکے ساتھ جماعات کے ہونیکا
ہم کب انکار کرتے ہیں۔ **قولہ** صفحہ ۱۰ میں حالانکہ خروج دجال کو متشابہات
میں سے شمار کیا گیا ہے جن کا علم بجز باری تعالے کے دوسرے کو نہیں ہوسکتا
چنانچہ تفسیر معالم التنزیل میں محیی السنہ امام بغوی کہے ہے والمتشابہ ما
استاثر اللہ تعالی بعلمہ لا سبیل لاحد الی علمہ نحو الخبر عن اشراط
الساعۃ وخروج الدجال۔ اور امام جلال الدین سیوطی نے بھی اتقان
فی علوم القرآن میں ایسا ہی لکھا ہے حیث قال والمتشابہ ما استاثر اللہ
بعلمہ کقیام الساعۃ وخروج الدجال۔ **اقول** ان عبارتوں سے قادیانی
بنگالی کو کوئی فائدہ نہیں کیونکہ مراد ان سے یہ ہوا کہ قیام قیامت اور خروج دجال
کا تعین کون سے برس کونسے مہینے کونسے دن میں ہوگا یہ امر متشابہات اور مغیبات
سے ہی اور یہ مطلب ہرگز نہیں کہ نفس خروج دجال اور نفس قیام قیامت
متشابہات میں سے ہے یعنی یہ مطلب کہ معلوم نہیں کہ قیام قیامت کیا چیز ہے
اگر یہ مطلب لیا جاوے تو قیام قیامت یعنی قیامت کے آنے سے انکار ہوا۔
حالانکہ آیات واحادیث واجماع امت وقیاس جمیع امامان دین اور اعتقاد
کل مومنین کے مخالف ہے اور صاف کفر ہے۔ امام جلال الدین سیوطی تفسیر

اور منثور کی عبارت کو دیکھو جو ہمنے اس سے قبل لکھہ دی ہے کہ کیسا صاف صاف
حضرت عیسی علیہ السلام کا آنا بیان کرتے ہیں اور دجال کا خروج اور عیسی علیہ السلام
کے ہاتھ سے اوسکا مرنا بھی ذکر کیا ہے حیث قال ان الدجال خارج ومعی قضیبان
اور ایسا ہی تفسیر اتقان میں ہے مگر اندہو نکو آفتاب جہانتاب سے کیا فائدہ ہے
اور اسی علامہ نے اوسی درمنثور میں بھی فرمایا کہ شب معراج میں رسول اللہ نے
ابراہیم وموسی وعیسی علیہم السلام سے ملاقات کی پس قیامت کا ذکر کیا سب
نے ابراہیم علیہ السلام کی طرف اس ذکر کو رد کیا انہوں نے فرمایا کہ مجھکو علم نہیں۔
پھر عیسی علیہ السلام کی طرف رد کیا تو انہوں نے کہا کہ وقوع قیامت کو سوائے
اللہ تعالے کے دوسرا کوئی نہیں جانتا فقال عیسی اما وجبتہا فلا یعلم بہا احد
الا اللہ عزوجل وفیما عہد الی ربی ان الدجال خارج ومعی قضیبان۔ اس
عبارت میں وجبتہا کا معنی وقوعہا ہے مراد اس سے بھی نفی تعیین یوم بالخصوص
کی ہے جیسا کہ آیات صریحہ میں موجود ہے۔ اور خود مشکوہ وغیرہ صحاح کی کتب
میں بکثرت وارد ہے کہ جبرائیل علیہ السلام نے آکر رسول اللہ سے عرض کیا۔
متی الساعۃ قیامت کب کو ہوگی رسول اللہ نے جواب دیا جس کا مطلب
یہ ہے کہ مجھکو نہیں معلوم پس اس سے مراد بھی بالخصوص تعیین یوم و زمان کی نفی
ہے اگر یہ مطلب نہ ہو جیسا اور جملہ اہل اسلام کہتے ہیں تو کل احادیث وکتب ائمہ
دین اور خود امام سیوطی کی تصانیف میں ایسے تدافع اور تعارض اور تناقض ہونگے
کہ کسی مجنون کی کلام میں بھی نہ ہونگے کیونکہ کسی جگہ عیسی کا آنا اور دجال کو قتل کرنا
اور قیامت کا آنا بیان کیا اور کسی جگہ ان کو متشابہات سے کہکر انکا انکار ثابت کر
دیا نعوذ باللہ منہا۔ ہم کل مسلمان اہل سنت وجماعت بلکہ شیعہ و رافضی و وہابی
بھی ایمان تفصیلی میں آمنت باللہ وملائکتہ وکتبہ ورسلہ والیوم الآخر
پڑھتے ہیں مگر قادیانی لوگ والیوم الآخر سے منکر ہیں اسیواسطے نفس قیام
قیامت کو متشابہات سے کہتے ہیں۔ مرزا نے خود ٹائیٹل ازالۃ الاوہام کے
صفحہ دوم میں لکھا ہے میں ایک مسلمان ہوں آمنت باللہ وملائکتہ وکتبہ و
رسلہ والبعث بعد الموت۔ بلفظہ۔ استغفر اللہ معلوم نہیں کیسا سخت مغالطہ

واقعہ ہوا کہ جس کے سبب سے آیات بنیات و ہزار ہا احادیث سے انکار کرنا پڑا
اور ایسا ہی حال ہے تفسیر معالم التنزیل کا اور امام بغوی کا اعتقاد عیسی علیہ السلام
کے بارہ میں اہل سنت و جماعت کی مثل ہے اوس سے سند لانی مرزائیوں کو
سخت مضر ہے اور سنئے تو ابو شریح انصاری سے دابۃ الارض کے نکلنے کا قصہ مفصل
بیان کیا ہے حالانکہ مرزا دابۃ الارض سے منکر ہے اور کہتا ہے کہ دابۃ الارض کوئی
خاص جانور نہیں بلکہ اوس زمانہ کے علماء ہونگے جو آسمانی قوت اپنے میں نہیں رکھتے
آخری زمانہ میں انکی کثرت ہوگی تفسیر معالم التنزیل اور تفسیر عزیزی اور تفسیر مظہری
وابن کثیر و فتح البیان میں تو خود موجود ہے کہ جبرئیل علیہ السلام ہر وقت عیسی
علیہ السلام کے ساتھ موجود رہتا تھا یہانتک کہ اونکے ساتھ آسمان کی طرف چلا
گیا وھذا عبارتہم کان معہ لا زما فی جمیع الاحوال حتی رفع مع عیسی علیہ السلام الی
السماء۔ **قولہ** کیونکہ اگر واقعی اسی صورت پر دجال معہود ظاہر ہو جاوے تو نعوذ
باللہ قرآن و حدیث کا باطل ہونا لازم آئے گا اس لئے کہ ام القرآن یعنی سورۃ
فاتحہ سے معلوم ہوتا ہے کہ کوئی مفسد و مخرب دین قوم یہود و نصاری سے باہر
نہیں ہوگا کیونکہ اگر ہوتا تو ضرور ام القرآن میں اسکی طرف اشارہ ہوتا۔ ورنہ
ام القرآن کا مرتبہ گھٹتا جاتا ہے۔ **اقول** منلاجی کا مطلب یہ ہے کہ الحمد میں
غیر المغضوب علیہم ولا الضالین سے مراد یہود و نصاری ہیں اور کل مفسد و
مخرب دین کے انہیں دونوں فرقوں میں سے ہونگے حالانکہ یہ سمجھ غلط ہے
کیونکہ فرقہ قادیانی و غیر مقلدین و مجوسی و دہریہ و قرآنیہ و نیچریہ و شمسی
و رافضی و شیعہ اعلی قسم کے مخرب دین و مفسدین سے ہیں حالانکہ یہود و نصاری
سے باہر ہیں اور ام القرآن میں مذکور نہیں اور صدہا احکام نماز و روزہ و زکوۃ و
حج و مزارعت و نکاح و طلاق و بیع و عتاق وغیرہ ام القرآن میں کوئی نہیں کیا اس
سے ام القرآن کا مرتبہ گھٹتا جائیگا یہ کیسی عمدہ باتیں منلاجی نقل کر رہا ہے۔
قولہ صفحہ ۱۱ اور یہود سے دجال معہود کا آنا تو قولہ تعالے وضربت علیہم
الذلۃ والمسکنۃ وغیرہ سے باطل ہے **اقول** یہود کا خوار و ذلیل ہونا
جو قرآن و حدیث میں مذکور ہے اوسکے ظہور کے اسباب میں سے ایک یہ بھی

ہے کہ دجال تھوڑے روز باں کر کفر خدائی دعوی کر کر مسیح بن مریم کے ہاتھ سے
مقتول ہوگا اوسکا چند روزہ شان وشوکت کتاب وسنت کی پیشین گوئی
کو مضر نہیں چنانچہ حدیث شریف میں ہے کہ ہمیشہ میری امت میں سے ایک
جماعت حق پر ہوگی اور غالب رہے گی قیامت تک اوسکا یہ معنی نہیں کہ کوئی
بالمقابل انکے سر نہ اٹھائے گا بلکہ مطلب یہ ہے کہ بعد تقابل کے غلبہ اہل حق
ہی کو ہوگا ایسا ہی دجال بھی مسیح بن مریم کے ہاتھ سے ہلاک ہوگا جس سے اوسکو
اور اوسکے تابعین کو بڑی ذلت ہوگی۔ جیسا کہ خود اس جواب کو حجۃ اللہ البالغہ
میں لکھا ہے۔ اب جو کہ بعض جگہوں میں بعض یہود ملکوں کے والی اور رئیس ہیں
یا نصاریٰ کہ قریب قریب تمام روئے زمین کی سلطنت کر رہے ہیں تو آیات
واحادیث میں جو کہ انکی ذلت وارد ہے وہ بیجا اور غلط ہے بلکہ مقصود شارع
کا یہ ہے کہ یہ چند روزہ شان وشوکت کا کوئی اعتبار نہیں اعتبار نتیجہ اور
خاتمہ کا ہے العبرۃ بالخواتیم۔ یہ اعتراض بھی مرزائیوں کا غلط ہوا۔
قولہ ۱۱ اور تمیم داری کی روایت کے مطابق جزیرہ کے قوی ہیکل دجال
کا نکل آنا بھی صحیح مسلم وغیرہ کے سو برس والی حدیث سے باطل ٹھہرتا ہے
چنانچہ صحیح مسلم میں ہے۔ عن جابر رضی اللہ عنہ قال سمعت رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وسلم یقول قبل ان یموت بشہر تسئلونی عن الساعۃ وانما علمہا عند اللہ
واقسم باللہ ما علے الارض من نفس منفوسۃ یاتی علیہا مائۃ سنۃ وھی حیۃ
یومئذ وعن ابن مسعود لا یاتی مائۃ سنۃ وعلی الارض نفس منفوسۃ الیوم رواہ
مسلم **الجواب** (۱)۔ ہمنے رسالہ تیغ غلام گیلانی برگردن قادیانی میں خوب
تحقیق سے تحریر کر دیا ہے کہ آیت بل رفعہ اللہ الیہ کی محکم ہے رفع جسمی
میں لہذا اہل لسان اور محاورہ داں صحابہ اور سلف سے رضوان اللہ تعالےٰ
علیہم اجمعین رفع جسمی کو آیت ہذا سے ایسے سمجھے ہوئے تھے کہ کسی سے اس
آیت کے معنی میں اختلاف ہی مروی نہیں اور اسی وجہ سے یعنی چونکہ محکم ہے
رفع جسمی میں تو مخصص ہوگی واسطے ان آیات اور احادیث کے جو باعتبار عموم
اپنے کے دال ہیں وفات مسیح پر مثل قد خلت من قبلہ الرسل اور ما من

نفس منفوسة ۔ وغیرہ ۔ (۲) جسوقت یہ حدیث رسول اللہ صلے اللہ علیہ نے
فرمائی ہے اوسوقت حضرت عیسی علیہ السلام زمین پر موجود نہ تھے بلکہ آسمان پر
تھے پس حدیث کا حکم اوس شخص کیلئے ہے جو کہ اسوقت زمین پر تھا پس علے الارض
کی قید سے عیسٰی علیہ السلام نکل گئے ۔ وہذا ظاہر جدا ۔ (۳) یہ حکم حدیث
کا کلی نہیں بلکہ جزوی ہے کیونکہ اوسوقت تو زمین پر خواجہ خضر اور مہتر الیاس
علیہما السلام زندہ موجود تھے اور باتفاق اہل باطن واہل کشف اتبک زندہ ہیں
اور اصحاب کہف جو کہ اوس وقت غار میں تھے جنکو غار میں جائیکے اوسوقت
۳۰۹ برس ہو چکے تھے اور اب تک ۱۳۲۷ اور بھی گزر چکے ہیں ۔ پس ان احادیث
سے عیسی علیہ السلام کی موت ہرگز ثابت نہیں ہوتی ۔ مرزائیونکا یہ اعتراض بھی
خاک میں مل گیا ۔ اور صحیح مسلم کا حوالہ دینا تو تمکو کوئی مفید نہیں بلکہ وہ تو تمہارے
حق میں زہر قاتل ہے دیکھو صحیح مسلم مطبع انصاری کے جلد اول صـ۸۷ نزول عیسی
ابن مریم علیہ السلام اور جلد ۲ صـ۳۹۲ میں ہے کہ عیسی ابن مریم دجال کو قتل کرکے لوگوں
کو اوسکا خون نیزہ پر دکھائینگے ۔ اور جلد ثانی کے صفحہ ۳۹۹ میں ہے کہ دجال کو اللہ تعالے بعض
چیزونکا اختیار دیکر لوگونکی آزمائش کریگا جیسا کہ زندہ کرنا مردونکا اور دوزخ و جنت اور نہرونکا اوسکے ساتھ ہونا
اور آسمانکا اوسکے امر سے بارش برسانا وغیرہ وغیرہ پھر عیسی علیہ السلام اوسکو قتل کرینگے اور یہی مذہب اہل سنت وجماعت اور جمیع
محدثین اور فقہاء وغیرہ کا ہے اور خوارج اور جہمیہ اور بعض معتزلہ اسکے خلاف میں اور بوجہ یاجوج ماجوج کے حضرت عیسی کا
ایک جگہ میں بند ہونا اور صفحہ ۴۰۳ میں ہے کہ آنا عیسی علیہ السلام کا اور قتل کرنا اوسکا دجال کا بالکل صحیح ہے اور حق ہے
عقل اور شرع میں اوسکو کوئی شئی باطل نہیں کرتی ان سب میں وہی دجال حقیقی شخص مراد ہے اور وہی عیسی ابن مریم بعینہ
کا ذکر ہے مثیل عیسی کا تو اشارہ قدر بھی نہیں ہے ۔ **قولہ** اور علاوہ اوسکے دجال میں ایسی ایسی
صفتیں بھی تسلیم کی گئیں ہیں کہ کسی نبی اولوالعزم میں ایسی صفتیں پائی نہیں گئیں بلکہ بعض بعض خدائی صفتیں
بھی دجال میں مانی گئی ہیں مثل عالم الغیب ہونے کے احیاء و اماتت کے پس ایسا دجال خیالی آنا بحکم قرآن عظیم و احادیث
رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے یکسر باطل ہے کما لا یخفی ۔ **الجواب** غیب کا علم جاننا بالذات بلا کسی ذریعے
اسطور پر کہ ذات عالم کی خود بخود مبدء انکشاف ہو جائے یہ خاصہ باری تعالے کا ہے اور علم غیب کا جاننا بواسطے وحی یا الہام
اور القاء فی القلب اور کشف القلوب اور بذریعہ قرائن کے یہ خاصہ خداوندی نہیں بلکہ یہ علم اوس جیسے علم کا مقابل
ہے یہ نیک بندونکو چنانچہ انبیاء علیہم السلام وغیرہ بزرگان دین کو دیا گیا ہے اسکا تحقیق

ضرور بندونمیں ہونا چاہی لمقتضاء المقابلة صدہا احادیث و اقوال و مذاہب اسپر موجود ہیں کہ ایسا علم غیب بندگان خدا کو دیا گیا ہے پس اسوقت دجال کو بھی ایک علم غیب واسطے امتحان بندونکے دیا جائیگا جیسا کہ کاہنوں اور برہمنونکو بعض امور کا علم غیب حاصل ہے بوجہ پابندی قواعد جفر و رمل کے اور بعض کو بذریعہ اخبار جن حاصل ہوتا ہے کما فی الحدیث وکتب العقاید ایسا ہی کیسے مردہ کو زندہ کرنا اور زندہ کو مارنا باذن پروردگار یہ بندونکو حاصل ہی جیسا کہ عیسیٰ علیہ السلام کے بارہ میں قرآن شریف میں وارد ہی اُبْرِئُ الْاَکْمَهَ وَالْاَبْرَصَ وَاُحْیِ الْمَوْتٰی بِاِذْنِ اللّٰهِ وَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا تَاْكُلُوْنَ وَمَا تَدَّخِرُوْنَ فِیْ بُیُوْتِكُمْ الخ ترجمہ اور میں بحکم خدا مادر زاد اندھے اور بدن بگڑے کو اچھا کرتا ہوں اور مردے زندہ کرتا ہوں اور تمکو خبر دیتا ہوں جو تم کھاتے ہو اور جو گھروں میں اُٹھا رکھتے ہو۔

اور خواجہ خضر علیہ السلام نے جو کہ ایک لڑکے کو باذن پروردگار مار ڈالا تھا با شارہ اپنی انگلی کے کہ موسیٰ علیہ السلام نے کہا۔ اَقَتَلْتَ نَفْسًا زَكِیَّةً بِغَیْرِ نَفْسٍ اور اس قسم کا اختیار اکثر بندگان اللہ تعالیٰ کے بندوں سے بہت صادر ہوا ہے۔ اور ہوگا خود امام مہدی صاحب اپنے خلافت کے وقت میں کئی مردونکو زندہ کرکے پھر اُن کو مار ڈالینگے باذن پروردگار موسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں ایک مقتول کا قاتل معلوم نہیں ہوتا تھا تو موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ گائے ذبح کرکے اس کا کوئی اندام میت پر مارو تو میت زندہ ہوکر قاتل اپنا بتا دیگا پس بنی اسرائیل نے گائے ذبح کرکے اُسکی زبان یا دایاں ران اُسکا یا کان اُسکا یا دُم اُسکی مقتول پر ماری گئی الخ اول پارہ میں سورۂ بقرہ میں یہ قصہ موجود ہے فَقُلْنَا اضْرِبُوْهُ بِبَعْضِهَا كَذٰلِكَ یُحْیِ اللّٰهُ الْمَوْتٰی۔ کو پڑھو حضرت عزیر علیہ السلام کے بارہ میں خود قرآن شریف میں موجود ہی کہ اُسکو اللہ تعالیٰ نے مارا اور وہ ایک سو برس کے بعد پھر زندہ ہوا۔ اَوْ كَالَّذِیْ مَرَّ عَلٰی قَرْیَةٍ وَّهِیَ خَاوِیَةٌ عَلٰی عُرُوْشِهَا قَالَ اَنّٰی یُحْیٖ هٰذِهِ اللّٰهُ بَعْدَ مَوْتِهَا فَاَمَاتَهُ اللّٰهُ مِائَةَ عَامٍ ثُمَّ بَعَثَهٗ قَالَ كَمْ لَبِثْتَ قَالَ لَبِثْتُ یَوْمًا اَوْ بَعْضَ یَوْمٍ قَالَ بَلْ لَّبِثْتَ مِائَةَ عَامٍ فَانْظُرْ اِلٰی طَعَامِكَ وَشَرَابِكَ لَمْ یَتَسَنَّهْ یعنی جبکہ عزیر علیہ السلام ایک ویران شہر پر گذرے تو بطور استبعاد و تعجب کے کہا کہ ایسے مرے ہوئے اور ویران شہر کو اللہ تعالیٰ کیسے زندہ کریگا پس اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ دکھانیکے لیے عزیر علیہ السلام کو سو برس تک مردہ رکھکر زندہ کیا بعد فرمایا کہ تو کتنی دیر یہاں رہا تو عزیر علیہ السلام

کہا کہ ایک دن یا کچھ کم اللہ تعالے نے فرمایا نہیں تو ایک سو برس تک یہاں مرا ہوا رہا
اپنے طعام اور پانی کو دیکھہ کہ باوجود گذر جانے ایکسو برس کے خراب نہیں ہوا اور اپنے
گدھے کو دیکھہ کہ کسطرح اُسکی ہڈیاں بوسیدہ ہو گئی تھیں الخ غرضیکہ عزیر علیہ السلام کا
گدھا بھی اللہ تعالے نے انکے سامنے زندہ کیا اور غلام احمد قادیانی اس آیت کی
تحریف اُس طور پر کرتا ہے ازالہ میں کہ (خدائے تعالے کے کرشمہ قدرت نے ایک لمحہ کیلیے
عزیر کو زندہ کر کے دکہلایا مگر وہ دنیا میں آنا صرف عارضی تھا اور دراصل عزیر بہشت ہی
میں موجود تھا ازالہ صفحہ ۲۹۵) افسوس کہ مرزا نے اپنی بات بنانیکے لئے قران شریف کے
معنی کو بگاڑا مگر کچھہ نہ ہوا کیونکہ اول تو یہ کہ آیت کے سیاق و سباق سے خود ظاہر ہے کہ
عزیر علیہ السلام کی موت و حیات سے حقیقی موت و حیات پروردگار کا مقصود ہے
نہ مجازی اگر ہے تو دکہاؤ کہ کون سے محقق نے یہ لکھا ہے کہ فی الواقعہ عزیر دنیا میں نہ آیا تھا
اور یہ حیات مجازی تہی۔ دوم یہ کہ جو بات جیت کہ اللہ تعالے اور عزیر علیہ السلام کا لوگوں کے
ساتھ ہوا ہے وہ ایک لمحہ میں ہو جانا مستبعد خیال کیا جاتا ہے کیونکہ تفسیر بیضاوی میں
ہے کہ جب عزیر نبی اللہ زندہ ہوئے بعد ایک سو برس کے لوگونیر توراۃ کو لکھوایا اپنی
یاد سے پس لوگ اس سے متعجب ہوئے۔ تیسرا یہ کہ مرزا تو بالکل کسے مردہ کا دنیا میں
آنا نہیں مانتا حقیقی ہو یا مجازی بہت دیر تک ہو یا ایک لمحہ ہو پس جبکہ ایک لمحہ بھی
بعد مرنے کے دنیا میں آنا مان لیا تو اُس کا دعوے ٹوٹ گیا جو تھا یہ کہ بہت اچھا یہ
دنیا میں آنا عزیر نبی اللہ کا عارضی ہی طور پر سہی ہم بھی تو کہتے ہیں کہ عیسٰی علیہ السلام
کیلیے زندگی اور معاش کیجگہ اصلی فی الواقع زمین ہی ہے مگر وہ عارضی طور پر آسمان پر
ہیں پس اس میں کیوں مرزا خفا ہوتا ہے۔ اور دیکھو موسٰے علیہ السلام کی قوم
کے بارہ میں کہ بعد انکے مرنیکے زندہ ہونیکی صاف صریح طور پر موجود ہے۔ ثم بعثناکم من بعد
موتکم لعلکم تشکرون قرآن شریف میں دوسری جگہ میں پڑھو الم تر الی الذین خرجوا من
دیارہم وہم الوف حذر الموت فقال لہم اللہ موتوا ثم احیاہم) سنا آیت صریح الفاظ
سے یہ آیت تبلا رہی ہے کہ اے محمد صلے اللہ علیک وسلم کیا تجھے معلوم نہیں کہ وہ ہزاروں
لوگ جو کہ خوف موت کے سبب سے اپنے گہروں سے نکلے تھے پس کہا انکو اللہ تعالے
نے کہ تم مر جاؤ (پس وہ مر گئے) پہر زندہ کیا انکو اللہ تعالے نے۔ تفسیر جلالین میں ہے

کہ یہ لوگ بعد مرنے کے زندہ ہوکر زمانہ دراز تک دنیا میں رہے لیکن اُنپر موت کا اثر باقی رہا کہ جو کپڑا وہ لوگ پہنا کرتے تھے کفن کیطرح ہو جاتا تھا اور یہ حالت اُنکے تمام قبائل میں رہی اور قریش کے ۲۴ سردار جو کہ بدر کے جنگ میں مارکر بدر مقام کے کنوؤں میں پھینک دئے گئے تھے اللہ تعالے نے اُنکو زندہ کر کے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی کلام انکو تنبیہ اور افسوس کے لئے سنادی چنانچہ صحیح بخاری میں بروایت قتادہ ہے وزاد البخاری قال قتادة احیاہم اللہ حتی اسمعہم قولہ توبیخا وتصغیرا ونقمة وحسرة وندما۔ مشکوة غرض کہ آیت اور احادیث وقصص وروایات صحیحہ میں موتی کا زندہ ہونا دنیا میں بکثرت موجود ہے کہانتک مرزائیوں کو رڈکوں کیطرح تعلیم دیجاوے۔ سوال از طرف قادیانی وحرام علی قریة اہلکناہا انہم لا یرجعون یعنی جس بستی اور موضع کو ہم نے ہلاک کردیا ان کا دنیا میں پھر رجوع کرنا حرام ہے الجواب اس کا مطلب یہ ہے کہ مردونکا دوبارہ دنیا میں آنا بطور قاعدہ کلیہ کے انکی طبع کا مقتضی نہیں اور یہ امر منافی نہیں ہوسکے کہ اگر اللہ تعالے اُن کے اعادہ اور دوبارہ دنیا میں لانے کو چاہے تو وہ نہ آسکیں بلکہ اللہ تعالے قادر مطلق ہے اگر یہ مراد نہ ہو تو آیات واحادیث میں صاف تعارض حقیقی ہے جو کہ شارع کے عاجز ہونے پر دلالت کرتا ہے سب سے بہتر یہ ہے کہ قادیانی کی کتابوں سے جواب دیا جائے تاکہ اسکو اور اس کے اذناب کو دم مارنے کی جگہ باقی نہ رہے قرآن وحدیث میں تو وہ تاویل وتحریف و انکار کرنیکے عادی ہیں۔ قادیانی نے خود ازالہ میں لکھا ہے کہ ایسیح کی لاش نے وہ معجزہ دکھلایا کہ اُسکی ہڈیوں کے لگنے سے ایک مردہ زندہ ہوگیا الخ ای مرزائیو مان لو مان لو تفسیر کبیر میں ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کے پاس بارہا پچاس ہزار بیمار جمع ہوتے تھے جو آنے کی طاقت رکھتا خود آتا اور جو نہ آسکتا تو عیسیٰ علیہ السلام خود اُس کے پاس چلے جاتے تھے اور فقط دعا ہی کیا کرتے تھے امام کلبی رح نے کہا ہے کہ یا حی یا قیوم کے لفظ سے مردہ کو زندہ کرتے تھے مگر یہ شرط کر لیا کرتے تھے کہ بعد اچھا ہونیکے میری رسالت پر ایمان لانا ہوگا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی دعا سے جو جو لوگ زندہ ہوئے اُن میں سے حضرت عبد اللہ بن عباس نے جنکو مرزا نے اُفقہ الناس لکھا ہے چار شخصوں کو ذکر کیا ہے (۱) عازر جو پیرزن کا بیٹا ہے اور عاشر کی بیٹی اور نوح علیہ السلام کا بیٹا سام۔ سوائے سام بن نوح علیہ السلام کے سب کے سب زندہ رہے اور اُنکی اولاد بھی ہوئی اور

سام بن نوح علیہ السلام کا قصہ یوں ہے کہ اُسکی قبر پر عیسیٰ علیہ السلام آئے اور دعا کی
پس وہ قبر سے نکلا اور آدھا سر اُسکا سفید ہوگیا تھا بوجہ خوف قیامت کے حالانکہ اُس
زمانے میں لوگ بوڑھے نہیں ہوا کرتے تھے پس انہوں نے پوچھا کہ قیامت ہوگئی ہے
عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ نہیں بلکہ میں نے اسم اعظم کیساتھ تمہارے لئے دعا
کی ہے پھر ان سے مرجانے کو کہا انہوں نے کہا کہ مجھکو مرنا قبول ہے مگر شرط یہ ہے
کہ موت کی سختی میرے اوپر دوسری بار نہ ہو پس عیسےٰ علیہ السلام نے دعا کی اور
اُن پر موت کی سختی نہ ہوئی تفسیر لباب التاویل ج ۱ صفحہ ۲۳

قولہ مخفی نہ رہے کہ حقیقت دجال کی یہ ہے کہ دجال اصل میں شیطان لعین ہے
جو کہ شر الخلائق بلکہ منبع الشرور ہے جس نے اللہ تعالےٰ سے قیامت تک کی مہلت
طلب کر کے حاصل کی ہے کما قال تعالیٰ رَبِّ فَاَنْظِرْنِیْ اِلٰی یَوْمِ یُبْعَثُوْنَ قَالَ فَاِنَّکَ مِنَ
الْمُنْظَرِیْنَ اِلٰی یَوْمِ الْوَقْتِ الْمَعْلُوْمِ۔ پس بناءً علیہ چونکہ یہ زمانہ بھی دجالی زمانہ ہے
اسمیں ہر ایک مضل خلق و مفسد دین حق اسکا مظہر ہے چنانچہ مخالفین بسلسلہ حقہ احمدیہ
بھی خواہ مولوی ہوں یا نہ مولوی جو ناحق لوگوں کو راہ حق سے بہکاتے ہیں حصہ دار ول
میں سے اُس کے ہیں الخ صفحہ ۱۲ الجواب (بسی) باتوں سے پورا بے علمی اور جہالت کا پتہ
ملتا ہے افسوس علمیت کا یہ حال اور تصنیف کا یہ شوق ۔ جو آیت قرآنی کہ خاص ابلیس لعین
کے بارہ میں تھے اسکو دجال کے بارہ میں نازل کر دیا اور بیچ یہ ڈالا کہ دجال اصل میں
شیطان لعین ہے ہم کہتے ہیں کہ کون سنے کہانی تیری اور وہ بھی زبانی تیری کسی آیت
یا صحیح حدیث خواہ ضعیف غیر موضوع خواہ موضوع ہی سے ثابت کر دکھاؤ کہ دجال کوئی
شخص خاص نہ ہوگا بلکہ یہی شیطان ہے اور یہ قیامت تک بھی ثابت نہ کر سکو گے اگرچہ
اپنے ہمراہ شیطان کو بھی کر لو مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ و بیت المقدس وکوہ طور سے
دجال داخل ہونے سے روکا گیا ہے اگر وہ دراصل شیطان ہی ہے تو شیطان اور شیطانی
تو اعلیٰ اقسم کی ان جگہوں میں ہوتی رہی اور اب بھی ہوتی ہے اور ہوتی رہیگی ۔ ظاہر ہے
کہ طرح بطرح کے فتنے اور فساد انبیا علیہم السلام اور صحابہ کرام و تابعین اور اُن کے
بعد کے زمانہ میں انہی جگہوں میں ہوئے ہیں ۔ علمائے اہل اسلام جو مرزائیوں کو جابجا
اپنی تصانیف میں طعن و تشنیع کرتے ہیں تو اسکی وجہ یہی ہے کہ ہم کل لوگ اُن کے

گمان میں شیطان اور شیطان کے حصہ داروں میں سے ہیں جیسا کہ اس برہمن بریہ
کے خطیب کی عبارت میں گذرا اور اس کے سوائی باقی مرزائیوں نے بھی اپنے نبی
غلام احمد کیساتھ ملکر ہم اہل اسلام پر کفر کا حکم بارہا دیا ہے اور خود ظاہر ہے کہ جو
کوئی کسی مسلمان کو کافر کہیگا وہ خود کافر ہے لہٰذا ہمارے اوپر جو کہ حکم شیطان اور
دجال ہونیکا مرزائیوں نے دیا ہے وہ حکم مرزائیوں پر ہی لوٹتا ہے **قولہ** اکثر احادیث
میں چونکہ استعارہ کے طور پر مثل کشوف و خوابوں کے دجال کو ایک قوی ہیکل شخص
کیصورت میں بیان کیا گیا ہے اس لئے اکثر الفاظ پرست ظاہری لوگ اسکو دلیل
پکڑتے ہوئے ہیں اور باوجود تفہیم کامل و تنبیہ شدید کے اس سے نہیں ٹلتے
الجواب دجال کا شخص واحد قوی ہیکل ہونا از بس درست ہے ایسا ہی ہوویگا یہ
بیان حضرت کا آخری ہے اور مفصل ہے خیال کرو کہ جب ابتدا میں حضرت صلے اللہ
علیہ وسلم نے مکاشفہ اجمالی کے ذریعہ سے بعض علامات دجال کے بیان کیے تو ابن
صیاد پر وہ باتیں مطابق پائی گئیں لہٰذا عمر رض نے اس کے قتل کرنیکی اجازت مانگی مگر
حضرت نے نہ دی اور فرمایا کہ اگر دجال یہی ہے تو تو اسکا قاتل تو نہیں ہے بغیر عیسی
ابن مریم کے قاتل اسکا اور کوئی نہیں اور اگر یہ ابن صیاد دجال نہیں تو اہل ذمہ میں سے ایک
شخص کا قتل کر دینا تمکو سزاوار نہیں اس حدیث سے دجال کا شخص واحد متعین ہونا بخوبی ثابت
ہے کیونکہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا تشریف لیجانا ابن صیاد کیطرف یہ دلیل ہے
اسی کے شخص معین ہونیکی طرف اگر دجال قوم دغاباز اور شریر سے عبارت ہوتا تو حضرت نبی
صلے اللہ علیہ وسلم ابن صیاد کیطرف بخیال اس کے کہ شاید دجال ہو کیوں جاتے اور
اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ دجال کا قاتل سوائے عیسی ابن مریم کے دوسرا کوئی نہیں
اگر قتل سے مراد ظاہری قتل نہ تھا بلکہ دلائل اور بینات سے ساکت کرنا تھا تو حضرت صلے اللہ
علیہ وسلم اسوقت عمر رضی سے فرماتے کہ ای عمر اسکو جان سے کیوں مارتے ہو اسکو دلائل اور
بینات سے ساکت کر دو کہ یہی اسکا قتل ہے پس عمر رضی اللہ عنہ کی اذن طلبی ابن صیاد
کے قتل کے بارہ میں اور حضرت کا اسکو روک دینا اور عمر رض کا باز رہنا پختہ دلیل ہے
بطرف شخص معین ہونے دجال کے چونکہ یہ اجمالی علامات دجال کی بیان کی گئیں تھیں
لہٰذا بعض صحابہ پر ابتدا میں یہ امر مخفی رہا جیسا کہ ابن عمر رض نے کہا کہ ما اشک ان

متعین

المسیح الدجال ابن صیاد اور اسی کو مرزا نے لیکر تیرہ سو برس سے اُس کے مرکر مدینہ میں
دفن ہونیکا اعتقاد کر لیا پس خلاصہ یہ ہوا کہ مرزا ہرگز مسیح موعود نہیں کیونکہ وہ دجال شخصی
کا قائل نہیں ہے بلکہ حضرت عمر رض نے خطبہ میں فرمایا کہ تمہارے بعد ایک قوم آئیگی جو کہ رجم
اور دجال اور شفاعت اور عذاب قبر کی منکر ہوگی سبحان اللہ مرزا وغیرہ منکروں کے بارے
میں حضرت عمر کی یہ پیشین گوئی کیسے صادق ہوئی اگر دجال قوم شریر سے اشارہ ہے
تو اُس سے کون انکار کر سکتا ہے وہ تو ہر زمانہ میں بکثرت ہیں جب بعد کو حضرت
صلے اللہ علیہ وسلم سے پورے علامات دجال کے حضرت عمر نے سنے تو ابن صیاد کے
دجال نہ ہونے کا مانا اور آئندہ کو دجال کے بارہ کے تاکید فرمائی اور سب صحابہ اسپر
ایمان رکھتے تھے عبداللہ بن عمر رض کہتے ہیں کہ حضرت عمر جس شے کی نسبت جو خیال کرتا ہے
وہ ویسی ہی نکلتی ہے قیس بن حاذق کہتا ہے کہ ہم آپس میں باتیں کیا کرتے تھے کہ عمر رض
کی زبان پر فرشتہ بول رہا ہے۔ فقط **قولہ** صفحہ ۱۰ میں ہے کیونکہ حضرت عیسے علیہ السلام کی
کا وفات پاجانا محکمات قرآن وحدیث سے کما ینبغی ثابت ہے اور یہی اپنے محل میں محکمات
قرآن وحدیث سے پایہ ثبوت کو پہنچ گیا ہے کہ جو شخص مرجاتا ہے پھر رجوع الی الدنیا نہیں کرسکتا
ہے **الجواب** وہ محکمات قرآن وحدیث اگر وہی ہیں جنکا سابقا جواب ہو گیا ہے تو چشم ما روشن
دل ماشاد اور اگر سوائے انکے دار العلوم قادیان میں ہیں تو لائیے تاکہ انکا بھی جواب
دیا جائے افسوس کہ محض خلق خدا کو دھوکا اور گمراہ کرنا انکا مقصود ہے۔ ذرہ اسپر
پہلے گذر چکا ہے کہ مُردے کیسے زندہ ہوتے ہیں اُسکو دیکھو اور جہالت سے باز آؤ
محکمات میں تاویل کہاں درست ہے اور آپ تو ہر جگہ تاویل کرتے ہو اور صفحہ ۱۵ و ۱۶
میں جو کہ لفظ نزول کو تختہ مشق بنایا ہے اسکا جواب سابق میں ہو چکا ہے۔
قولہ۔ احادیث نزول عیسے علیہ السلام کے روایات صحیحہ میں تو سما کا لفظ ہی غائب ہے
بمعنی آسمان موجود نہیں کما لا یخفی **الجواب** متعدد احادیث میں صراحتہ ودلالتہ موجود ہے
آپ کی یا کسی قادیانی کی ورق گردانی میں نہ ملا تو اسمیں کسی غیر کا قصور تو نہیں قصور انکی
علمیت اور نظر کا قصور ہے بیت گر نہ بیند بروز شپرہ چشم ۔ چشمہ آفتاب را چہ گناہ ۔

روی اسحق بن بشر و ابن عساکر عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
فعند ذلک ینزل اخی عیسی بن مریم من السماء الحدیث خفہ اکبر میں امام ابو حنیفہ رح

بابِ نزول عیسیٰ علیہ السلام من السماء فرماتے ہیں ساری دنیا کا تاشا ہوا قطب العارفین اور
خاتمہ کردار کا بڑا اعتماد المعتمد علیہ صوفی باخدا شیخ اکبر فتوحات میں فرماتے ہیں عیسیٰ علیہ السلام
کے بارہ میں خاتم لم یمت الی الآن بل رفعہ اللہ الی ہذا السماء اس سے پیشتر بھی کتاب کا
حوالہ دیا گیا ہے تدبر و تفکر خود نسائی شریف کو دیکھو کہ حضرت ابن عباس سے حضرت
عیسیٰ بن مریم کا زندہ آسمان پر اٹھایا جانا ثابت ہے۔ عن ابن عباس ان رھطا من الیہود
سبوہ امر فدعا علیہم فمسخہم قردۃ وخنازیر فاجتمعت الیہود علی قتلہ فاخبرہ اللہ بانہ یرفعہ
الی السماء ویطہرہ من صحبۃ الیہود رواہ النسائی اور ایسا ہی ابن ابی حاتم ابن مردویہ قال
ابن عباس سیدرک ناس من اہل الکتاب عیسیٰ حین یبعث فیؤمنون بہ فتح البیان

قولہ یعنی تیسرا اشکال یہ ہے کہ کہاں حضرت مرزا صاحب علیہ السلام نے
دجال کو قتل کیا ہے کیونکہ جس گروہ کو آپ دجال قرار دیتے تھے وہ تو اب تک زندہ
موجود ہے (اور وہ گروہ دجال کا انگریز لوگ اور کل روئے زمین کے مسلمان ہیں) تو حل
اسکا یہ ہے کہ قتل دو قسم کا ہوتا ہے ایک تو معروف ہے کہ کسی حربہ سے جسمانی قتل کرنا
ہے اور دوسرا قسم قتل کا بینہ و برہان کیساتھ ہے جیسا کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے
سورۂ انفال میں لیہلک من ہلک عن بینۃ ویحییٰ من حی عن بینۃ اور یہ قسم ثانی قلع قمع
فساد دینی کیلئے کامل تر ہے قسم اول سے کیونکہ قسم اول میں ممکن ہے کہ مفسد دل کو قتل
کر دینے کے بعد انکی اولاد یا دوسرے ہم مشرب لوگ انکا دوسرے وقت فساد مچادیں
مگر قسم ثانی میں کبھی سر اٹھانیکا مجال باقی نہیں رہتا کما لایخفی الجواب مولوی محمد حسین ہندوستانی
باشندہ بلبہ اور وہ ہے کہ جو کہ کچھ روز بطمع مبلغ ۵۰ روپیہ ماہوار کے مرزائی ہوا تھا اور
مرزا کی تائید میں اپنے کتاب شمس بازغہ لکھی تھی پھر جب ماہانہ مرزا سے بند ہو گیا تو اس
نے اعتقاد مرزائیت کو سلام کر دیا اس نے شمس بازغہ کے صفحہ ۹۵ میں ویہلک اللہ
فی زمانہ الملل کلہا الا الاسلام کے متعلق لکھا ہے کہ یہ جملہ بھی دلیل ہے جہاد بالبرہان پر
کما قال لیہلک من ہلک عن بینۃ ویحییٰ من حی عن بینۃ اسی طرح جملہ یہلک اللہ
فی زمانہ المسیح الدجال سے معنی مذکور مراد ہے انتہی مختصرا اقول عبارت و
یہلک اللہ فی زمانہ المسیح الدجال سے ہلاک بالحربہ ہی مراد ہے جیسے کہ اس جملہ
احادیث صحیحہ سے جنگ بالات اور قتل کرنا دجال کو نیزہ سے مقصود ہے وہ

دو بال ان لفظوں میں جو اعتقاد مصنف

اس بارہ میں بکثرت آچکی ہیں اور جملہ ویہلک اللہ الی آخرہ کو قیاس کرنا آیت مذکورہ
لیہلک من ھلک عن بینۃ الی آخرہ پر کسقدر جہالت و غباوت ہے کیونکہ ادنیٰ طالب
علم بھی جانتا ہے کہ جسجگہ کسیکو ہلاک کرنا دلیل اور برہان اور حجت سے مقصود ہوتا ہے
اسجگہ اسکی تصریح ضروری ہے چنانچہ آیت مذکورہ میں لفظ عن بینۃ موجود ہے اور
جیسا کہ سورۃ الحاقہ میں ھلک عنی سلطانیہ اسیواسطے جسجگہ ابطال اور اہلاک
باٰلات حرب و عذاب ظاہری مراد ہے وہاں پر بینہ اور حجت کا ذکر نہیں ہے چنانچہ آیت
وکم اھلکنا من قریۃ وحرام علی قریۃ اھلکناھا وکم اھلکنا قبلھم من قرن اور انکی
مثل دوسری آیات میں الحمد سے لیکر والناس تک سارا قرآن دیکھہ لو کہ جس جگہ ہلاک کرنا
دلیل اور حجت سے مراد ہو وہاں پر اسکی تصریح ہوگی اور جسجگہ اہلاک باٰلات عذاب
ظاہری جسم و جید اور ہلاک بمعنی موت ظاہری ہو وہاں اسکی تصریح ضرور نہیں کہیں
ہوگی کہیں نہیں ہوگی امثال مذکورہ بالا میں نہیں اور مثل مذکورہ تحت میں ہے فرمایا
ثمود فاھلکوا بالطاغیۃ واما عاد فاھلکوا بریح صرصر عاتیۃ اور قتل بالدلیل کا قوی ہونا
قتل بالحربہ سے اسوجہ سے ہے کہ قسم ثانی میں کبھی بھی سر اٹھانیکا مجال باقی نہیں رہتا
(محل نظر ہے) بعض جگہہ ایسا بھی ہوتا ہے کہ پہلے لوگ اگر کسی دلیل کا جواب نہیں دیسکتے
تو بعد کے لوگ اسکا جواب دینے پر خوب قادر ہوجاتے ہیں جیسا کہ مناظرات و علوم
آلیہ و فلسفیہ میں ناظرین پر یہ امر روشن ہے **قولہ** فی الجملہ اسی قتل دجال کا یہ اثر
ہے کہ احمدیوں سے مباحثہ کرنیکی جرات اب دجال کے گروہ نہیں پاتے ناچار حیلہ و
حوالہ کرکے پسپا ہوتے ہیں الخ **الجواب** اسجگہ پر روئے زمین کے علما و
جملہ اہل اسلام کو اس قادیانی دجال بطال نے گروہ دجال سے شمار کر دیا
مگر وجہ یہ ہے کہ خود گروہ دجال میں سے ہے پس ناچار اس کے دل سے زبانپر
یہی بات آتی ہے ع می تراود چہ کنم آنچہ درون دل است **قولہ** لفظ مہدی کا یہ
معنی ہے کہ لفظ مہدی اسم مفعول کا صیغہ ہے اس کے معنی ہیں ہدایت پایا ہوا
اس سے ایسا شخص مراد ہے جو خود اللہ تعالیٰ کیطرف سے ہدایت پاکر دوسرے
بندگان خدا کی ہدایت کرنیکے لیئے مامور ہو کر مبعوث ہوا ہے اور ابونعیم کی ایک
روایت اسیطرح مروی ہے عن ابن عمران قال محمد بن الحنفیۃ المہدی من یہدی

ویصلح بہا الناس کما یقال الرجل الصالح واذا کان الرجل صالحا تیس لہ المہدی ۔ پس اس
روایت کے مطابق تو ہر رجل صالح مہدی کہلانیکا مستحق ہے کما لا یخفی الجواب اس سے
تو فقط لفظ مہدی کی تشریح کر دی ہے اس عبارت میں یہ کہیں نہیں کہ مہدی کوئی شخص خاص
اپنی صفات مذکورہ کیساتھ نہ ہوگا اب اگر کوئی لفظ محمد کا معنی اس طور پر کرے کہ صیغہ اسم
مفعول کا ہے باب تفعیل سے معنی اسکا صفت کیا ہوا پس جو کوئی صفت کردہ شدہ ہو وہی
محمد ہے تو کیا اس سے حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے وجود باجود کی نفی
ہو جائیگی اسمائے محصنہ میں مناسبت ضمنی مقصود ہوا کرتی ہے نہ معنی وصفی دیکھو مطول
اور مطول کو دوم کیا رجل صالح امام مہدی سے تعبیر نہیں ہو سکتا کہ امام مہدی معہود مرد صالح نہ
ہوگا اگر کسی روایت میں باسم مہدی تعبیر نہ ہو اور بواقی روایات میں متعدد جگہوں میں
ہو تو کیا نقصان ہے ۔ ایک واقعہ میں مجمل پر مفصل قاضی ہوتا ہے مجمل کو بھی اسی مفصل
پر حمل کیا جاتا ہے ۔ اور روایت بالمعنی میں خاص لفظ کا ترک کرنا کوئی معیوب نہیں
ہوتا عالم اصول حدیث پر مخفی نہیں پس تمہارے ابو نعیم سے بے فہم و عقل حوالہ دیدیا
دیکھو میں اسی ابو نعیم سے حیات عیسوی ثابت کرتا ہوں ۳۸ نمبر کی حدیث میں گذر
چکا ہے کہ ابو نعیم نے کتاب الفتن میں ابن عباس کی حدیث نقل کی ہے کہ عیسیٰ علیہ
السلام بقرب قیامت نازل ہو کر حضرت شعیب علیہ السلام کے خاندان میں شادی
کرینگے جو کہ موسے علیہ السلام کی سسرال ہی اور انکی اولاد ہوگی حالانکہ وہ خاندان جدائی
اور کو ڑھا ہوگا اور رسول اللہ کے مقبرہ میں دفن ہونگے دیکھو اسکو رسالہ تیغ غلام گیلانی
کے صفحہ ۹۹ و صفحہ ۱۰۰ کو اور ایسا ہی ابو نعیم نے حلیہ میں بھی کہا ہے اسی ابو نعیم نے یہ
بھی روایت کی ہے کہ جب عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے اترینگے تو امام مہدی رضہ
لوگونکے سردار ان سے کہینگے کہ آئیے اور امامت کیجئے تو عیسیٰ علیہ السلام کہینگے کہ خبردار ہو جاؤ
کہ تم ہی آپس میں ایک دوسرے کے سردار ہو اس امت کی کرامت کے سبب سے یعنی تمہارے
اوپر دوسرا کوئی سرداری اور پیشوائی نہیں کر سکتا ۔ اسی ابو نعیم نے یہ بھی روایت
کیا ہے ۔ کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ جس وقت تم دیکھو کہ ملک
خراساں سے کالے جھنڈے اور نشان ظاہر ہوئے ہیں تو تم کو اُن نشانوں میں
اگرچہ گھٹنوں کے زور رینگو کیونکہ وہ نشان اللہ تعالیٰ کے خلیفہ امام مہدی کے ہونگے

آحد اور اسی ابونعیم نے اُس گاؤں کا نام کریمہ لکھا ہے جس سے کہ امام مہدی پیدا ہونگے
اُسی ابونعیم نے تو یہ بھی لکھا ہے کہ امام مہدی کے ہمراہ ایک فرشتہ آواز کریگا کہ یہ مہدی
ہیں اللہ تعالٰے کے خلیفہ ہیں ان کی متابعت کرو آحد جل قادیانیوں پر فرض ہے کہ ابونعیم کو
مانکر عیسیٰ علیہ السلام ابن مریم کے زندہ رہنے کے قائل ہو جائیں **قولہ** اور جائے
ظہور امام مہدی موعود کے بارے میں اگرچہ علماء کے مختلف اقوال ہیں مگر ایک حدیث
صحیح اس طرح مروی ہے کہ یخرج المہدی من قریۃ یقال لہا کدعہ اور بعض کتب میں
کرعہ لکھا ہوا ہے بہرکیف یہ قریب قریب قادیان یا کادیان یا قادی کے ہے جو اس
ملک کے لوگ مختلف طور پر بولا کرتے ہیں اور اسقدر فرق پڑجاتا نام میں اہل انصاف
کے نزدیک کچھ انکار و استعجاب کے موجب نہیں ہو سکتا انتہی **الجواب** یہ غلط ہے
مرزا نے خود ازالہ اوہام میں یہ مضمون لکھا ہے کہ موضع قادیان کا نام دراصل قادیان
نہ تھا بلکہ مرزا کے مورث اعلیٰ مسمی قاضی ماجھی نے اُسکو آباد کیا بر بادشاہ کے
زمانہ میں اور اسکا نام اسلام پور قاضی ماجھی رکھا جب اس موضع کے باشندے
شریر ہوگئے تو اسلام پور جاتا رہا محض قاضیاں رہ گیا تلفظ عوام میں ضاد کو دال سے مناسبت
ہوتی ہے قاضیان کا قادیان ہوگیا پس ثابت ہوا کہ یہ قصبہ قادیان مدت چار سو سال
سے آباد ہے قبل اس کے آباد نہ تھا پس ظاہر ہوا کہ ظہور و تولد امام مہدی صاحب
کی حدیث کو موضع قادیان سے کوئی لگاؤ نہیں ہے کیونکہ حدیث شریف کو ۱۳۲۰ برس
ہوئے اور قادیان اسوقت معدوم تھا اب چار سو سال سے آباد ہے اور مرزا تو کہتے ہیں
کہ قادیان کا نام قرآن شریف میں موجود ہے (انا انزلناہ قریبا من القادیان اس واقعی
طور پر قادیان کا نام قرآن شریف میں درج ہے اور تین شہروں کا نام قرآن شریف میں اعزاز
کیساتھ لکھا ہوا ہے مکہ ۔ مدینہ ۔ قادیان) پھر قادیان کو کدعہ سے بنانے کی کونسی ضرورت
رہگئی ہے اور ماشاء اللہ اس کے موضع کا نام بھی خوب ہے کہ فرار اور بزدلی کا معنی دیتا ہے
قاموس میں ہے کہ قادی یعنی جلدی کنندہ یا جنگل سے آنیوالا اور قادیان قادی کی جمع
ہے ۔ اور قادیانی اسی کیطرف منسوب ہے اس مناسبت سے پہر بھگوڑے جنگلی کا
نام قادیانی ہوا ہے اور اصل حدیث میں لفظ کدعہ کا ک ۔ د ۔ ع ۔ ہ ہرگز ثابت نہیں یہ
مرزا کا محض دہوکہ ہے اور اگر کہیں ہو بھی تو کاتب کی غلطی ہے ۔ اور صحیح لفظ کرعہ ہے

بجائے دال مہملہ کے راء مہملہ ہے اور ابو نعیم نے اس موضع کا نام کریمہ لکھا ہے مگر
صحیح کرعہ ہے عیسیٰ مرزا جیونکا یہ سوال بھی خاک میں ملگیا بڑا افسوس ہے کہ لفظ کو
سوچ سمجھ کر نہیں مگر حیلے بہانے نکالتے ہیں۔ یہ بیان مفصل رسالہ تیغ میں دیکھو
قولہ اور جس حدیث سے امام مہدی کو نکالا ہے اس حدیث میں مہدی کا لفظ بھی نہیں
چہ جائیکہ مہدی آخرزمان کی تعیین ہو بلکہ اس حدیث میں فقط رجل کا لفظ واقع ہے جس کے
معنی ایک مرد کے ہیں فقط انکل سے اسکو امام مہدی آخرزمان پر لگایا گیا ہے **الجواب**
یہ حدیث ترمذی ابوداؤد نے رسول اللہ سے روایت کی ہے فرمایا رسول اللہ نے
دنیا ختم نہوگی جب تک کہ مالک نہ ہووے عرب کا ایک مرد میری اہل بیت سے اسکا نام میرا
نام ہوگا اور عدل سے زمین کو پر کر دیگا چونکہ اور اور احادیث میں ایسے اوصاف
کے ذکر کے بعد لفظ مہدی کی تصریح بھی ہے لہذا یہ مجمل اس مفصل کا عین ہوگا
اور تصریح لفظ مہدی کی دیکھو تو وہ بھی بکثرت وارد ہے چنانچہ ابو عمر دارانی اور ام شریک
کی روایت میں اور نیز ابو امامہ باہلی کی حدیث مرفوع میں جسکو ابن ماجہ اور رویانی و ابن خزیمہ
و ابو عوانہ و حاکم نے اپنی صحاح میں اور ابو نعیم نے حلیہ میں بیان کیا ہے اور ایسا ہی
حدیث ابن سیرین کی مصنف ابن ابی شیبہ میں اور حدیث کعب کی مطول ان سب میں
امامت مہدی کی تصریح ہے۔ آخر تمہارے نزدیک بھی وجود مہدی آخرزمان کا
کسی صحیح حدیث ہی سے تو ثابت ہوگا پھر معلوم نہیں کہ تمکو اس میں لفظ رجل سے
کیوں شک ہوگیا و شاک فی انہ شاک **قولہ** اور پھر لفظ مہدی کا عدد اور لفظ ہند
کا عدد ایک ہی ہے یعنی (۵۹) اور لفظ پنجاب چونکہ اصل میں پنج آب تھا اور الف ممدود
حقیقت میں دو الف ہے اس اعتبار سے اگر لفظ پنجاب میں دو الف پکڑا جاوے تو لفظ
پنجاب کا عدد (۵۹) ہوتا ہے اور کسی سابق زمانے میں قادیاں کا نام قاضی ماجھی
تھا اس کے ماجھی کے لفظ کے بھی یہی عدد ہوسکتے ہیں یعنی (۵۹) پس اصل لحاظ
سے جائے ظہور امام کا ملک ہند میں سے سرزمین پنجاب اور اس میں سے خاص
قادیاں متعین ہو جاتا ہے کما لا یخفی۔ آمد الجواب۔ **قولہ** امام مہدی کے بارے میں
سب علامتیں چار قسم کی ہیں (۱) ایک قسم وہ ہیں کہ بطور غلط فہمی کے لکھے گئے ہیں
یہ سب بالکل غلط ہیں۔ مثلاً عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان سے اترنا اور دجال خیالی

کا نکلنا اور امام مہدی کا ظاہر ہو کر جبراً کافروں کو مسلمان کرنا اور جو مسلمان نہ ہووے اسکو
قتل کر ڈالنا یہاں تک کہ سوائے مسلمان کے کوئی کافر بھی دنیا میں باقی نہ رہیگا اور اسکا
بطلان بھی آیات بینات قرآن کریم سے ظاہر ہے جیسا کہ سورۂ مائدہ میں ہے ۔ فاغرینا
بینہم العداوۃ والبغضاء الی یوم القیمۃ ۔ ظاہر ہے کہ قیامت کے روز تک عداوت
اور بغض یہود و نصاریٰ کے درمیان میں رہنا ان دونوں قوموں کے قیامت تک رہنے کا موجب
ہے اور ایسا ہی دوسری آیات بھی اسپر دال ہیں اور جبراً کافروں کو مسلمان کرنا اور جو
مسلمان نہ ہووے اسکو قتل کر ڈالنا بھی قول تعالے لا اکراہ فی الدین وقولہ تعالے لکم دینکم
عن عیسےٰ علیہ السلام ولم یجعلنی جبارا شقیا وغیرہ وغیرہ سے باطل ہے الجواب
ارے بدنصیب توبہ کر کیا کہتا ہے حدیث و تفسیر اماموں کی بیان کی ہوئی علامتوں کو
باطل غلط کہتے ہو اللہ کا خوف کرو کیا ساری دنیا کے علماء غلط ہوئے اور خود رسول اللہ
اور صحابہ کرام بھی غلط ہو گئے فقط آپ اور آپ کا نبی غلام احمد راہ راست پر ہیں مگر قلم اور کاغذ
آپ کے ہاتھ میں ہے اور زبان آپ کے منہ میں ہے جو دل چاہتا ہے کہتے ہو اور لکھتے
ہو افسوس مرزا نے بھی ازالہ کے صفحہ ۶۲۶ میں لکھا ہے کہ چارسو نبی کو وحی شیطانی
ہوئی اور وہ جھوٹے نکلے اب آپ خود ہی ایمان سے کہو کہ یہ قول کفر کا ہے یا نہیں جب
مسلمانوں کو غلبہ ہو تو کفار کو جبراً مسلمان کرنا یا جزیہ لینا ورنہ قتل کرنا درست بلکہ عبادت
ہے اسوقت تو لیا نہ جائیگا کیونکہ مال بہت ہوگا لہذا جبراً یہ اسلام ورنہ قتل ہوگا دیکھو
کتب احادیث و کتب تفسیر کو اور یہ جبر اور شقاوت نہیں بلکہ عدل و سعادت ہے پس آیت
ولم یجعلنی کو اس سے کوئی تعلق نہیں اور آیت لا اکراہ فی الدین یاد ہے مگر فاقتلوہم
حیث ثقفتموہم کو نہیں دیکھتے اللہ تعالے فرماتا ہے کہ قتل کرو کفار کو جس جگہ کہ تم پاؤ
انکو کیا یہ آیت آپ جانتے ہیں یا نہیں شعر فان کنت لا تدری فتلک مصیبۃ وان
کنت تدری فالمصیبۃ اعظم ۔ اور آیت فاغرینا الی آخرہ میں الی یوم القیمۃ کنایہ ہے
طول زمان سے کما لا یخفی علی طلبۃ العلم چنانچہ السموات والارض میں اہل تفسیر
نے لکھا ہے جیسے کہ حدیث بعثت انا والساعۃ کہاتین وضم السبابۃ والوسطی
اشارہ ہے بطرف قرب قیامت اور اسکی مجاورت کے اور قرینہ اس پر یہی احادیث
صحیحہ متواترۃ المعنی ہیں جو بار ہا گذر چکی ہیں اور ایک فریق کا غلبہ بوجہ کمال جب ہی

ہوتا اگر دوسرا فریق مقابل اسکا بالکل تابع ہو جائے خود ہی آیہ کریمہ میں ہے جاعل الذین
اتبعوک فوق الذین کفروا الی یوم القیامۃ اور باری تعالی کے قول لیظہرہ
علی الدین کلہ کو مطالعہ کرو قولہ اور مہدی کے بارہ میں جتنی پیشگوئیاں آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کی احادیث مرویہ میں مذکور ہیں یہ سب ہی دال اسپر ہیں کہ
مہدی اس امت میں متعدد ہیں کیونکہ صفات متضادہ مہدی آئے ہیں اور
ایک شخصکا ان سب کے ساتھ موصوف ہوتا ناممکن ہے مثلاً
کسی روایت میں ہے کہ مہدی بنی فاطمہ سے ہوگا کسی روایت میں ہے کہ
مہدی بنی العباس سے ہوگا کسی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ مہدی بنی
امیہ سے ہے پس تینوں صفتوں کے ساتھ ایک شخص کیونکر موصوف ہوسکتا
ہے انتہی صفحہ ۲ الجواب بیشک مہدی بمعنی ہدایت یافتہ شدہ یعنی صفت عامہ
کے حسابسے اس امت میں لاکھوں کروڑوں ہیں جو کوئی دین واسلام پر چلے وہی مہدی
ہے مگر مہدی معہود جسکا نام ہے اور ہم جسکا انتظار کر رہے ہیں وہ ایک ہی
ہے اور آپ جو لفظ ناممکن بولتے ہیں میں آپکو ممکن ثابت کرے دیتا ہوں کیا خرابی
ہے کہ اگر تینوں قبیلے بنی امیہ و بنی العباس و بنی فاطمہ کے بسبب خویشی وقرابت
کے ملتے ملتے اُسوقت ایک ہو جائیں اور فی الواقع ہوگا بھی ایسا ہی انشاء اللہ تعالی
کما فی التطبیق ۔ دوسرا جواب یہ ہے مہدی کا ہونا بنی فاطمہ سے اخبار متواترۃ المعنی
سے ثابت ہے اور ہونا اسکا بنی عباس سے یا یہ حدیث کہ لا مہدی الا عیسی ضعیف
ہے غیر مسموع ہے قال الطبرانی مرفوعا قالوا لفاطمۃ نبینا خیر الانبیاء وہو ابوک وشہیدنا
خیر الشہداء وہو عم ابیک حمزۃ ومنا من لہ جناحان یطیر بہما فی الجنۃ حیث شاء وہو
ابن عم ابیک جعفر ومنا سبطا ہذہ الامۃ الحسن والحسین وہما ابناک ومنا المہدی وفیہ
اخبار کثیرۃ متواترۃ المعنی واما کونہ من العباسیین وخبر لا مہدی الا عیسی ابن مریم ضعیفۃ
وسیع نظم اللہ کیا نہیں دیکھتے ہو کہ رسول اللہ کو مکی مدنی ہاشمی قریشی یثربی بطحی وغیرہ
اوصاف سے متصف کیا جاتا ہے اور وہ تو ناممکن نہیں پس یہ کیوں ناممکن ہو اب
قادیانی کے ہاتھ میں سوائے تعجب کے اور کچھ نہ رہیگا اور حیران ہو جائیگا ۔
فبہت الذی کفر مہدی موعود خلیفۂ حق کا وجود باجود تو متواتر الثبوت ہے ۔

اس سے جو منکر ہوگا وہ پورا اند صاحب ہے و ابا ہو و الامام المہدی الخلیفۃ الحق تحقق علیہ
تواترت بہ الاخبار اخرجہا احمد و الخمسۃ و الحاکم و نعیم بن حماد و ابو نعیم و الرویانی و
الطبرانی و ابن حبان عن جماعۃ من الصحابۃ بطرق کثیرۃ قولہ صفحہ ۲۱ میں اور ایک حدیث

میں وارد ہے اسطرح لن تہلک امۃ انا فی اولہا و عیسی بن مریم فی آخرہا والمہدی
فی اوسطہا اس سے ظاہر ہے کہ اوسط زمانے میں ایک مہدی ہوگا غیر مہدی
آخر زمان کے اہ الجواب یہ کہاں سے معلوم ہوا کہ وہ غیر مہدی آخر زمان کے ہوگا
اور تعیین نہ کیا کہ وہ کونسا مہدی تہا کہ جس کے بارے میں حدیث میں پیشگوئی
وارد ہے۔ الحمد للہ کہ اس حدیث سے ہمارا سراسر فائدہ ہے کیونکہ واقعی ایسا
ہوگا کہ اول امام مہدی صاحب پیدا ہوکر بہت دنوں تک لوگوں کو ہدایت کریگا
اس کے بعد عیسی علیہ السلام نازل ہونگے آسمان سے تہوڑے دن یا ہم
دونوں ملکر خلق خدا کو ہدایت کرینگے کہ امام مہدی صاحب فوت ہو جائینگے اور
حضرت عیسے علیہ السلام مستقل ملک کا بندوبست فرماینگے پس مہدی کا وسط ہونا
اس طور پر ہے وسط حقیقی مراد نہیں ورنہ دلیل سے ثابت کرو اور ایک ضروری
عرض ہے کہ یہ روایت جبکہ مرزائی نے اپنی کتاب میں لکہی ہے تو ضرور صحیح ہوگی
کیونکہ وہ اپنے گمان میں سب کچھہ صحیح لکھتا ہے اس حدیث میں عیسے بن مریم
بعینہ کا آخر امت محمدیہ میں ہونا مذکور ہے اور کسے مثیل کا ذکر بہی نہیں تاکہ مرزا
تاویل کرکے اپنے آپ کو مثیل عیسے کرکے اپنے اوپر اس حدیث کو لگالے مشہور
بات یہ ہے کہ جو کوئی امر حق کا دشمن اور اس سے منکر ہوتا ہے کبہی سہو و نسیان
و خطا سے بلا اختیار وہ بات حق اسکے منہ پر آہی جاتی ہے عرصہ پچاس سال سے
مرزا اور مرزائی عیسے علیہ السلام بن مریم کا انکار کر رہے تہے اور یہی حدیث علمائے
دین ان کے آگے پیش کرتے رہتے مگر اس میں بہت تاویلیں کرتے رہے اب اس
مردود حدیث کو خود مقبول کرلیا اور مدت العمر کی کمائی اپنے پیغمبر اور اس کے کلمہ
گو دونوں کی برباد کی کیونکہ امت محمدیہ کے آخر میں ہونا عیسی بن مریم کا مان لیا برعمن
بڑیہ کے خطیب کے مرزائی ہونے اور بہائے تام ادہر ادہر سے کچھ ریختہ پختہ
عبارات جمع کرکے رسالہ لکھنے سے تو سارے مرزائی لاحول پڑھتے ہونگے مگر

اور اگر مافات کے تدارک کے لیئے عیسے ابن مریم سے مثیل اُسکا لیتا ہے تو مہدی اور
محمد صلے اللہ علیہ وسلم سے کیوں انکا مثیل نہیں لیتا نیز واضح ہو کہ اصول
ثلثہ یعنی قران و حدیث و اجماع میں تعارض و اختلاف حقیقی ہرگز ممکن نہیں
پس جبکہ احادیث صحیحہ متواترۃ المعنی اور اجماع امت مرحومہ اسے عیسے
ابن مریم کے رجوع پر صراحتہً ناطق ہیں تو آیۃ قرآنیہ کا معنی بھی وہی صحیح ہوگا جو کہ
سنت اور اجماع کے مخالف نہو جیسا کہ یہی اعتقاد کل متقدمین کا ہے پس اس سے
یہی ثابت ہوتا ہے کہ اخبار نزول عیسے علیہ السلام اور خروج دجال و ظہور
مہدی کی ظاہر المعنی و صریح المراد ہیں تاویل اس میں مردود ہے اور حضور مرزائی
اور اُن کے نبی نے ان احادیث کو صحیح الثبوت و مسلم المراد جانکر تاویل کی ہے اور
حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے معانی مراد کو پس پشت ڈالا لہذا تاویل انکی مردود ہے
ثبوت اُسکا یہ ہے کہ امروہی کی عبارت منقولہ ذیل سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ
احادیث نزول و رجوع اور اقوال مفسرین جن سے حیات و رجوع عیسے ابن مریم
پر استدلال کیا گیا ہے قائل کی مراد وہی معنی ہے جسکو ہم چھوڑکر تاویلی معنی لیتے ہیں
اور اس تاویل کرنے میں ہم مجبور ہیں کیونکہ یہ احادیث دلائل قطعیہ کے معارض ہیں
دیکھو امروہی مرزائی کے شمس بازغہ کے صفحہ ۸۰ کو قولہ (لم) پھر مرزا صاحب کا
سر صدی میں ظاہر ہونا خصوصاً ایسے سر صدی میں جسمیں میدان بالکل خالی ہے
دوسرا کوئی شریک و سہیم نہیں پایا گیا الخ صفحہ ۲۲ **الجواب** ملاجی کا مقصود یہ ہے
کہ مرزا صاحب مجدد دین کا ہے کیونکہ چودہویں صدی کے سر پر ظاہر ہوا ہے
حالانکہ یہ بات غلط ہے بلکہ ظہور اور دعوے مہدی موعود ہونیکا چودہویں صدی
کے اندر کا ہے ۱۳۰۶ھ میں ہوا ہے اور مجدد کا نشان پیدائش سر صدی ہے نہ
ظہور دیکھو اپنے اُستاد عبد الحی رح کا مجموعہ فتاوی **قولہ** پھر انکے وقت میں
خسوف و کسوف رمضان شریف کے چاند ہونا پھر ستارۂ ذو السنین اور ستارہ
دنبالہ دار کا طلوع کرنا الخ **الجواب** دروغ بفروغ ہے ابتک یہ واقع نہیں ہوا
بارہا علماء ہند و پنجاب نے اسکی تردید کر دی ہے اور مرزا اثبات خسوف و
کسوف سے عاجز ہوکر خسف و مسخ ہوگیا اور ستارہ دنبالہ کا واقع تین بار ہوگا

یہ بار ہوا ہے ابھی تیسری بار نہیں ہوا دیکھو مکتوبات امام ربانی مجدد الف ثانی
کو منجملہ علامات امام مہدی کی باقی ہیں مثلاً قریب ظہور مہدی کے دریائے فرات
کھل جائیگا اور اسمیں سے ایک سونے کا پہاڑ ظاہر ہوگا (۲) آسمان سے ندا ہوگی
الا ان الحق فی آل محمد اے لوگو حق آل محمد میں ہے امام مہدی کی شناخت کی علامتیں

علامات مہدی

اُن کے پاس رسول اللہ کا کرتہ و تیغ و علم ہوگا یہ نشان بعد حضرت صلے اللہ علیہ
وسلم کے کبھی نہ نکلا ہوگا اور اُس نشان پر لکھا ہوگا البیعۃ للہ بیعت اللہ تعالے
کیواسطے ہے (۲) امام مہدی کے سر پر ایک بادل سایہ کریگا اُس کے اندر سے
آواز ہوگا ہذا المہدی خلیفۃ اللہ فاتبعوہ یہ مہدی خلیفہ ہے اللہ تعالے کا اُسکی
متابعت کرو (۳) ایک خشک شاخ زمین میں لگائینگے اور وہ ہری ہو جائیگی اور
اُس میں پتے اور میوہ آئیگا (۴) دریا اُن کے لئے اس طرح پھٹ جائیگا جیسا کہ
بنی اسرائیل کے لیے پھٹ گیا تھا

تنبیہ

تنبیہ امام مہدی موعود کا آنا مستقل طور پر ایسا معروف
اور ثابت ہے کہ بعض علما متقدمین نے انجیل و توارت و زبور و کتب ہنود و ہند سے
اسکو مفصل بیان کیا ہے باوجودیکہ ان کتابوں کے اندر بہت ہی تبدیل و تغیر واقع ہو چکا ہے
اور کتب ہنود وغیرہ بید بیدوں پر اگرچہ کوئی اعتبار نہیں مگر تاہم اس امر میں وہ بھی
متحد اور موافق ہیں کہ اپنے زمانہ آئندہ میں ایک شخص معین امام مہدی کے نام سے
پیدا ہوگا جسکی اوصاف ایسی ویسی ہونگی لہذا بقدر حاجت محض تائید اور تاکید کے
لئے نقل کرتا ہوں

بشارت اول

بشارت اول حضرت اشعیاء پیغمبر علیہ السلام نے اپنی کتاب میں
۲۶ و ۲۷ سیماں میں فرمایا ہے بیوم ھہو یوشر ہشیر ہزہ بارص یہودا عیر عاز لانو
یشوع عاع حوموت واحل خلاصہ معنی اس پاسوک کا ساتھ مابعد کے پاسوقوں
کے یہ ہے کہ اُس روز یہودا کی زمین یعنی بیت المقدس میں اُسکی صفت اور ستائش
کیجائیگی اور کہا جائیگا کہ یہ وہ ہے کہ ہماری شفاعت کریگا اور قلعوں کے دروازے
اُس کے لئے کھول دئے جائینگے نیک کاروں کے داخل ہونے کے لئے۔

بحو متتحنیا لو عولاق یقو میم ہتتصوا ورننی شوخقا فاسکی ل اوز دول ملتکا دا راص
وفاہیم تپیل یعنی مردے زندہ ہونگے مردے اور انکی وصف کرینگے تو وہ خاک جو اُن
کے سبب سے آباد ہونگے اور اُسکا ارشاد نور اور زمین ہوگا - اور سب ملتوں کو

راہ حق پر ہدایت کریگا اور تلوار سے بدلہ لیگا لیو یا تان سے اور لیو یا تان کا معنی
ابراہیم نعمانی نے عبرانی اسماؤں کی فہرست میں اجتماع لکھا ہے اور طلیفہ یعنی باہم
عہد و پیمان کرنے والے لوگ یعنی اسوقت جسقدر لوگ دین کے مخالف ان سے
اگرچہ جماعات ہونگی اپنے شمشیر کیساتھ بدلہ لیگا۔ یہ بیان ۳۴ میں ہو چکی تصدیق
الیح یلح اول صادیم ولیش بادیا سوریم خلاصہ معنی اسکا یہ کہ بالکل ہر کام میں شریعت
محمدیہ کے موافق بادشاہی کریگا سب کی آنکھیں حق بین اور کان حق شنیدہ اسے
اور دل لوگوں کے عالم اور گنگ لوگوں کی زبانیں فصیح ہو جاوینگے جاہل کو کوئی پیشوا اور
منافق کو بزرگ نہ جانیگا ظالموں سے بدلہ لیگا ایمان اور اسکا کمربند اور عدالت اسکی
میان بند ہوگی اس کے وقت میں گرگ اور بکری کا بچہ ایک جگہ میں رہینگے اور بر
بزغالہ یعنی بکری کا بچہ ایک مقام میں چرینگے گوسالہ اور بکری و شیر ایک جگہ ہونگے
گوسالہ اور ریچھ اور شیر اور مادہ گاؤ ایک جگہ کھاوینگے اور طفل شیرخوار سانپ کی
سوراخ میں ہاتھ ڈالیگا اور اسکو نہ کاٹیگا اور یہی رسول اللہ آخرزمان محمد صلے اللہ
علیہ وسلم کی دختر کا فرزند دلبند محمد مہدی ہوگا جیسا کہ ہیماق ۲ ہم و ۹ ام میں بھی
مذکور ہے۔ بشارت دوم از کتاب جاماسپ حضرت پیغمبر آخرزمان کی دختر کا
فرزند بحکم یزداں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا جانشین ہوگا اور اسکی حکومت
قیامت تک جاویگی اور اسکی بادشاہی کے بعد دنیا برطرف ہو جاویگی زمین و آسمان
اسکے مددگار ہونگے اور بڑا دیو اللہ تعالے کا بندہ عاصی گرفتار ہو کر اسوقت قتل
کیا جاویگا (یعنے دجال کو اس زمانے میں قتل کیا جاویگا) اور تتمشدع اور قرح
اور جبائیل اور قنفد جو کہ رئیس دجال کے ہونگے محبوس ہونگے لوگوں کو اللہ تعالے
کیطرف بلاویگا اور اسیکا مذہب رواج پاویگا اور اسکی خدمت میں آوینگے خسرو سروش
و آسمان کہ عبارت ہے میکائیل و جبرئیل و عزرائیل سے اور نازل ہوگا بہرام فرشتہ
جو کہ موکل ہے فرو لکا سے اور رفرخ زاد موکل زمین کا اور بہمن فرشتہ بیلوں اور
پہنیڈو لکا، اور آذر بر پاد کہ اول روز کا ملک اور سپ و افرکشب موکل آتش کا اور
روان بخش کہ روح القدس ہے اور زندہ کریگا بہت سے نیک و بد لوگ اور بعض
پیغمبر بھی اللہ تعالے کی حکمت سے اس کے وقت میں زندہ ہونگے چنانچہ

بشارت ۲

منکاں پدر خواجہ خضر اور حضرت مہر ابن پہند الیاس علیہم السلام اور نقوماس پدر
ارسطالیس اور آصف بن برخیا وزیر جو سب کہ سلیمان ؑ کے ہے اور ارسطو کی مافندی
اور سام بن نبوا فریدون کہ نوح ؑ کے ہے اور سمعون عابد اور سولان اور شاول اور
حضرت شمول علیہ السلام اور میخا اور بخاقل اور سیفیا اور حضرت شیعیا علیہ السلام
اور جیوا اول وحو قوان وزکریا پیغمبران اسرائیلیاں اور زندہ ہوگا قابر بن سالم
اور حاضر ہوگا اُس کے پاس سیمرغ = اور بدکار لوگوں سے زندہ کریگا سوریوس
کو جو کہ نمرود ہے اور ریسع وقریع کو جو کہ فرعون اور رقارنل ہیں اور ہامان فرعون
کے وزیر کو اور اُسکو زندہ دار پر کھینچ دیگا اور دماوند کے چاہ سے باہر نکالیگا ضحاک
علوانیر او کو اور اُسکو ظلموں کا دفتری کریگا اور جلا دیگا بخت نصر کو کہ جسنے وشہفت
یعنی بیت المقدس کو خراب کیا تھا اور زندہ کریگا شماموکو اور بہلوپا کو اور قتل کر دیگا اور
زندہ کریگا سدوم یعنے لوط علیہ السلام کے شہر کے قاضی کو اور اسقف ترساؤں کے
قاضی کو اور زدیاغ اعرمن کو جو کہ بانی عمل قوم لوط علیہ السلام کا تہا اور زردون کو جو کہ
اہابر فرس سے ہے اور شیذ رنگ اور صائب کو کہ جسنے ستارہ پرستی کو نکالا تھا اور
زندہ کریگا کیوت کو اور سب کو جلا کر سہ بارہ زندہ کریگا اور اپنی قوم کے فتنہ گر بادشاہونکو
قتل کریگا اور زندہ کریگا رستم بن زال اور کیخسرو کو اور نام اُسکا بادشاہ بہرام مہدی
محمد موعود اولاد دختر شاہ مخلوقات سے ہوگا جسکا نام سین ہے (اور سین رسول
صلے اللہ علیہ وسلم کا نام ہے) بلغت پہلوی چنانچہ قرآن مجید میں یٰسین مذکور
ہے اور ظہور اُسکا آخر دنیا میں ہوگا۔ سلہ عمر اُس کی مثل سات کرگس کے ہوگی اور
جب مہدی خروج کریگا رسول اللہ کے زمانے سے لیکر اس وقت تک ۳۰ قرن
گذرے ہونگے۔ تازی لوگ فارسیوں پر غلبہ کرینگے اور اُنکے شہر لینگے اور
رعدو یعنی دجال کو قتل کریگا اور وہ دجال اندھا ہوگا گدھے پر سوار ہوگا خدائی کا
دعوے کریگا اُس کے قتل میں امام مہدی صاحب ہوگا حضرت عیسے کا قسطنطنیہ

اور ہندوستان کو زیر قبضہ کرکے اسلام بے نشان امیں قائم کردیگا اور شرح عصا موسوی
او رانگشتری سلیمان علیہ السلام کی اُس کے پاس ہوگی اور یہ بہرام یعنی امام مہدی
موعود علیہ السلام اولاد نکرم درمان سے یعنی ابراہیم علیہ السلام سے ہوگا۔ اور وہ اسوقت
ہوگا انزوکشب یعنی بولد اُسکی شہر کیلواس ہے وہ کہتا ہے کہ دولت دنیا کی
سید الخلایق محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے فرزند پر تمام ہوگی جو کہ کشن بزرگوار ہوگا اسکا
حکم پہاڑونکے سرے پر جاری ہوگا مشرق ومغرب میں۔ وہ ابر پر سوار ہوگا اور
فرشتے اُس کے آگے کام کرینگے اور حکومت اُسکی سوداآن خط استوار سے
عرض تسعین خط قطب شمالی اور ماورای اقلیم ہفتم وباغ ارم کل بسیط زمین پر
ہوگی اور دین مسلمان کا دین ہو جائیگا بشارت ششم کتاب ناسک میں ہے جو کہ کفار
ہندوستانمیں صاحب شریعت کا ہوا ہے کہ دنیا ایسے بادشاہ پر تمام ہوگی جو کہ
نبی آدم اور ملایکہ کا پیشوا ہوگا اور نبی آخرزمان کی اولاد سے ہوگا اور جو کچھ مال
دنیا دریاؤں اور پہاڑوں اور زمینوں کے اندر ہوگا پوشیدہ وہ سب کو نکالیگا
نام اسکا بہرام محمد مہدی ہوگا بشارت ہفتم ماہی مشودے جو کہ ہندوستان
کے کفار میں صاحب شریعت کا ہوا ہے اپنی کتاب وید میں جسکو ہندو آسمانی
کتاب کہتے ہیں دنیا کی خرابی میں بیان کیا ہے کہ آخر زمانے میں ایک بادشاہ
ہوگا کہ امام خلایق ہوگا۔ سب جہان کو دین مسلمانی میں لاویگا اور سب مومن
وکافر اسکو شناخت کرینگے وہ جو کچھ اللہ تعالےٰ سے طلب کریگا اسکو دیگا اور
وہ شاہ بہرام مہدی آخرزمان ہوگا بشارت ہشتم ری نتن کی کتاب
جسکا نام جوک ہے اُس میں لکھا ہے کہ دنیا کی انجام اُس شخص پر ہوگی جو کہ
اللہ تعالےٰ کو دوست رکھیگا اسکا خاص بندہ ہوگا اور لوگونکو اللہ تعالےٰ کا رستہ
بتائیگا اور لوگونکو زندہ کریگا بحکم جائن یعنی خداوند تعالےٰ نام اُسکا محمد مہدی
ہوگا اور تبہ کارونکو بھی زندہ کریگا جنہوں نے دین اسلام میں نئی باتیں ناجائز
نکالی تھیں انکو جلاویگا اور دنیا کو نیا کردیگا و صدلک صدلک صدلک صدلک
صدلک صدلک صدلک صدلک صدلک صدلک صدلک صدلک
صدلک صدلک صدلک صدلک صدلک قمر دولت اُسکی ہوگی انتہی بہ لفظ

بھی مرجائیگا تو اُسکی وفات کے بعد بیس سال پورے نہ ہونے پاوینگے کہ لوگوں کے سینہ
سے قرآن شریف اُٹھایا جائیگا رواہ ابو الشیخ عن ابی ہریرہ مرفوعاً۔ اس سے بھی معلوم
ہوا کہ مرزا ہرگز مسیح موعود نہیں۔ **قولہ** مخفی نہ رہے کہ حدیث مذکور یواطی اسمہ اسمی
واسم ابیہ اسم ابی برابر ہوگا نام اُسکا میرے نام پر اور اُسکے باپ کا نام میرے باپ
کے نام پر اسکے ایک معنی غامض اور بھی ہیں جو عوام کالانعام تو کیا ہیں خواص
کالعوام کے فہم سے بھی بہت دور ہیں اور وہ یہ ہیں کہ حدیث مذکور میں اشارہ ہے
طرف اس بات کے کہ امام مہدی آخرزمان بروز ہونگے حضرت خاتم النبین صلے اللہ
علیہ وسلم کے اور کوئی جداگانہ انسان نہیں ہونگے گویا کہ حضرت صلے اللہ علیہ
وسلم کی بعثت ثانی ہوگی جیسا کہ آیت وآخرین منہم لما یلحقوا بہم سے پایا جاتا ہے
اس تقدیر میں حدیث مذکور امام مہدی آخرزمان ہی کی صفت ہوتی ہے اور اس
صورت میں بعض کتب و رسائل میں جو لکھا ہے کہ مہدی کی ماں کا نام آمنہ ہوگا یہ
بھی صادق آتا ہے اگرچہ روایات صحاح میں اسکا ذکر نہیں ہے خلاصہ کلام یہ
کہ جیسا باعتبار مثیل مسیح اسرائیلی ہونیکے مہدی آخرزمان کا نام عیسیٰ بن مریم ہوا اسی طرح
بروز خاتم النبین صلے اللہ علیہ وسلم ہونیکی وجہ سے اُنکا نام محمد بن عبد اللہ ہوا فافہم و
تدبر فانہ دقیق جدا صفحہ ۲۴ **اقول** اس عبارت کا خلاصہ عام فہم مطلب یہ
ہوا کہ مرزا غلام احمد میں دو قسم کی صفت ہی ایک ایسی کہ اُسکے سبب سے
حضرت محمد صاحب کا بروز یعنی ظہور دوسری بار ہو گیا یا امام مہدی کچھ نہیں خود
حضرت محمد صاحب ہی دوبارہ ظاہر ہوئے دوسری صفت وہ کہ اُسکے سبب سے
عیسیٰ ابن مریم کا مثیل ہوا تو مرزا صاحب کے اندر حضرت محمد صاحب اور حضرت علیہ السلام دونوں کا
ظہور ہوا اور مرزا حضرت محمد صاحب کا مثل بھی ہے اور عیسیٰ ابن مریم کا بھی پس مرزا اور کوئی
شئی و انسان جداگانہ نہیں ہے انہیں دونوں پیغمبروں کے اوصاف و ارواح کا مجموعہ
ہے یعنی دونوں کی روحیں اس ایک جسم مرزا میں ظاہر ہوئی ہیں اور یہ دونوں پیغمبر
دنیا میں دوبارہ مرزا غلام احمد کے قالب میں ظاہر ہوئے **ثم اقول** اول یہ کہ سب
باتیں تمہارے پیر کی بناوٹیں ہیں اور تم نے وہی نقل کردیں اس لیے ہمیشہ علماء کا مطالبہ
رہا کہ انکو کسی آیت یا صحیح حدیث سے ثابت کرو مگر وہ تو اپنے دلیل کو ثابت نہ کرسکے

اور افسوس سے ہاتھ ملتے ملتے قبر میں چلے گئے اب آپ اور کل مرزائی عام و خاص ثابت کر دیں بلکہ قیامت تک ثابت نہ ہو گا ہاں اگر یہ شریعت الٹی ہو جائے تو شاید اوسوقت ثابت ہو جائے کہ حضرت محمد صاحب اور عیسیٰ بن مریم کا دنیا میں ظہور دوبارہ بجسم مرزا غلام احمد ہوا ہے۔ دوسرا یہ کہ اگر یہی درست ہے تو مثیل عیسیٰ بن مریم کا دعویٰ کرتا کیا فائدہ مثیل حضرت محمد صاحب کا دعویٰ کیا ہوتا جو کہ خاتم النبیین ہیں حالانکہ یہ کہیں بھی مرزا نے نہ کہا کہ میں مثیل محمد صاحب ہوں مگر بعد اعتراض وارد ہونے کے کہیں کہیں لکھ مارا۔ تیسرا یہ کہ تم تو مردوں کا دوبارہ دنیا میں آنا ہرگز مانتے ہی نہ تھے اصلی صورت میں ہو یا کہ بروزی صورت میں ہو بروز کے ماننے پر تمہارا دعویٰ باطل پایا جاتا رہا۔ چوتھا یہ کہ عذر گناہ بدتر از گناہ ہو گیا یہ تو ہندوؤں کا مذہب ہو گیا کہ وہ حشر اجساد اور قیامت کے منکر ہو گئے اور یہ کہتے ہیں کہ ایک میت کی روح دوسرے بدن میں ہو کر ظاہر ہوتی ہے حالانکہ یہ مذہب باتفاق کل اہل اسلام باطل ہے تفصیل یعنی بروز کے یہ ہے کہ اہل کمون و بروز کی اصطلاح میں بروز اسکو کہتے ہیں کہ ایک شخص کامل کی روح دوسرے شخص مبروز فیہ میں بصفات خود ظہور کرے چنانچہ امام ربانی مجدد الف ثانی رضہ دوسری جلد مکتوبات کے صفحہ ۵۸ میں فرماتے ہیں کہ در بروز تعلق نفس بہ بدن از برائے حصول حیات نیست کہ این مستلزم تناسخ است بلکہ مقصود ازین تعلق حصول کمالات است مرآن بدن راچنانچہ جنی بفرد انسانی تعلق پیدا کند و در شخص او بروز نماید و مشائخ مستقیم الاحوال بعبارت کمون و بروز ہم لب نمی کشایند۔ و نزد این فقیر قول بنقل روح از قول بتناسخ ہم ساقط تر ست زیرا کہ بعد حصول کمال نقل ببدن ثانی برائے چہ بود۔ و ایضاً در نقل روح اماتت بدن اول الامت و احیاء بدن ثانی۔ افسوس این قسم بطالان خود را المسند شیخی گرفتہ اند و مقتدائے اہل اسلام گشتہ اند ضلوا فاضلوا ۔ اور مرزا نے اپنی کتاب ایام الصلح کے صفحہ ۱۸۰ پر کتاب اقتباس الانوار کا حوالہ دیکر ذکر بروز کیا۔ مگر یہ بھی لوگوں کو دھوکہ دیا اور کہا کہ لا مہدی الا عیسیٰ ابن مریم یعنی مہدی کوئی نہیں مگر وہی

عیسیٰ ابن مریم یعنی روح عیسوی کا مہدی آخر الزماں ہیں جو کہ میں غلام احمد ہوں متصرف ہوئی ہے اور مصنف اقتباس الانوار کو جو صابری خاندان کے ہیں اکابر صوفیہ سے لکھتے ہیں اوسی ایام الصلح کے اوسی صفحہ ۱۵۸ میں ہے کہ (از اکابر صوفیہ متاخرین بودہ) مگر مرزا اسکو نہیں دیکھتا کہ بعد نقل کرنے قول بروز کے خود ہی وہ شیخ محمد اکبر صابری صاحب اقتباس الانوار میں فرماتے ہیں صفحہ ۵۲ واین مقدمہ بغایت ضعیف است۔ اور اوسی اقتباس کے صفحہ ۳۲ میں فرماتے ہیں واین رد است مو قول کسی را کہ میگوید مہدی ہمیں عیسیٰ علیہ السلام است و تمسک کند باین حدیث کہ لا مہدی الا عیسی ابن مریم۔ و جواب این حدیث محمول است بر حذف لا مہدی بعد المہدی المشہور الذی ہو من اولاد محمد و علی علیہما السلام الا عیسی علیہ السلام انتہی یعنی مہدی مشہور کے بعد جو کہ رسول اللہ کی اولاد سے ہوگا دوسرا کوئی کامل مہدی نہیں مگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام۔ اس اقتباس الانوار کی عبارت سے مرزا کا دعویٰ بروز اور تمسک بحدیث لا مہدی الا عیسیٰ بن مریم سے باطل ہوگیا جیسا کہ اوسکا دعویٰ بروز کا مکتوبات کی عبارت سے بھی باطل ہوا۔ اور بروز کے دونوں معنی ہیں جس مرزا اول کا معتقد ہی جو کہ مستلزم تناسخ کو ہو اور وہ باتفاق باطل ہے اور اوسکے اعتقاد کا ثبوت اس عبارت سے ہے جو کہ مرزا نے اپنی کتاب ست بچن کے صفحہ ۴۰ میں یہ شعر لکھا ہے۔

بفصد و ہفتاد قالب دیدہ ام ❊ بارہا چوں سبزہا روئیدہ ام

پس معلوم ہوا کہ مرزا کا اعتقاد تناسخ کا ہے اور یہ کفار کا اعتقاد ہے مگر کوئی قباحت نہیں کیونکہ مرزا جی نہاراج کرشنی اوتار بھی تو تھے جیسا کہ کلمہ فضل رحمانی سے تنخ صفحہ ۵۰ میں ہی اور اگر بروز کا دوسرا معنی لیتا ہے تو بھی مردود ہے کما مر واین قول بغایت ضعیف است۔ غرض کہ مرزا کا مثیل عیسیٰ و مثیل محمد صلے اللہ علیہما السلام ہونا بالکل ثابت نہیں ہوتا بلکہ بطلان اوسکا ثابت ہے۔ ثم **اقول** علامہ سیوطی کی تفسیر درمنثور میں یہ حدیث ہے۔ قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم للیہود ان عیسی لم یمت

وانہ راجع الیکم قبل یوم القیمۃ پہلے بھی یہ حدیث ذکر ہو چکی ہے یعنی حضرت
صلے اللہ علیہ وسلم نے یہود کو مخاطب کر کے فرمایا کہ محقق ہے یہ بات کہ
عیسٰی نہیں مرا اور یہ بھی محقق ہے کہ وہ لوٹنے والا ہے تمہاری طرف قیامت
کے دن سے پہلے۔ **سوال** از طرف مرزائی ممکن ہے کہ لفظ راجع سے
مراد عیسٰی کا رجوع بروزی طور پر بصورت قادیانی ہو **جواب** ایک
جواب تو سابق میں بچند وجوہ ہو چکا ہے۔ ثانیاً سنو۔ مرزا چونکہ بروز عیسوی
اور بروز محمدی دونوں کا مدعی تھا تو کیا وجہ ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ
وسلم عیسوی رجوع سے بصورت قادیانی احادیث متواترہ میں خبر دیتے ہیں
جیسا کہ یہ زعم اور گمان بالکل قادیانی کا ہے اور خود حضرت محمد صلے اللہ علیہ
وسلم اپنے رجوع بروزی یعنی دوبارہ دنیا میں بصورت غلام احمد قادیانی
ہو کر آنے سے ایک حدیث میں بھی اعلام نہیں فرماتے۔ اس سے ظاہر ہے
کہ رجوع بروزی مراد نہیں بلکہ رجوع بعینہ عیسٰی علیہ السلام کا مراد ہے
سوال۔ بروز سے مراد یہ ہے کہ روح قادیانی روح عیسوی سے مستفیض
ہوتا ہے۔ **جواب**۔ قادیانی اور اوسکے اذناب کہیں بھی یہ مراد
نہیں لیتے بلکہ وہ یہی اعتقاد رکھتے ہیں کہ روح محمدی و روح عیسوی ۲
دونوں مرزا کے اندر آ رہی ہیں کما مر ہارا اور اگر مان بھی لیں کہ مرزا اس بروز
سے یہ مراد لیتا ہے تو بھی یہ مراد نامراد ہے اور اسپر دعوٰی مثلیت

سلہ اور اقتباس الانوار کی پوری عبارت یہ ہے صفحہ ۲۵ پر نزول بروزی عیسٰی علیہ السلام کی تردید
کرتے ہیں۔
فرماتے ہیں و بعضے برانند کہ روح عیسٰی در مہدی بروز کند و نزول عبارت ازیں بروز است مطابق این حدیث لا مہدی الا عیسٰی
ابن مریم و این مقدمہ بغایت ضعیف است صفحہ ۵۲ پر ہے یکے قوم برآن رفتہ اند کہ مہدی آخر الزمان عیسٰی بن مریم است
و این قول بغایت ضعیف است زیرا کہ اکثر احادیث صحیحہ و متواترہ از حضرت رسالت پناہ صلے اللہ علیہ وسلم ورود یافتہ
کہ مہدی از بنی فاطمہ خواہد بود و عیسٰی ابن مریم باو اقتدا کردہ نماز خواہد گزارد و جمیع عارفان صاحب
تمکین برین متفق اند چنانچہ شیخ محی الدین بن عربی قدس سرہ در فتوحات
مکی مفصل نوشتہ کہ مہدی آخر الزمان از آل رسول صلے اللہ علیہ باشد از اولاد
فاطمہ رض زہرا و رض ظاہر شود ۱۲ منہ رحمۃ اللہ ر ح۔

کا خرط القتاد ہے کما لایخفی کیونکہ یہ راستہ ہمارے تو مرزا قادیانی کے بغیر بہت سے
لوگوں کو حاصل ہوا ہے چنانچہ حضرت شیخ اکبر فتوحات میں فرماتے ہیں کہ عیسیٰ بن
مریم ہمارا پہلا شیخ ہے اور اسکے ہاتھ پر ہمنے توجہ کی اور ہمارے حال پر اونکی بڑی
عنایت ہے کما قال وہو شیخنا الاول رجعنا علے یدیہ و لہ بنا عنایۃ عظیمۃ
لایغفل عنا ساعتہ اور انکے ماسوا اور بھی عیسوی المشرب صوفیہ بہت
گذرے ہیں اور اب موجود بھی ہیں تو کیا وجہ کہ کسی نے مسیح موعود ہونے کا
دعویٰ نہیں کیا اور نیز اس طرح کا فیض عیسیٰ ابن مریم کا اوسکے زندہ ہونے پر
موقوف نہیں بلکہ بر تقدیر مر جانے عیسی ابن مریم کے بھی قادیانی کو فیض پہنچ
سکتا ہے پس آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا فرمانا وانہ راجع الیکم اگر
بطریق بروز ہوتا تو وان عیسیٰ لم یمت بے ربط رہے جاتا تھا کیونکہ وہ بروز
موت کی تقدیر پر بھی ہو سکتا ہے اور نیز (وانہ راجع الیکم) سے بروز
فی القادیانی جب لیا جا سکتا ہے کہ قادیانی صاحب یہود کی قوم سے ہوں
کیونکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ تو قوم یہود کو مخاطب کر کے فرما رہے ہیں کہ
(وانہ راجع الیکم) ای بارز فیکم جیسا کہ مولوی احمد حسن ہندوستانی
نے راجع الیکم کا معنی بارز فیکم لیا ہے شاید اوسکو معلوم ہو چکا ہے کہ
قادیانی یہود میں سے ہے اور یہ راجع الیکم کا معنی بارز فیکم جب ہی صادق
آسکتا ہے کہ یہود میں سے کسی شخص کو عیسوی بروز کا مالک قرار دیا
جائے چنانچہ نیز لن فیکم ابن مریم کا معنی قادیانی کے نزدیک یہی ہے کہ
تم مسلمانوں میں سے کسی ایک مسلمان میں عیسیٰ کا بروز ہوگا اور آجتک
کسی نے چونکہ نزول و رجوع بروزی کا دعویٰ نہیں کیا تاکہ اوسپر یہود
ہونیکا الزام عاید ہو لہذا اسکا مدعی بھی مرزا ہے اور یہ الزام بھی اوسی پر وارد
ہے۔ پس آفتاب جہانتاب سے بھی زیادہ روشن ہو گیا کہ مرزا ہرگز مہدی
موعود و مسیح معہود نہیں ہے اور مہدی و عیسیٰ سے مراد یہی دونوں الگ
الگ بعینہ مراد ہیں نہ انکا کوئی مثیل اور انہیں کے بعینہ دنیا میں آنے
پر اجماع ہے نہ انکے کسی مثیل پر اور نہ رسول اللہ کو تعلیم اس مطلب میں

سے غلط کہنا ہوگا اور یہ امر منافی ہے انبیاء علیہم السلام کی عصمت کا
خصوصاً ایسے مہتم بالشان مسئلے میں جس کے ذریعہ سے حضرت صلے اللہ
علیہ وسلم امت مرحومہ کو دھوکہ کھانے سے بچانا چاہتے ہیں بالکل منافی شان
نبوت کے ہے کیونکہ بجائے ہدایت کے اُلٹا امت مرحومہ کو دھوکھے میں ڈالنا
ہوا کہ نزول قادیانی کی جگہ نزول عیسیٰ بن مریم فرما دیا حالانکہ پہلے لوگ
ایلیا کے نزول بروزی سے دھوکہ کھا چکے تھے۔ ثم اقول مرزا اور مرزائیوں
کا بہت زور اسی پر ہے کہ لا مہدی الا عیسی ابن مریم اور اسی سے بروز نکالتے
ہیں کما مر اسیواسطے اس مقام میں ذرہ زیادہ تفصیل کی گئی اس حدیث کے
متعلق میرے رسالہ تیغ صفحہ (۰۰) میں بھی مفید بحث کی ہے جہاں کی زبان پر
لا مہدی الا عیسیٰ لبت ہے مگر سوائے تحقیق ماسبق کے اور جوابات بھی
ہیں اول تو یہ کہ یہ حدیث ضعیف اور مضطرب ہے دوسرا یہ کہ محتمل
التاویل ہے بعد صحت اخبار مہدی کے یقیناً ماؤل ہے کیونکہ دونوں
باہم متغایر ہیں بہ سبب تغایر اوصاف کے تو معنی حقیقی یعنی نفی وجود
امام مہدی کی متعذر ہے اور ایسے وقت مجاز متعین ہوگا پس بعض تاویل
کرنے والوں نے مہدی کو معنی منسوب الی المہد پر محمول کیا ہے اور یہ حصر یہ
نسبت انبیاء علیہم السلام کے ہے اور بعض علماء نے مہدی سے مہدی
لغوی مراد لیا ہے چونکہ مطلق مہدی کا ذکر ہے لہذا اس سے مراد فرد
کامل ہوگا اور مہدی ہونے میں فرد کامل نبی اور پیغمبر ہوتا ہے لہذا یہ معنی ہوا
کہ بعد نبی صلعم کے ہدایت دینے کا فرد کامل عیسیٰ علیہ السلام ہوگا کیونکہ
بلقرب قیامت کے شدید دن اور گمراہ ہونگے ہدایت فرمائیںگے۔ ایضاً
حدیث لا مہدی الا عیسیٰ بن مریم کو علامہ زرقانی نے مردود ٹھیرایا ہے
دوم یہ کہ اسکو ابن ماجہ نے بھی اخراج کیا ہے حالانکہ خود ابن ماجہ ابو امامہ
کی حدیث میں تصریح فرما رہے ہیں کہ حضرت عیسیٰ کے نزول کے وقت
بیت المقدس میں ایک رجل صالح نماز کی جماعت کرا رہا ہوگا کہ استنے
میں عیسیٰ کا نزول ہوگا اور وہ امام پچھلے پاؤں ہٹتے جائیگا تاکہ حضرت عیسیٰ

آگے پڑا ہے۔ اور یہی مضمون بخاری کی حدیث کا ہے جو بروایت ابو ہریرہ
مذکور ہے۔ **اور بعض زعمی مولویوں** نے بروز کے مسئلے کو اس
آیت سے نکالا ہے۔ نحن قدرنا بینکم الموت وما نحن بمسبوقین
علی ان نبدل امثالکم وننشئکم فیما لا تعلمون مگر صوفی شیخ
محمد اکبر صاحب اقتباس الانوار فرماتے ہیں کہ اسکو مسئلہ بروز سے
کوئی تعلق نہیں کیونکہ آیت میں انتقال روح دوسرے بدن میں عمر
دنیا میں ثابت نہیں ہوتا خواہ امثال کو جمع مثل بفتحتین کی مقرر کی
جائے یا جمع مثل بمعنی مثیل کے بر تقدیر اول آیت کا مفاد تغیر اوصاف
ہوگا یعنی طفولیت اور شباب اور کہولت اور شیخوخت اور بر تقدیر ثانی
یا تو تبدل اشکال دنیویہ واخرویہ پر دلالت کرے گی اور یا تبدل اشخاص
دنیویہ واخرویہ پر جو متخالفۃ الروح والجسم ہونگے اور یا تغیر اشخاص
دنیویہ علی سبیل المسخ پر جیسے ما قال الحسن رح ای نجعلکم قردۃ وخنازیر
پہلی صورت تو ظاہر ہے کہ روح کا انتقال نہیں صرف اوصاف طفولیت
وغیرہ وغیرہ کا تغیر ہے دوسری صورت میں منتقل الیہ جسم حشری ہے
اور مرزا تو اوسوقت جب دعوی کیا۔ تو دنیا ہی میں تھا اور تیسری صورت
میں آیت کا حاصل یہ ہوگا کہ (تمکو دوسرے جہان میں لیجادیں اور تمہاری
جگہ یہاں اور خلقت بسادیں) تو اس صورت میں مماثلت بمعنی الدخول
تحت النوع الواحد ہوئی اور امثال باین معنی مسلم بین الفریقین ہیں نہ
ہمکو مضر نہ مرزا کو مفید کیونکہ اہل اصطلاح بروز دکموں اسکو بروز نہیں
کہتے۔ چوتھی صورت سو اسکو علاوہ مخالفت اہل اصطلاح کے مرزا اور
مرزائی بھی ناگوار سمجھیں گے اور نیز تبدیل امثال آیت سے صرف تحت
قدرت اور مقدور ہونا ثابت ہوتا ہے نہ وقوع اوسکا حجۃ اللہ البالغہ
قولہ امام مہدی ظاہر ہونے کے بعد چاروں مذہب قایم رہینگے یا
نہیں اور انکا خاص کوئی مذہب وطریقہ ہوگا یا نہیں۔ ہدایۃ المہتدی کے
اس صفحہ ۲۶ و ۲۷ کا خلاصہ ملاجی نے یہ بیان کیا ہے کہ چاروں مذہب

کا انتظام زمانہ مہدی تک رہیگا اور آپنے زمانہ میں مہدی خود مجتہد مطلق ہوگا وہ کسی مذہب کی تقلید نکرینگے اور دنیا میں انہیں کا مذہب جاری ہوگا ایسا فیصلہ کرینگے کہ اگر رسول اللہ دنیا میں موجود ہوتے تو آنحضرت بھی ایسا ہی فیصلہ فرماتے۔ اور مذاہب متداولہ کے اغلاط و مسائل ضعیفہ کی اصلاح فرمائینگے۔ مذہب مہدی کے بارے میں ایک مستقل رسالہ ملا علی قاری رح کا ہے جو مجدد دین میں معدود ہیں۔ جس کا نام مشرب الوادی فی مذہب المہدی ہے۔ اور سوائے اسکے فتوحات مکیہ اور یواقیت والجواہر و حجج الکرامہ و فتاوی شامیہ وغیرہ وغیرہ میں اسکا ذکر ہے فلیرجع۔

الجواب ان آٹھوں باتوں کا جواب دیتا ہوں (۱) درست ہے مگر اس مہدی کاذب یعنی مرزا نے تو انتظام مذاہب کو روک نہ سکا (۲) مہدی راست کے بارے میں یہ بھی درست ہے مگر مرزا پر بالکل درست نہیں کیونکہ وہ موت تک شرح وقایہ ہدایہ کنز الدقائق در مختار شامی و عالمگیری وغیرہ۔ کتب فقہ پر مسائل اجتہادیہ میں عمل کرتا رہا (۳) مہدی صادق کسی کا مقلد نہ ہوگا مگر مہدی کاذب جو کہ مرزا ہے کل ائمہ بلکہ علمائے اسلام کا مقلد رہا ذرہ ذرہ بات میں تقلید کا دم بھر کے نقل کرتا رہا ہے (۴) ساری دنیا کیا بلکہ دنیا کے کروڑ حصہ کے ایک حصہ میں بھی مرزا کا مذہب جاری نہ ہوا (۵) جتنے فیصلے مرزا کے ہیں جب کہ کتب فقہ و تفاسیر و احادیث سے مخالف ہوئے تو رسول اللہ سے تو خود ہی مخالف ہوئے مرزا نے قرآن اور حدیث اور کل ائمہ مذاہب کے خلاف راہ نکالی ہے رسول اللہ کی احادیث کے معنی مراد کو سمجھکر تاویلات شروع کرتا ہے پس وہ موافق شرع محمدی کے کیسے ہو سکتا ہے (۶) مذاہب کی غلطیاں نکالنے کا ادراک اور علم کہاں تھا مسئلہ مہدی موعود و مسیح معہود ہونیکے سوا اوسنے بہت کم قلم اٹھائی ہے اور پھر جس جگہ کچھ لکھا ہے اوسپر غالب العلم کا فیہ خواں بھی ہنس رہے ہیں چنانچہ تفسیر القرآن جو اوسنے لکھی ہے اوسکے اغلاط اور مرزا کی لغزشیں اور جہالتیں اوس میں جو جو

ہوئی ہیں۔ آخر میں عرض کرونگا۔ اور ملا علی قاری کا نام تو شاید کہ آپ نے غلطی سے سمجھ لیا ہے ورنہ اگر اوسکو مانتے ہو تو وہ تمہارے سارے مذہب کو جڑ سے اکھیڑتا ہے مشکوٰۃ کی شرح مرقات میں انہوں نے حدیث بیان کی ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ اتریگا عیسی ابن مریم زمین کی طرف اور رہیگا ۴۵ برس پھر فوت ہوگا اور دفن ہوگا میرے قبرستان میں اھ اور فتوحات مکیہ کی عبارتیں بکرات مرات گذر چکی ہیں کہ وہ حضرت عیسی کے زندہ آسمان پر اسی جسم خاکی کے ساتھ جانے اور قرب قیامت تک وہاں رہنے اور اتر کر دجال کو قتل کرنے وغیرہ وغیرہ کے سب سے زیادہ قائل و معتقد اور مدعی ہیں اور ایسا ہی الیواقیت والجواہر میں مذکور ہے اور حجج الکرامہ میں بھی عیسی ابن مریم کی موت کے قایل کو ذلیل اور رشہ مندہ کیا ہے دیکھو اوسکا صفحہ ۴۲۸ کہ عیسی ابن مریم آسمان سے نازل ہو کر دجال کو قتل کرینگے چالیس سال قیام کرینگے اور میری سنت پر عمل کرینگے۔ پہلے بھی یہ حدیث گزر چکی ہے اور علامہ شامی نے بھی حاشیہ در مختار میں اول جلد کی ابتداء میں امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے مناقب میں ذکر عیسی علیہ السلام اور امام مہدی صاحب کا کیا ہے اوس سے صاف بلا غبار ظاہر ہے کہ وہ بھی حضرت عیسی اور مہدی کے بارے میں سب مسلمانوں کی طرح قائل اور معتقد ہیں البتہ وہ تو یہ کہتے ہیں کہ امام مہدی چونکہ مجتہد مطلق ہوگا اور قرآن وحدیث کا حافظ ہوگا لہذا وہ کسی دوسرے مجتہد کی تقلید نہ کریگا نفی وجود عیسی یا مہدی یا اونکے کسی متبع کا ہندی ہو یا پنجابی ہو شریف ہو یا رذیل ہو ذکر تک نہیں ہے۔ الحمد للہ کہ جن کتابوں سے مرزائی لوگ اپنی جاہلانہ بات کو ثابت کرنا چاہتے ہیں اوسی سے امر حق کو ہم دکھا دیتے ہیں **قولہ** صفحہ ۲۶ میں ہے بلکہ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رح جو اہل حدیث کے پاس سلسلہ میں فرقہ اہل سنت وجماعت موسومہ کی مذمت میں رسالہ تاویل الاحادیث میں تحریر فرماتے ہیں رح اس سے ملاجی قادیانی کا یہ مقصود ہے کہ کل روئے زمین کے مسلمان آج کل کے اہل سنت وجماعت

نہیں بلکہ فقط اہل سنت وجماعت ہم ہی مرزائی لوگ ہیں۔ **جواب** ہم بھی
شاہ ولی اللہ صاحب سے حیات عیسیٰ بن مریم ثابت کرکے دیتے ہیں شاہ
صاحب ترجمۃ القرآن میں فلما توفیتنی کا معنی (ہرگاہ برداشتی مرا) لکھتے
ہیں اور (میراندی مرا) نہیں لکھتے۔ دیکھو خود اس سے عیسیٰ بن مریم کا مرفوع
علی السماء ہونا ثابت ہو گیا اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ شاہ صاحب کے
رسالہ فوز الکبیر میں رفع عیسیٰ سے مراد رفع روحانی نہیں بلکہ جسدی رفع
ہے۔ **قولہ** تنبیہ بعض دہوکھا باز مولوی آہ صفحہ ۲۰ سے صفحہ ۲۹ تک
کوئی مفید مطلب مرزا اور مضر مقصود ہمارے کے بات نہیں بلکہ
بیکار ایک اجنبی بات کو جو فی الواقع بے عقلی سے منلاجی نے لکھہ ماری
ہے محض ورقوں کی تعداد کو زیادہ کرکے رسالہ کا حجم بڑھا دیا ہے۔
قولہ اب اصلی اہل سنت وجماعت کون لوگ ہیں اسکا بیان سنئے
قوۃ القلوب سے وکان سہل رح یقول السنۃ ما کان علیہ النبی صلے اللہ
علیہ وسلم واصحابہ۔ **الجواب** الحمد للہ کہ ہم ہی ہر چہار مذہب کے
مسلمان رسول اللہ اور اصحاب کے طریقہ پر ہیں نہ مرزا اور نہ مرزائی لوگ
کیونکہ اونکے اقوال وافعال واعتقاد سراسر کفریات اور خلاف
شرع ہیں۔ محض نماز روزہ تلاوت قرآن وغیرہ ظاہری امور سے
ایمان باقی نہیں رہتا جب تک کہ اعتقاد موافق شرع کے نہو
اور ہم نے قوت القلوب سے نزول عیسیٰ بعینہ وغیرہ سب نقل کر
دیا ہے او سکو دیکھو۔ **قولہ** ص ۲۹ پس یہی فرقہ ناجیہ اہل وسنت
وجماعت اصلی ہیں۔ **الجواب**۔ یعنی مرزائی لوگ ہی فرقہ ناجیہ
دوزخ سے نجات پانے والے ہیں اور باقی سوائے مرزائیوں کے
سب ناری دوزخی بدعتی ہیں یہانتک کہ منلا عبد الواحد کے استاد
وماں باپ دادا دادی پردادا پردادی نانا نانی پرنانا پرنانی وغیرہ
کل کے کل اونکے دوزخی ہیں نعوذ باللہ منہ ایسا نالایق بیٹا کہ مسئلے
کی ہار جیت میں اپنے مردگاں کو ملعون اور ناری ودوزخی کہدے

قولہ امام مہدی کا علم شریعت وعرفان مِن قبیل قولہ تعالیٰ و علمناہ من لدنا علما بوساطت واقتباس انوار مشکوٰۃ نبوت کبری سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم حاصل ہوتا تھا اور بفضلہ تعالیٰ ایسا ہی ہوگا ص۳۵ - **الجواب** - رسالہ تیغ میں ہمنے مفصل لکھ دیا ہے کہ مرزا نے قرآن کو ناقص کہا اور انبیاء علیہم السلام کو برا کہا اور خود رسول اللہ کو غلط گو کہا اور اونکی پیشین گوئیونکو غلط کہا اور معنی مراد حضرت کا جانکر اوسمیں تاویلات کرتا رہا وغیرہ وغیرہ معایب وکفریات مرزا کے آیت وعلمناہ من لدنا علما کے بالکل مخالف ہے ببین تفاوت راہ از کجا است تا بکجا - **قولہ** یہ جو مشہور ہے کہ زمان مہدی میں بجز دین واسلام کے اور کوئی بالکل دنیا میں باقی نہیں رہیگا یعنی دنیا میں فقط مسلمان ہی رہینگے اور کوئی کافر یہود ونصاری میں سے باقی نہیں رہیگا یہ سراسر غلط ہے کیونکہ قرآن کریم کے خلاف ہے کما مر ص۳۶ **الجواب** بیان اسکا مفصل سابق اس سے ہو چکا ہے - اور مخالف کی جہالت کا پردہ اٹھایا گیا ہے فلیراجع ثمہ - **قولہ** مگر بعض روایات سے جو پایا جاتا ہے کہ امام مہدی لوگونکو مال دینگے تو اس مال سے مراد دنیوی مال نہیں بلکہ خزینہ علوم دین ومعارف وحقائق مراد ہے اور یہ امر حضرت علی رض کی ایک روایت سے بھی موید ہے حجج الکرامہ میں ہے علی مرتضی گفت رحمت خدا باد بر بلدۂ طالقان کہ آنجا خدارا خزائن است امانہ از زر وسیم بلکہ مردمان اند کہ خدا را شناختہ اند حق معرفت او وایشان انصار مہدی باشند اخرجہ ابو نعیم انتہی - اس روایت میں جو لفظ طالقان واقع ہے ممکن ہے کہ قادیان سے بگڑا ہوا ہو - **الجواب** - مال سے مراد دنیوی ہی ہے کیونکہ کل زمین پر زراعت ہوگی کوئی زکوۃ لینے والا نہ ملیگا - دیکھو رسالہ تیغ کو اور خزائن دین حقائق ومعارف وہ ہیں جو موافق قرآن وحدیث واجماع کے ہوں اور مرزا جو معارف وحقائق دیتا ہے اور لوگ اوسکو رد کرتے ہیں وہ صاف ظاہر شریعت محمدیہ

سے مخالف ہیں لہذا وہ علوم و معارف نہیں بلکہ وہ اباطیل اور خرافات اور تحریفات و واہیات و کفریات و بدعات سیئات ہیں لہذا مرزا نہ تو مہدی حق ہے اور نہ اوسکے علوم علوم دین ہیں اور نجیح الکرامہ اور ابو نعیم کی مراد کو دیکھو جو پہلے اس سے مذکور ہے کہ وہ بالکل تمہارے مخالف ہے اور یہ قول تمہارا کہ طالقان ممکن ہے کہ قادیان سے بگڑا ہو۔ تم مدعی ہو تمکو لزوم کے طور پر دلیل لانی ضرور ہے احتمال اور نفس امکان کافی نہیوگا خانہ ساز باتوں سے کچھہ نہیں ہوتا قادیان اب چارسو سال سے آباد ہے اور حضرت علی کی خبر دینے سے معلوم ہوتا ہے کہ اوسوقت بلدۂ طالقان موجود تھا چنانچہ بطور اخبار حالیہ کے کہہ رہے ہیں اور جبکہ مرزا کے الہام کے مطابق لفظ قادیان قرآن شریف میں موجود ہے تو اوسکو بلدۂ طالقان یا اوسکے کیدع سے نکالنے کی کونسی ضرورت ہے ع ولن یصلح العطار ما افسده الدہر۔ **قولہ** کیونکہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے نہ اپنے واسطے مال دنیا کو پسند فرمایا ہے اور نہ امت کیلئے بلکہ فرمایا ما الفقرا اخشی علیکم۔ وفعتہ اسقدر مال دنیا کے لوگوں کو دینا کہ سب تونگر ہوجائیں کوئی محتاج باقی نہ رہے یہ تو عادت الٰہی و حکمت باری عز اسمہ کے مخالف ہے ط۳۔ **الجواب**۔ رسول اللہ نے بے شک دنیا کو پسند نہیں فرمایا ہم بھی جانتے ہیں مگر دنیا نام ہی غفلت اور حجاب عن ذکر اللہ کا ہوتی ہیں ہے۔ بیت۔ چیست دنیا از خدا غافل بدن۔ نے قماش و نقرہ و فرزند و زن روپیہ و مال و متاع کی ایسی کثرت کہ کوئی محتاج نہ رہے یہ دنیا نہیں دنیا جب ہے کہ غفلت اللہ کے ذکر سے ہوجائے۔ روپیہ پیسہ پاس ہو یا نہو اگر دنیا نام جمع کرنے حلال مال کا ہوتا ہے تو حضرت سلیمان ؑ و حضرت سلطان سکندر رہ و حضرت عثمان غنی و ابو بکر صدیق ؓ وغیرہ صحابہ مالدار بڑے دنیادار کہلا ینگے حالانکہ ایسے لوگوں کے شان میں یہ لفظ استعمال کرنا ان حضرات کی بدگوئی ہے کما لا یخفی حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے بارہا بکثرت درہم اور بکریاں اور غلہ جات اللہ تعالےٰ کے راہ میں تقسیم

کیں ہیں کما فی البخاری وغیرہ اور یہ عادت آلہیہ نہیں کیونکہ اوسکے لیئے تو کوئی تبدیل نہیں ولا تجد لسنۃ اللہ تبدیلا بلکہ یہ امتداد احکم الی انتہاء العلۃ وزوال الحکم بزوال العلۃ ہے۔ **قولہ** امام مہدی علیہ السلام نے لوگوں کو ہزاروں روپیہ انعام دینے کے اشتہارات کثیرہ دئیے ہیں مگر کسی نے اون انعامات کو حاصل کرنا قبول نہ کیا۔ **الجواب** کاذب نے برائے نام اشتہار تو دیا مگر جب دیکھا کہ چاروں طرف سے جوابات موافق کتاب اللہ وکتاب الرسول کے آرہے ہیں تو خود ہی فرار کر گیا جیسا کہ ہر کس و ناکس کو معلوم ہے اور وہ بیچارہ دریوزہ گر گدا اگر سائل کسی کو کیا روپیہ دیتا وہ تو خود طرح طرح کے حیلوں سے روپیہ جمع کرتا رہا چنانچہ ایک مطرب اللہ دیا سے حرام مال کی درخواست کی مگر اوسکا شکار خالی گیا۔ منارہ بنانے کیلئے صدہا روپیہ لیا۔ اور اوسکی عین حیات میں لس وغیرہ سے لوگ ماہوار روپیہ اوسکی معاش کیلئے روانہ کرتے رہے دیکھو رسالہ تیغ صفحہ ۵۲ کو وہ عبارت یہ ہے۔ مالی فتوحات آجتک پندرہ ہزار کے قریب فتوح غیب کا روپیہ آیا جسکو شک ہو ڈاکخانہ کی کتابیں دیکھے ملخصا صفحہ ۲۰ ضمیمہ انجام آتھم۔ حاجی سیٹھ عبد الرحمن اللہ رکھا تاجر مدراس نے کئی ہزار روپیہ دیا صفحہ ۲۸ ضمیمہ انجام آتھم۔ شیخ رحمت اللہ صاحب دو ہزار سے زیادہ دے چکے ہیں منشی رستم علی کورٹ انسپکٹر گورداسپور بنیس روپیہ ماہوار دیتے ہیں۔ حیدرآباد کا مولوی سید مردان علی مولوی سید ظہور علی و مولوی عبد الحمید دس دس روپیہ اپنی تنخواہ سے دیتے ہیں۔ خلیفہ نور الدین صاحب پانچسو روپیہ دے چکے ہیں ضمیمہ انجام آتھم صفحہ ۲۹ **قولہ** حال آنکہ علامات مہدی آخر زمان جن روایات حدیث سے ثابت ہیں اخبار احاد سے فوق نہیں جو مفید علم یقینی کے نہیں ہیں۔ صفحہ ۳ ہدایۃ المہتدی۔ **الجواب**۔ مجموعہ ملکر متواترۃ المعنی ہو گئی ہیں اور علم یقینی کو مفید ہیں الا من اضلہ الشیطان کما مر مرارا۔ اور امام مہدی صاحب کو لوگ خود بخود شناخت کرلینگے۔ **قولہ** اگر ایسا ہوتا تو ایمان بالغیب

باقی نہ رہتا۔ **الجواب** یعنی جن جن رسولوں نے خود اپنے آپ کو بدعوی نبوت
ظاہر کیا ہے اور لوگوں نے اونکو نشان و معجزات سے پہچانا ہے او نکی
نسبت ایمان بالغیب باقی نہ رہا۔ واہ واہ جہالت۔ **قولہ** پس معلوم
ہوا کہ مہدی صادق کا خود دعوی نہ کرنا اور فقط نشانات دیکھ کر لوگوں کا
اونکو پہچان لینے کا قول محض بے دلیل و سراسر باطل ہے و من یدعی
خلافہ فعلیہ البیان بالبرھان ص۳۴۔ **الجواب** قرآن شریف و تفاسیر
و کتب سیر و تصوف و تواریخ و فقہ و اجماع امت سے فوق اوپر کیا
برہان ہوگی مگر ہدایت اللہ تعالے کے قبضۂ قدرت میں ہے اور صفحہ ۳۵
قولہ در سنہ نماشی ہجری دو قرآن خواہد بود۔ از پئے مہدی و دجال نشان
خواہد بود۔ **الجواب** مہدی کا اور دجال سے مراد مرزا قادیانی کی دو قوہیں ہود
و نصاری کی ہیں اور یہ زمانہ دراز سے موجود ہیں کیا وجہ کہ اجتماع کسوف و خسوف
۱۳۱۱ھ میں ہوا۔ حالانکہ یہ محض مرزائیوں کا دعوی ہے ورنہ ابتک واقع
نہیں ہوا چنانچہ پنجاب وغیرہ اہلاک کے لوگ بخوبی جانتے ہیں۔ **قولہ** مرزا
غلام احمد صاحب تخمینا سنہ ۱۲۵۱ ہجری میں یا تھوڑا آگے پیچھے تولد فرمائے
تھے اور سنہ ۱۳۲۶ھ مطابق سنہ ۱۹۰۸ء کے وفات فرمائے ہیں چنانچہ ۱۳۲۶ کیلئے لفظ
مغفور مادۂ تاریخ وفات ہے۔ **الجواب** اگر تاریخ کے مادہ پر
مہدی و دجال کی شناخت موقوف ہے تو میں ایسے مادے تاریخ
ولادت مرزا و جوانی و وفات مرزا نکال دیتا ہوں کہ اوس کے لحاظ سے
مرزا ظالم اور فتنہ گر اور کاذب ہو جائے گا مرزا غلام احمد قادیانی کی محمد احمد
سوڈانی سے بالکل مطابقت ہے اوسنے بھی مہدی معہود و مسیح موعود
ہونیکا دعوی کیا تھا اور آخر کو کاذب نکلا مہدی سوڈانی سنہ ۱۲۵۹ ہجری
مطابق سنہ ۱۸۴۳ اور اونکی مہدویت کے اعلان کا خلاصہ یہ تھا کہ میں وہ
مہدی موعود ہوں جسکا تمہیں دس گزشتہ صدیوں سے انتظار رہتا
اور تمکو سچی شریعت پر چلاؤنگا وغیرہ وغیرہ اور اوسنے اپنا نام محمد احمد
رکھا جو غالباً زیادہ اعتبار کے لائق ہے غرضکہ بہر حال وہ بھی تمام قرائن کے رو سے

کاذب تھا اگرچہ بھی ایک نہایت متوجہ کا محتاط عالم تھا جسکی علمی اور تمدنی لیاقت
کا اس سے زیادہ کیا ثبوت ہو سکتا ہے کہ اوس وقت اوسکے پاس لقدر
سولاکھ جان نثار خدا کے واسطے لڑنے کو موجود تھے مرزا کی پیدائش کی ۱۲۵۹
ہجری ہے سیپارہ واعلموا میں پروردگار نے گویا کہ اس کی طرف اشارہ
فرمایا ہے اَلَا فِي الْفِتْنَةِ سَقَطُوْا یعنی آگاہ ہو جاؤ وہ فتنے میں گرے اور یہی
تاریخ محمد احمد سوڈانی مہدی کاذب کی بھی ہے اور مرزا کتاب آئینہ کمالات
میں لکھتا ہے کہ عدد ۱۲۷۵ کا جو آیت وآخرین منہم لما یلحقوا بہم سے
نکلتا ہے اس عاجز کی بلوغ اور پیدائش ثانی اور تولد روحانی کی
تاریخ ہے بلفظہ یعنی ۱۲۷۵ کو مرزا جوان ہوا اور یہی شباب ۱۲۷۵
ظلم ہے جسکے اعداد ۱۲۷۵ ہوتے ہیں اس سے مرزا جوان ظالم
ثابت ہوا اس سے جب ۱۵ سال بلوغت کے نکالے جائیں تو ۱۲۵۹
رہتے ہیں جو کہ الا فی الفتنۃ سقطوا کے اعداد ہیں اور مہدی
سوڈانی کی تاریخ ۱۲۹۲ء ہے اور یہی تاریخ مرزا کے مہدی اور
مسیح کے مثیل ہونے کی ہے جیسا کہ اوسنے خود براہین احمدیہ
صفحہ اول حصہ سوم پر لکھا ہے اور مرزا غلام احمد قادیانی
نے لکھا ہے کہ میرے نام کے اعداد پورے تیرہ سو ہیں (۱۳۰۰)
ہیں اسیواسطے میں مجدد اور مسیح موعود ہوں یعنی میں تیرہویں صدی
پر ہوا ہوں اور مرزا اسکو بڑی قوی دلیل جانتا ہے اب میں چند لوگوں
کے نام کے اعداد تیرہ سو پورے کر کے دیتا ہوں جنکو مرزا اور ہم کوئی مہدی
یا مسیح نہیں کہتے بلکہ مرزا اونکو سخت گالیاں دیتا ہے۔ سنئے
(۱) مہدی کاذب محمد احمد برہم (عاجز) سوڈانی ۱۳۰۰
(۲) میرزا امام الدین ابو او تار لال بیگیاں قادیانی۔
اسکے نام کے بھی تقریباً تیرہ سو ہیں۔ اور میرزا کا فاضل حواری نور الدین
موجود ہے یعنی (۳) مولوی حکیم نور الدین متہام۔
(حیران) بھیروی۔ علی ہذا القیاس اور جس قدر نام چاہوں تیرہ سو

کے عدد والے نکالتا جاؤں لیکن اِنّی [illegible]ی کا مجدد یا مسیح یا اوسکا
مثیل ہونا تو ثابت نہیں ہوتا **اقول** سب سے لطیف تر قرآنی معجزہ
ہے جو کہ قادیانی پر خوب لگتا ہے اللہ تعالے فرماتا ہے **تَنَزَّلُ عَلٰی
کُلِّ اَفَّاکٍ اَثِیْمٍ** ط شیطان اترتے ہیں ہر بڑے بہتان کرنے والے
گنہگار پر اس آیت کریمہ کے اعداد بھی پورے تیرہ سو ہیں اور بلا شبہہ
مرزا پر شیطان اترتے ہیں اور انہیں کے وسوسونکو مرزا وحی جانتا تھا
قولہ مرزا صاحب امی محض جو مصداق اس مصرع مشہور کا ہے کہ
کہ امی قلم را بگرد بدست۔ ایسے تو نہ تھے اوائل عمر میں بعض بعض اساتذہ
کے نزدیک کسی قدر مختصر تعلیم پائے ہوئے تھے مگر علوم و حکم شرائع و ادیان
و حقائق و معارف میں کوئی اونکا استاد نہ تھا۔ صفحہ ۳۰ **الجواب** اوائل
عمر میں جو بعض استادوں سے پڑھا ہے وہ کیا سوائے علوم و حکم ادیان
کے کوئی ناٹک اور مسمریزم اور شعبدہ بازی اور مکاری بھی سیکھی ہی تھی
جیسا کہ اوسکے حالات سے معلوم ہوتا ہے **قولہ** اسی وجہ سے تو آیہ
کریمہ مَن کان فی ہٰذہٖ اعمٰی فہو فی الآخرۃ اعمٰی ان لوگوں پر چسپان
ہوتا ہے صفحہ ۱۳۷۔ **الجواب**۔ یہ آیت کفار بدکار کے بارے
میں تھی اوسکو اہل سنت و جماعت پر لگا دیا۔ اور اسی صفحہ میں مسلمانوں
کو ابو جہل کافر سے مشابہت دی ہے **قولہ** مما یجر الی الطوالہ
الجواب الی الطوالہ غلط ہے اور صحیح الی طوالہ ہے مضاف کو
معرف باللام نہ ہونا چاہیے۔ **قولہ** ضمیرم نہ زن بلکہ آتش زنست
کہ مریم صفت بکر و آبستن است۔ صفحہ ۱۴ مراد اس سے قادیانی کی
یہ ہے کہ مرزا جیسا کہ مسیح موعود کے نام سے موسوم ہوا ایسا ہی مریم
کے نام سے بھی مسمی ہوا۔ **الجواب** مولانا نظامی رح گنجوی سکندرنامہ
میں دل کو [illegible] قلب کہتے ہیں مریم صفت بتا رہے ہیں اور قلب
تو مونث سماعی ہے اوسکو مریم صفت کہدینا بطور استعارہ کے
کوئی مستبعد نہیں مگر مرزا تو باوجود مذکر ہونے کے مریم صفت بنیں

بلکہ مریم لقب ہوا وبینہما بون بعید۔ **قولہ** الغرض بعد مرتبہ مریمیت کے حضرت اقدس کو مرتبہ عیسویت ومسیحیت کا دیا گیا تھا گویا کہ مریم سے عیسیٰ پیدا ہوئے تھے۔ بلکہ رموز واشارات سے قرآن کریم کے بھی اس کا ثبوت پایا جاتا ہے چنانچہ سورہ تحریم کے آخر میں ہے قولہ تعالیٰ وضرب اللہ مثلا للذین آمنوا امرأۃ فرعون الی قولہ تعالیٰ ومریم ابنۃ عمران التی احصنت فرجہا فنفخنا فیہ من روحنا وصدقت بکلمات ربہا وکتبہ وکانت من القانتین اس آیت شریفہ میں اشارہ اس طرف ہے کہ بعض افراد اس امت مرحومہ کے مریم صدیقہ سے مشابہت پیدا کرینگے۔ یعنی اسی سبب سے مرزا غلام احمد کو ابن مریم کہا جاتا ہے **الجواب** جب تک کہ حقیقت کا تعذر نہ ہو تب تک مجاز نہیں لیا جاتا حالانکہ تعذر حقیقت کے دلائل کا فساد ثابت ہو چکا ہے ثانیا یہ کہ قطع نظر تعذر حقیقت سے آیت کا مفاد تصرف اتنا ہی فائدہ بخشتا ہے کہ وصف ایمان علاقہ مصحح لارادۃ القادیانی ابن مریم سے ہے یعنی لفظ مریم سے اگر قادیانی بعلاقہ ایمان مراد رکھا جاوے تو یہ علاقہ اس ارادہ کی صلاحیت رکھتا ہے اور صرف صلاحیت بغیر اسکے کہ وقوع استعمال فی محل النزاع قرآن یا حدیث سے ثابت کیا جاوے مفید نہیں پس اگر انصاف سے کوئی دیکھے تو قرآن یا حدیث میں ایک جگہ بھی (مریم) یا (امرأۃ فرعون) سے مراد کوئی مومن نہیں خود مریم اور فرعون کی عورت ہی مراد ہے۔ ثالثا ابن مریم سے مراد ہوتا قادیانی کا چنانچہ شمس بازغہ کے صفحہ ۳۹ پر امروہی نے لکھا ہے کہ ہر ایک مومن مثیل مریم ہے تو مومن کی اولاد ابن مریم ہوئی) اور یہ جب ہو سکتا ہے کہ پہلے مرزا کے والد صاحب غلام مرتضیٰ صاحب مرحوم لفظ مریم سے کسی استعمال سے پنجابی یا اور کسی زبان میں مراد لئے گئے ہوں اور وہ اس لفظ مریم سے کبھی پکارے گئے ہوں وانی یکون لہ ذلک پس مرزا کا ابن مریم

ہونا ثابت نہیں ہوتا اور اگر فقط علاقہ محض وجود ایمان ہی لیا جائے تو مرزا
کی خصوصیت کیا ہے ہر مومن کو ابن مریم کہنا درست ہے۔ **قولہ** ملخص
کلام اس مقام میں یہ ہے کہ قولہ تعالے یمحو اللہ ما یشاء و یثبت و
عندہ ام الکتاب سے استنباط کیا جا سکتا ہے کہ پیشین
گوئیوں میں جو من قبیل معجزات و کرامات ہوتے ہیں اللہ تعالے کی
طرف سے کسی قدر تبدل و تغیر ممکن ہے نہ یہ کہ سر مو تجاوز ممکن
نہیں جیسا کہ خیال کل عوام کالانعام اور اکثر خواص کالعوام کا ہے کیونکہ اس
تقدیر میں غناء ذاتی میں باری تعالے کے فتور راہ پاتا ہے۔ **الجواب**
اگر امکان تبدل مسلم ہی ہو تب اس واقعہ خاصہ میں کسی آیت یا حدیث
قولی یا فعلی یا تقریری یا اجماع صحابہ یا مذہب مجتہد سے آپ کو
ثابت کرنا ہوگا کہ وہ امکان جو تھا اب فعلیت اور وجود خارجی میں آگیا۔
آپ کیونکہ مقام استدلال میں ہیں اور ظاہر ہے کہ مدعی اور مستدل کو لازم
چاہئے اوسکو احتمال کافی نہیں ہوتا اور جب کہ کسی دلیل سے ثابت نہ
کرسکو تو ویثبت ہی ثابت رہیگا اور غناء ذاتی میں نقصان جب ہو کہ
عناء فعلی مستلزم ہو غناء ذاتی کو حالانکہ یہ باطل ہے کیونکہ عناء ذاتی جیسی
کہ بصورت تبدل و تغیر موجود ہے ایسی ہی بصورت عدم تبدل و تغیر
کے بھی موجود ہے پس باری تعالے کی غناء ذاتی میں فتور ہرگز راہ نہیں
پاتا بلکہ وہم بھی فتور کا نہیں ہوتا پس تبدل و تغیر ممکن مگر علت بیان
کرنی آپ کی باطل و عاطل ہے۔ اور صفحہ ۳۴ و ۴۴ و ۴۵ و ۴۶ میں جو
جواز خلف لکھا ہے وہ اگرچہ علماء میں مختلف فیہ ہے اور اوس میں
ترجیح و مرجوح کے قطع نظر ہونے سے مخالف کو کسی قسم کا فائدہ نہیں
کیونکہ اگر یہ امر مسلم بھی ہو تو ایک دو چار باتوں میں نہ یہ کہ صدہا
باتوں میں جو کہ علامات امام مہدی و خواص عیسٰی علیہ السلام و آیات
دجال وغیرہ ہیں سب کے سب میں وعدہ خلافی ہو جائے اور ایسا ضروری
مسئلہ کہ اتنی مخلوقات گمراہ ہو جائے اور پھر حضرت صلے اللہ علیہ وسلم

رسل اصحابہ کرام وائمہ مجتہدین عظام کا ہیں تبدل و تغیر کا ذکر نہ کرنا بھی
قرینہ قاطعہ یقینیہ جازمہ موجبہ للیقین والایمان ہے کہ اگرچہ خلف و
تبدل و تغیر اس میں باعتبار نفس قدرت الٰہیہ کے ممکن ہے
الا وقوع تبدل و تغیر کا ہرگز ہرگز نہ ہوگا لعدم استلزام الامکان
الفعلیتہ کما لا یخفی **قولہ** صفحہ ۱۴۸ و ۱۴۹ میں جو کچھ مرزا احمد بیگ کی
لڑکی کی نسبت مرزا کی تکذیب اور پیشگوئی کے غلط ہونے میں پردہ
پوشی کی ہے وہ سب خلاف واقع بیان کی ہیں کل پنجاب اور ہندوستان
میں معلوم ہے کہ مرزا اس میں صاف نامراد رہ گیا اور اگر کوئی پیشگوئی
کسی شخص کی صادق بھی ہو جائے تو اس سے اوس شخص کا امام
مہدی یا مثیل عیسی ابن مریم ہونا تو ثابت نہیں ہوتا کیونکہ برہمنوں
اور بت پرستوں اور کافروں کی پیشگوئیاں بھی کبھی صادق ہو جاتی ہیں
اور ہدایۃ المہتدی کے صفحہ ۱۴۹ و ۱۵۰ کا خلاصہ یہ ہے کہ میرزا صاحب
اگرچہ سچا مہدی نہ بھی ہو تو بھی اوسکو مان لینے میں کوئی نقصان نہیں۔
کیونکہ اس سلسلہ میں کوئی امر بھی خلاف نہج شرعیہ تو یہ نہیں ہے
اہل سلسلہ نے جو بانی سلسلہ کو قبول کیا ہے سو بھی قرآن و حدیث
کے دلائل تو یہ سے قبول کیا ہے اگرچہ بدبختوں کی سمجھ میں نہ آوے۔
پس اس تقدیر میں اگر بالفرض محال بانی سلسلہ واقعی مسیح موعود و
مہدی معہود نہ بھی ہو تو کیا نقصان ہو سکتا ہے انتہی بلتقطا۔
اقول اولاً اس سلسلہ کے خلاف شرع اقوال و افعال و اعتقادیات
اظہر من الشمس ہیں جو بانی سلسلہ کے ناجائز اقوال و افعال و اعتقادیات
ہیں وہی سلسلہ قبول کرنے والوں کے بھی ہیں جنکے سبب سے علماء کے
نزدیک زمان کے کفر کے فتوے دیئے گئے ہیں جنکا کچھ تذکرہ اس رسالہ میں اور
میرے دوسرے رسالہ شیخ غلام گیلانی میں موجود ہے ایسے
شخص کو مہدی معہود یا مسیح موعود جاننا کفر ہے کیونکہ قرآن و حدیث
و تفسیر و فقہ و کل علوم دینیہ جس شخص کو دائرہ اسلام کے اندر نہیں چھوڑ

اور کم از کم علانیہ فسق جس کا ظاہر ہوا ... کو مسیح موعود اور مہدی معہود کہنا قرآن و حدیث کو کاذب کہنا ہے۔ خبردار ہو اے مسلمانو یہ کیسی دھوکے کی بات بنگالی قادیانی نے لکھی ہے نعوذ باللہ من غضب الرب

قولہ ازمنہ ماضیہ میں بعض بعض علماء نے بعض بعض حضرات کو مہدی قرار دیا ہے اور دوسرے علماء اونکے ساتھ متفق ہوئے مگر ... علمائے مخالفین نے اون علماء سابق الذکر پر کوئی بڑا حکم نہیں لگایا اور اونکو کسی طرح مطعون نہیں کیا چنانچہ امام جلال الدین سیوطی کی تاریخ الخلفاء میں ہے وقال وہب بن منبہ ان کان فی هذه الامة مهدی فهو عمر بن عبد العزیز رح وایضا فیه وقال الحسن ان کان مهدی فعمر بن عبد العزیز الخ

الجواب اگر مقصود قادیانی کا اس عبارت سے یہ ہے کہ جلال الدین سیوطی اور امام حسن کے قول میں مہدی سے مراد مہدی آخر زمان ہے تو مرزا غلام احمد کا دعوی کرنا کہ میں مہدی آخر زمان ہوں بالکل بیہودہ اور غلط ہے اور اگر مراد اس سے یہ ہے کہ اس قدر صفات حمیدہ امام مہدی کے عمر بن عبد العزیز میں موجود تھے بوجہ مبالغہ کے اونکو مہدی کہا گیا۔ جیسا کہ یہی فی الواقع کتاب کا مقصود بھی ہے تو اس ... ماننے سے ہمارا کوئی نقصان اور قادیانی کا کوئی فائدہ نہیں فقط

اعلان مولوی عبد الوہاب ... مقام برہمن بریہ ضلع ٹپرہ ملک بنگال کے رسالہ ہدایۃ المہتدی کا رد ہمنے اللہ تعالے کے فضل و کرم سے اسطور پر لکھا ہے کہ جس کتاب ... ہے اور اوسکے ... مرزا غلام احمد متوفی یا مولوی محمد حسن امروہی یا دوسرے کسی قادیانی نے ... علیہ السلام کی موت پر دلیل لائی تھی ہمنے بھی اوسی کتاب سے ... کو ثابت کر دکھایا اگر ہم ایسی کتابوں کا حوالہ دیتے جو کہ ... مذہب میں نہیں مانی جاتیں تو اونکو رد کرنے میں بھی اگر ... کر دیا تھی اور یہ ایسا ... تاہم یک قسم کا عذر انکے ہاتھ میں ہوتا

اب باوجودیکہ انہی کی بانی ہوئی کتابوں کو اور انہی کے پیشواؤں سے ہمنے
حیات عیسیٰ علیہ السلام ثابت کردیا تو انکو شرعاً و عقلاً کسی طرح
سے ردکرنیکی گنجائش نہیں اور ہمنے یا اور کسی عالم سنی حنفی یا اور کسی
سچے مذہب والے نے جو کہ قادیانیونکو اپنی تصنیفات میں سخت الفاظ سے
پکارا ہے سو یہ کوئی بڑی بات نہیں کیونکہ قادیانیوں نے اور خود مرزا
قادیانی نے علمائے دینداروں کو سخت گالیاں دی ہیں اور وہ ایسے سخت
الفاظ ہیں کہ ہم لوگوں کے الفاظ اونکا بدلہ بھی نہیں ہو سکتے دیکھو رسالہ
شیخ غلام جیلانی کو جو کہ ہمنے انکی گالیوں کو نقل کیا ہے خاصکر حضرت عیسیٰ
علیہ السلام اور اونکی والدہ ماجدہ کو ایسی گالیاں دی ہیں جسسے قادیانی دائرہ
اسلام سے خارج ہوگئے اور یاد رہے کہ بعض مسلمان مو[illegible] مولوی
کو ادب کے لفظ سے بولتے ہیں چنانچہ مرزا صاحب و مولوی صاحب سو
یہ گناہ ہے۔ کیونکہ حدیث شریف میں وارد ہے کہ جب کسی فاسق کی مدح
اور صفت کی جاتی ہے تو اللہ تعالے کا عرش مجید کانپ اٹھتا ہے
پس مرزائیونکو ادب کے لفظ سے یاد نہ کرنا چاہئے خود اسی رسالہ
ہدایۃ المہتدی کو دیکھو کہ علمائے اہل سنت و جماعت کو کیسے بے ادب
لفظوں سے یاد کیا ہے صفحہ ۲۰ پوکے میں ڈالتے ہیں صفحہ ۸ فیج اعوج
[illegible] علماء۔ صفحہ ۱۲ مخالفین سلسلہ حقہ احمدیہ بھی خواہ مولوی
ہیں یا نا مولوی ہوں دجال کے حصہ داروں میں سے ہیں۔ دیکھو اب
کل روئے زمین کے علماء و صحابہ کرام و تابعین وغیرہ کو دجال کا حصہ دار
یعنی دجال اور [illegible] بنایا۔ صفحہ ۱۶ میں ہے۔ احمدیوں سے مباحثہ
کرنے کی جرأت اب دجال کے گروہ نہیں پاتے۔ صفحہ ۱۷ بعض دیو کا
باز مخالف مولوی۔ صفحہ ۳۳ بدبخت لوگ نشان کو تسلیم نہیں
کرتے۔ صفحہ ۳۳ ابوجہل و امثال سے اس کے دریافت کیا جاوے
صفحہ ۳۳ دشمنان دین و مخالفان اسلام صفحہ ۳۴ سیاہ دل و نفس
مولویوں سے صفحہ ۱۰ جن کو اللہ تعالے نے اندھا بنا رکھا ہے [illegible]

[illegible] علماء کو تمام انبیاء کا منکر [illegible] اور انبیاء کا [illegible] کافر ہوتا [illegible] [illegible] خلیفہ [illegible]

کل علماء کافر ہیں تنبیہ جو کوئی مرزا کا اعتقاد رکھے اور اسکے اقوال و افعال مذکورہ کو حق جانے وہ اسلام سے